ذکرِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم

مولف: محمد یامین

نام کتاب : ذکرِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

سعادت تالیف : محمد یامین

قادری، چشتی، صابری، قلندری

2017-9921

3/15

14055

اشاعت اوّل : ۱۴۳۸ ہجری

۲۰۱۷ عیسوی

تعداد : ایک ہزار

کمپوزنگ : فرخ بشیر قادری

0300-2107454

ہدیہ : اُمتِ محمدی ﷺ کے لئے دعائیں

پتہ : مکان نمبر آر۔3051، بلاک 2

میٹروولِ تھری، گلزار ہجری

کراچی 75330

کی محمد سے وفا تو نے تو ہم تیرے ہیں
یہ جہاں چیز ہے کیا لوح و قلم تیرے ہیں
(اقبال)

تعظیم جس نے کی محمد کے نام کی
اُس پر خدا نے آتشِ دوزخ حرام کی
(تحفہ درود شریف۔ ریحانہ شفاعت ناز)

محمد عربی

رسول محتشم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کے روضہ مبارک کی جالیوں پر ۲۴ مرتبہ لکھا ہوا کلمہ شریف

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ الْمَلِکُ الْحَقُّ الْمُبِیْنُ

مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ صَادِقُ الْوَعْدِ الْاَمِیْنُ○

یہ کلمہ شریف حضور اکرم ﷺ کے روضہ مبارک کی جالیوں پر ۲۴ مرتبہ لکھا ہوا ہے اور اللہ تعالیٰ نے اس کلمہ شریف میں اپنے پیارے رسول ﷺ کی تمام تعریفیں اور مدحتیں یکجا کر دی ہیں۔ اس کلمہ شریف کا روزانہ ایک سو مرتبہ ورد بے شمار فوائد کا حامل ہے۔

روضہ رسالت مآب

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

پر مواجہہ شریف کی طرف جالیوں پر کندہ اشعار

يَا خَيْرَ مَنْ دُفِنَتْ فِي التُّرَابِ اَعْظُمُهُ

اے بہتران سب سے جن کے اجسام شریف خاک میں مدفون ہوئے

فَطَابَ مِنْ طَيِّبِهِنَّ الْقَاعُ وَالْاَكَمُ

اور ان کی خوشبو سے جنگل اور پہاڑ مہک گئے ہیں

نَفْسِي الْفِدَاءُ لِقَبْرٍ اَنْتَ سَاكِنُهُ

میری جان اس پاک قبر پر فدا جس میں آپ سکونت فرما ہیں

فِيهِ الْعَفَافُ وَ فِيهِ الْجُودُ وَالْكَرَمُ

اس قبر شریف میں پرہیز گاری اور اسی میں جود و کرم ہے

(نقش لاہور۔رسول نمبر صلو علیہ وآلہ۔ع۔م۔چودھری۔گلدستہ حمد ونعت۔عمران رضا)

انتساب

اُمتِ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کے ان افراد کے نام

جو اس مادّی دور میں قرآن اور احادیث مبارکہ کی روشنی میں اللہ تعالیٰ کے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بے پناہ محبت کرتے ہیں اور قرآن اور سنت نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مطابق زندگی گزارنے کی کوشش کررہے ہیں۔

انتسابِ مُکرّر

ان بزرگان دین کے نام جنہوں نے مخلوق خدا کی بہتری اور بھلائی کے لئے زندگیاں وقف کردیں اور بعد الموت زندگی پانے کے بعد آج بھی ان کے یہ نیک اعمال جاری وساری ہیں۔

ثُمّہ انتسابِ

اللہ تعالیٰ کی رضا اور خوشنودی کی خاطر خدمتِ خلق کرنے والے اداروں کے سربراہوں کے نام جیسے:

۱) عبدالستار ایدھی مرحوم
۲) محمد رمضان چھیپا
۳) سیلانی ویلفیئر کے محمد بشیر فاروقی اور
۴) ایسے کئی گمنام افراد کے نام جو اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کی خاطر ہر ماہ ہزاروں غریبوں، بیواؤں، یتیموں اور ضرورت مندوں کی مدد کرتے ہیں۔

اپنی بات

(۱)　　ہم میں سے ہر شخص زندگی کے کسی نہ کسی موڑ پر کسی نہ کسی ہستی سے ضرور متاثر ہوتا ہے۔ایسی شخصیت جو آپ کو متاثر کرتی ہے وہ آپ کے گھر، خاندان، محلے، آپکے گاؤں یا شہر، آپکے ملک یا دنیا کے کسی بھی علاقے سے متعلق ہوسکتی ہے۔ایسی عظیم ہستیاں دنیا کی تمام قوموں میں پائی جاتی ہیں۔

(۲)　　ان کے غیر معمولی اوصاف، خوبیاں، خصوصیات، راست گوئی، جذبہ ایثار و قربانی، دوسروں سے انصاف کے اصول، بہترین مبلغ دین، بہترین سیاسی وسماجی بصیرت، بہترین عسکری قیادت، بہترین سائنسدان، دوسروں سے ہمدردی اور جذبۂ خدمت خلق کا عمل ہمیں ان کا گرویدہ بنادیتے ہیں۔

(۳)　　ہماری اپنی تاریخ میں قائداعظم محمد علی جناح اپنی بہترین فہم وفراست اور قائدانہ صلاحیتوں کی بنا پر سنجیدہ طبیعت پاکستانیوں کے دلوں میں بستے ہیں۔ان کے بعد ان کے دائیں بازو شہید ملت خان لیاقت علی خان سابق وزیراعظم پاکستان بطور ایک زیرک مگر معتدل حکمراں، خاص مقام کے حامل ہیں۔ان کی مملکت خداداد پاکستان سے سچی محبت اور لگن کا یہ عالم تھا کہ اپنے ہی بنائے ہوئے ملک پاکستان میں شہادت کے وقت انہوں نے ''خدا پاکستان کی حفاظت کرے'' کی دعا مانگی۔محسنِ پاکستان ڈاکٹر عبدالقدیر کے لئے ہر محب وطن پاکستانی کے دل میں خاص مقام ہے کیونکہ وہ پاکستان کے بہترین سائنسدان مانے جاتے ہیں۔اسی طرح ۱۹۶۵ء کی جنگ کے ہیرو اسکوارڈن لیڈر ایم۔عالم کا نام پاکستان کی تاریخ میں ہمیشہ یادرکھا جائے گا کہ انہوں نے اپنے سے کئی گنا بہتر ہندوستانی فضائیہ کے ناک میں دم کردیا تھا اور ان کے کئی لڑاکا طیارے گرا کر ہندوستانی فضائیہ کی برتری ختم کردی تھی۔

(۴)　　ہمارے ہاں ایسے بھی اشخاص ملتے ہیں جنہوں نے اپنی زندگی دوسروں کی بھلائی

اور خیر خواہی کے لئے وقف کر رکھی ہے۔ وہ ہر وقت خدمت خلق کے جذبے سے سرشار نظر آتے ہیں۔ دکھی انسانیت کے ان خدمت گاروں میں عبدالستار ایدھی، محمد رمضان چھیپا اور سیلانی ویلفیئر کے جناب محمد بشیر فاروقی کے نام سرفہرست ہیں، یہ اور بات ہے کہ وہ ہمارے اور آپ کے آئیڈیل نہ ہوں لیکن یہ ضرور ہے کہ ان کے نام ان کے نیک کاموں کی بدولت احترام سے لئے جاتے ہیں۔

(۵) یہ ہمارے ملک پاکستان کے ماضی قریب کے قائدین کے یادگار متاثر کن واقعات کی ہلکی سی جھلک ہے۔ جن کے دلوں میں مسلمانان ہند کی بھلائی اور خیر خواہی کا جذبہ تھا۔ ہمارے قائدین نے پاکستان بنانے کا جذبہ نبی کریم ﷺ کی زندگی کے اعمال صالح سے متاثر ہو کر اپنایا تھا۔

(۶) دنیا کی تمام متاثر کن شخصیات میں سید عرب وعجم محمد عربی ﷺ کا نام نامی اسم گرامی سرفہرست ہے۔ آپ ﷺ کا کمال یہ بھی ہے کہ اپنے بہترین اعمال صالح کی برکت سے لاکھوں مخالفتوں کے باوجود آج سے چودہ سو سال پہلے دشمنان مکہ سے امین اور صادق کے القاب حاصل کئے۔ لیکن جب حضور نبی کریم ﷺ نے مکہ کے پہاڑ صفا کی چوٹی پر کھڑے ہو کر ایک خدا ایک قرآن اور ایک رسول کی صدا بلند کی تو آپ ﷺ کو امین اور صادق کہنے والے وہی اہل مکہ آپ ﷺ کے مخالف ہو گئے۔ لیکن یہ عظیم اور کامل ہستی دیکھتے ہی دیکھتے اپنی قائدانہ صلاحیتوں اور تائید ایزدی کی بنا پر ساری دنیا پر چھا گئی۔ اس طرح رسول کریم ﷺ نے اسلام اور قرآن کا پیغام ساری دنیا میں پھیلا دیا۔ دنیا کے تمام سنجیدہ انسانوں نے نبی کریم ﷺ کے حسن اخلاق، بہترین مدبر، بہترین مبلغ، بہترین جنرل، بہترین شوہر، بہترین باپ اور بہترین معاملہ فہم انسان ہونے کا برملا اعتراف کیا۔ آپ ﷺ نے بہت ہی قلیل وقت میں قرآن کریم کا پیغام نہ کہ صرف دنیا والوں تک پہنچایا بلکہ اس مکمل آئین خداوندی پر خود عمل کر کے دکھایا۔

(۷) یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کئی مقامات پر نبی صادق ﷺ کی اطاعت کا حکم فرمایا اور اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت نہ کرنے والوں کیلئے وعیدیں فرمائیں۔ آپ ﷺ کی

اطاعت میں نبی مکرم ﷺ سے محبت آپ ﷺ کی عزت وتوقیر کے احکامات بھی شامل ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ نبی صادق وامین نے آپ ﷺ کے پاکیزہ اور طیب اعمال یعنی آپ ﷺ کی سنتوں پر عمل کرنے والوں کے لئے خصوصاً آج کے فتنوں کے دور میں عمل کرنے والوں کے لئے دنیاوی اور اُخروی بشارتوں کا عندیہ دیا۔

(۸) ہر سنجیدہ انسان جب محسن انسانیت جناب رسول کریم ﷺ کے حالات زندگی کا بغور مطالعہ کرتا ہے تو اس کے دل ودماغ میں یہ جذبہ موجزن ہو جاتا ہے کہ ایسے عظمت والے انسان کا حلیہ اور سراپا کیسا ہوگا؟ آپ ﷺ کی چال ڈھال یعنی چلنے کا انداز کیسا ہوگا؟ آپ ﷺ کے ہنسنے یا مسکرانے کا انداز کیسا ہوگا؟ یعنی ایسے عظیم انسان اور شان والے نبی کریم ﷺ کے حسن وجمال اور شکل وصورت کی زیارت اور دیدار کی خواہش پیدا ہو جاتی ہے۔ سب لوگ تو نہیں البتہ جو لوگ نبی پاک ﷺ کی شریعت، سنت مبارکہ پر عمل کرتے ہیں۔ پنج وقتہ نماز، تلاوت قرآن، درود شریف کے ورد کا اہتمام کرتے ہیں اور نبی پاک ﷺ کی ذات مبارکہ سے دنیا کی ہر نعمت سے زیادہ چاہت رکھتا ہے وہ بذریعہ رویا (خواب) عالم بیداری میں آج بھی اپنے زندہ نبی ﷺ کا دیدار کرتا رہتا ہے۔ اس میں کسی مسلک یا فرقے کی قید نہیں صرف نبی پاک ﷺ سے محبت ہونا شرط ہے۔ نبی رحمت کی زیارت ہونا بہت بڑی سعادت کی بات ہے کیونکہ اس سے یوم الدین میں شفاعت کی بشارت ملتی ہے۔

(۹) زیر مطالعہ کتاب ''ذکر رسول ﷺ'' میں ہم نے اور موضوعات کے علاوہ نبی کریم رؤف ''رحیم کے حلیہ یا سراپا مبارک کی چند جھلکیاں پیش کرنے کی کوشش کی ہے تاکہ پڑھنے والوں کی یہ تشنگی دور ہو جائے اور اس سے محبوبِ خدا ﷺ سے دلی محبت رکھنے والے امتیوں کو ذہنی لطف وسکون ملے۔ انشاء اللہ۔

(۱۰) اس کے ساتھ ساتھ یہ بات بھی عرض کرتے چلیں کہ نبی پاک ﷺ کے نام نامی اسم گرامی، آپ ﷺ کے جسم مبارک کے اعضاء کے بھی بہت فیوض وبرکات ہیں اور ان فیوض وبرکات کا بھی نہایت مختصر سے انداز میں ذکر کیا گیا ہے۔ ان فیوض وبرکات کے بارے میں پڑھ کر آپ خود کہہ دیں گے کہ ہمارے نبی پاک ﷺ کا جسم مبارک کسی عام آدمی

کا جسم نہ تھا، بلکہ محمد عربی ﷺ کا جسم یا وجود نہ کہ صرف اہل مکہ کے لئے باعث رحمت تھا بلکہ پوری دنیا والوں کے لئے باعث امن تھا کیونکہ رب تعالیٰ نے آپ ﷺ کو پوری کائنات کے لئے رحمت اللعالمین بنایا ہے۔

(۱۱) سچ تو یہ ہے کہ جہاں خالق کائنات کا ذکر ہوتا ہے قرآن میں وہیں ہمارے نبی پاک کا ذکر ہوتا ہے اور جو محفل نبی مکرم ﷺ کے ذکر کے لئے سجائی جائے وہ اللہ کریم کے ذکر سے جڑ جاتی ہے، اور جہاں دونوں کریموں کا ذکر شروع ہو جائے وہاں رحمتوں کا نزول شروع ہو جاتا ہے۔ ان خیالات کی تصدیق صرف صاحب عرفان حضرات ہی کر سکتے ہیں کیونکہ ایک میٹرک کی سطح کا طالب علم کسی پی۔ ایچ۔ ڈی کی باتین کم ہی سمجھ پاتا ہے۔

(۱۲) مانٹیسوری طریقہ تعلیم نے ہمیں اور ہماری اولادوں کو قرآن کریم کی تعلیم سے بہت دور کر دیا ہے۔ اب ہمارے دلوں سے نبی پاک ﷺ کی محبت نکالنے کے لئے نت نئے سے نئے طریقے آزمائے جا رہے ہیں۔ دیکھنے میں آ رہا ہے کہ عظیم المرتبت نبی کریم ﷺ کی شان میں گستاخی کے واقعات بڑھنے لگے ہیں۔ توہین رسالت ﷺ کے واقعات بیسویں صدی عیسوی میں انگریزی دور حکومت میں شروع ہوئے اور اب موجودہ دور میں اسلام کی مقدس ہستیوں کی شان میں گستاخی کے ناخوشگوار واقعات میں مسلسل اضافہ ہو رہا ہے۔ غیروں کے ساتھ ہمارا اپنا سوشل میڈیا بھی ان مذموم مقاصد میں ملوث ہے۔ حال ہی میں ایسے رونما ہونے والے ناخوشگوار واقعات کی روک تھام کے لئے چند محبان رسول مقبول ﷺ نے قانون کی مدد حاصل کی تو جناب جسٹس شوکت عزیز صدیقی ہائی کورٹ اسلام آباد نے جذبہ ایمانی سے کام لیا۔ ہم نے اسلام آباد ہائی کورٹ کے فیصلے اور جسٹس شوکت عزیز صدیقی کے فیصلے کی تائید میں چند اصحاب کے پیغام شامل کتاب کئے ہیں۔ دعا ہے اللہ تعالیٰ ان فتنوں سے ہمیں نجات دے اور مسلم امہ کو متحد ہو کر ایسے فتنوں سے نبرد آزما ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

دعاؤں کی التجا کے ساتھ

محمد یامین

فہرست مضامین

نمبر شمار	مضمون	صفحہ نمبر
	اپنی بات	
(۱)	محمد رسول اللہ ﷺ کے اسم مبارک کی فضیلتیں، برکتیں اور ذکر کی بلندی	۱
(۲)	نبی کریم ﷺ کے ذکر کی رفعتیں اور بلندیاں	۱۶
(۳)	احکامات شفاعت رسول مقبول ﷺ صرف گناہگاروں کے لئے	۲۱
(۴)	انبیاء علیہ السلام کا شفاعت سے انکار	۲۱
(۵)	شفاعت کا سہرا محمد عربی ﷺ کے سر ہوگا	۲۳
(۶)	حضور نبی کریم ﷺ کے وجود کے فیوض و برکات اور آپ ﷺ کے سبب سے عذاب کا رفع ہونا	۲۸
(۷)	نبی کریم ﷺ کے جسم مبارک کی نظافت و پاکیزگی اور فیوض و برکات	۲۹
(۸)	حلیہ مبارک محمد عربی ﷺ	۳۵
(۹)	رسول کریم ﷺ کی وجاہت اور غیروں اور اپنوں کی گواہی	۳۷
(۱۰)	محمد عربی ﷺ کا چہرہ مبارک	۳۸
(۱۱)	محمد عربی ﷺ کی پیشانی مبارک	۳۹
(۱۲)	رسول کریم ﷺ کی رنگت مبارک	۳۹
(۱۳)	رسول مقبول ﷺ کی مبارک آنکھیں	۳۹
(۱۴)	اللہ تعالیٰ کے پیارے نبی ﷺ کی ناک مبارک	۴۰

(۱۵)	نبی کریم ﷺ کے رخسار مبارک	۴۰
(۱۶)	نبی آخر ﷺ کا دہن مبارک	۴۰
(۱۷)	رسول کریم ﷺ کے دندان مبارک	۴۰
(۱۸)	نبی ﷺ کی ریش یعنی داڑھی مبارک	۴۰
(۱۹)	آپ ﷺ کی گردن مبارک	۴۱
(۲۰)	نبی کریم ﷺ کا سر مبارک	۴۱
(۲۱)	آپ ﷺ کے سر مبارک کے بال	۴۱
(۲۲)	مجموعی طور پر آپ ﷺ کے بدن مبارک کا ڈھانچہ	۴۲
(۲۳)	آپ ﷺ کا قد مبارک	۴۲
(۲۴)	اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ کی جسمانی قوت	۴۲
(۲۵)	آپ ﷺ کے کندھے اور سینہ مبارک	۴۳
(۲۶)	نبی مکرم ﷺ کے بازو اور ہاتھ مبارک	۴۳
(۲۷)	نبی کریم ﷺ کے قدوم مبارک	۴۳
(۲۸)	نبی آخر الزماں ﷺ کی ایک جامع لفظی تصویر	۴۴
(۲۹)	حلیہ مبارک نبی کریم ﷺ کے متعلق چند مزید واقعات	۴۵
(۳۰)	زیارت رسول مقبول ﷺ کے فیوض و برکات	۴۸
(۳۱)	فیوض و برکات چہرہ مصطفی ﷺ چند مثالیں	۵۰
(۳۲)	نبی عربی ﷺ کا لباس مبارک	۵۴

(الف)	شخصیت کا واضح اظہار	۵۴
(ب)	موسمی اثرات اور جنگ میں بچنے کیلئے	۵۵
(ج)	ستر چھپانے کے لئے	۵۵
	(۱) کرتا اور قمیض	۵۶
	(۲) تہبند یا لنگی	۵۶
	(۳) پاجامہ (سراویل)	۵۶
	(۴) عمامہ شریف	۵۶
	(۵) ٹوپی کا استعمال	۵۷
	(۶) اوڑھنے کی چادر	۵۷
	(۷) نیا کپڑا جمعہ کے دن پہنتے	۵۸
	(۸) ہلکا پھلکا اور عمدہ لباس	۵۸
	(۹) کپڑوں کے رنگ کا چناؤ	۵۸
	(۱۰) آپ ﷺ کی نعلین مبارک	۵۹
	(۱۱) موزے اور جرابیں	۵۹
	(۱۲) انگشتری یا انگوٹھی کا استعمال	۵۹
(۳۳)	نبی زماں ﷺ کی وضع قطع اور آرائش	۶۰
(۳۴)	نبی مکرم ﷺ کی رفتار مبارک	۶۱
(۳۵)	آپ ﷺ کا انداز تکلم بول چال	۶۲
(۳۶)	ارشاداتِ رسالتمآب ﷺ	۶۶

(۳۷)	محمد عربی ﷺ کی بہترین خطابت	۷۰
(۳۸)	نبی کریم ﷺ کے عام سماجی رابطے	۷۲
(۳۹)	محمد عربی ﷺ کی نجی زندگی	۷۸
(۴۰)	نبی کریم ﷺ کا اکل و شرب (کھانا پینا)	۸۱
(۴۱)	نبی رحمت ﷺ کی نشست و برخاست	۸۳
(۴۲)	نبی کریم ﷺ کے جذبات کریمانہ	۸۴
(۴۳)	حضور اکرم ﷺ کی عادات مبارکہ	۸۶
(۴۴)	معلم انسانیت کے اخلاق	۸۷
(۴۵)	کیا ہم پیارے آقا ﷺ کے پاکیزہ اعمال کی تقلید کرتے ہیں	۸۸
(۴۶)	نقش قدم نبی کے ہیں جنت کے راستے ۔ اللہ سے ملاتے ہیں سنت کے راستے	۹۱
(۴۷)	قرآنی احکامات کی بجا آوری کیلئے نبی کریم ﷺ کی اطاعت ضروری ہے	۹۲
(۴۸)	توہین رسالت اور گستاخان رسول ﷺ کا انجام	۹۳
(۴۹)	(الف) ایک اہم پیغام (ب) قرآنی حقائق	۱۰۲ ۱۰۲
(۵۰)	ماخذ	۱۰۴

اللہ تعالیٰ کے حضور

اے لا مکان والے بے مثل شان والے
اے خالق دو عالم اے رازق دو عالم
دونوں جہاں کے آقا کون و مکاں کے داتا
اے بحر و بر کے خالق جن و بشر کے خالق
ثانی نہیں ہے تیرا ایمان ہے یہ میرا
ہر چیز میں نہاں ہے قدرت تیری عیاں ہے
میں معصیت رسیم تو رحمت دو عالم
میں پیکر کثافت تو مالک لطافت
غفلت شعار ہوں میں ہستی کا بار ہوں میں
انسان ہوں الٰہی نادان ہوں الٰہی
ستار ہے تو بے شک غفار ہے تو بے شک
بخشش کا حکم دے دے
دامن میں مجھ کو لے لے

(گلدستۂ حمد و نعت ۔ عمران رضا)

سرِ محفل کرم اتنا میری سرکار ہو جائے

سرِ محفل کرم! اتنا میری سرکار ہو جائے
نگاہیں منتظر رہ جائیں اور دیدار ہو جائے

تصور میں تیرے ہر شے پہ یوں نظریں جماتا ہوں
نہ جانے کونسی شے میں تیرا دیدار ہو جائے

غلام مصطفیٰ بن کر میں بک جاؤں مدینے میں
محمد ﷺ نام پر سودا سرِ بازار ہو جائے

سنبھل کر پاؤں رکھنا حاجیو شہر مدینہ میں
کہیں ایسا نہ ہو سارا سفر بیکار ہو جائے

فنا اتنا تو ہو جاؤ ں میں تیری ذات عالی میں
جو مجھکو دیکھ لے اس کو تیرا دیدار ہو جائے

تجھے منظور ہے پردہ مجھے پاس ادب ورنہ
[illegible] جب چاہوں جہاں چاہوں تیرا دیدار ہو جائے

عبیب ار حال سے بھی ابتر حال زار ہو جائے
جو ہونا ہے سو ہو جائے مگر دیدار ہو جائے

(گلدستۂ حمد و نعت ۔ عمران رضا)

۱۔ محمد رسول اللہ ﷺ کے اسم مبارک کی فضیلتیں، برکتیں اور آپ ﷺ کے ذکر کی بلندی

(الف) محسن انسانیت جب دنیا میں تشریف لائے تو آپ ﷺ کے دادا حضرت عبدالمطلبؓ نے اپنی بہو سیدہ آمنہؓ سے فخر کائنات کا نام رکھنے کے بارے میں دریافت فرمایا۔ ان پر اللہ تعالیٰ کی لاکھوں کروڑوں رحمتوں کا نزول ہو انہوں نے فرمایا ''میں اس بچے کے انوار و برکات دیکھ کر محسوس کرتی ہوں کہ میرے دل پر میرا اختیار نہیں ہے۔ مائیں اپنے ہونے والے لاڈلوں کے بے شمار نام سوچتی ہیں۔ آکاش (بلندی آسمان) سے صرف نام ''محمد'' ہی آتا ہے۔

(ب) تاریخی شواہد سے معلوم ہوتا ہے کہ اس عظیم مسیحا کا یہی نام نامی اسم گرامی ''محمد'' آپ کے دادا جناب عبدالمطلبؓ نے رکھا۔ محمد کے لغوی معنی ہیں ''بہت تعریف کیا گیا یا نہایت سراہا گیا''۔ آپ کے اسم مبارک محمد ﷺ کی فضیلتیں بڑائی، برتری کمالات بے شمار ہیں۔

(پ) اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی اِسْمِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ فِی الْاَسْمَاءِ

اے اللہ عزوجل رحمتیں نازل فرمایئے، ہمارے سردار محمد ﷺ کے نام مبارک پر درمیان تمام ناموں کے۔

ملا علی قاری نے کیا خوب فرمایا "الاسماء نزل من السماء" نام تو آسمانوں سے اترتے ہیں۔ (شرح مقدمہ مشکوٰۃ)

(ت) علامہ اسمٰعیل ابن عمر بن کثیر جنہیں عرف عام میں علامہ ابن کثیر کے نام سے جانا جاتا ہے۔ اپنی کتاب ''مولد الرسول ﷺ'' کے صفحہ نمبر ۷ پر لکھتے ہیں۔ ''ساتویں روز عقیقہ کے موقع پر اہل قریش دعوت طعام سے فارغ ہو کر حضور اکرم ﷺ کے دادا جناب عبدالمطلب سے پوچھتے ہیں کہ آپ نے اپنے پوتے کا نام کیا رکھا؟ انہوں نے فرمایا

''محمد''۔لوگوں نے پوچھا، خاندان کے ناموں سے ہٹ کر نام رکھنے کی کوئی وجہ؟ جواب دیا ''میری نیت ہے کہ آسمان پر اللہ تعالیٰ ان کی حمد کرے اور زمین پر اللہ تعالیٰ کی مخلوق ان کی حمد کرے۔ چونکہ حضور اقدس ﷺ اوصاف حمیدہ اور لائق ستائش کمالات جامع تھے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے گھر والوں کو ''محمد'' نام رکھنے کا الہام فرمایا تا کہ نام اور نام والے میں مناسبت رہے۔

(میلاد النبی ﷺ کب سے...... صفحات ۷۷۔۷۸ از علامہ نسیم احمد صدیقی)

(ٹ) اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلیٰ اِسْمِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ فِی الْاَسْمَاءِ

اے اللہ عزوجل رحمتیں نازل فرمایئے، ہمارے سردار محمد ﷺ کے نام مبارک پر درمیان تمام ناموں کے۔

علمائے لغت و محققین نے اسم محمد کے کئی معنی لکھے ہیں۔ لفظ محمد کے معنی مجموعہ خوبی ہے۔ محمد کا ترجمہ بھی کیا گیا ''جس کی تعریف کبھی ختم نہ ہو''۔ تعریف کے بعد تعریف، توصیف کے بعد توصیف ہوتی رہے۔ جس کی تعریف و توصیف بے اختیار کی گئی ہو۔ چوتھی صدی ہجری کے محدث حافظ بکیر بغدادی علیہ الرحمۃ نے محمد اور احمد کے فضائل پر ایک مستقل کتاب لکھی ہے۔ عربی لغت کی اس کتاب کا نام ''قاموس'' ہے۔ قاموس میں ہے کہ محمد وہ ہیں جن کی تعریف بار بار ہوتی رہے اور کبھی ختم نہ ہو۔

(ث) اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلیٰ صُوْرَۃِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ فِی الصُّوْرَۃِ

اے اللہ عزوجل رحمتیں نازل فرمایئے ہمارے سردار محمد ﷺ کی صورت مبارک پر درمیان تمام صورتوں کے۔

قاضی عیاض اور حافظ سید الناس عیون الاثر فرماتے ہیں کہ ''اللہ تعالیٰ نے عرب وعجم کے دلوں پر اور زبانوں پر ایسی مہر لگا دی کہ کسی کو حضور اکرم ﷺ سے قبل محمد اور احمد نام رکھنے کا خیال تک نہ آنے دیا۔ ماسوائے پانچ یا چھ ناموں کے جنہوں نے دعویٰ نبوت نہیں کیا اسی بنا پر تو اہل قریش نے تعجب سے سوال کیا تھا کہ ''اے سردار مکہ عبدالمطلب! یہ منفرد نام آپ نے کیوں منتخب کیا''۔ (الشفاء جلد اول۔ فتح الباری)

(ج) اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی رُوْحِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ فِی الْاَرْوَاحِ
اے عزوجل رحمتیں نازل فرمایئے ہمارے سردار محمد ﷺ کی مبارک روح پر درمیان تمام روحوں کے۔

اسم محمد ﷺ کا خلاصہ یہ ہے کہ نبی اکرم ﷺ تمام کائنات سے زیادہ تعریف و مدحت کے لائق اور مستحق ہیں، اور سب سے زیادہ اور سب سے اچھی ستائش وعقیدت اور تعریف کے حق دار اور بلا مبالغہ صرف اور صرف آپ ﷺ کی ذات گرامی ہے۔

(چ) اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی قَلْبِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ فِی الْقُلُوْبِ
اے اللہ عزوجل رحمتیں نازل فرمایئے ہمارے سردار محمد ﷺ کے پاک دل پر درمیان تمام دلوں کے۔

امام مالک نے فرمایا: اہل مکہ کے ہاں یہ بات مشہور ہے کہ جس گھر میں محمد نام والا ہوتا ہے وہ گھرانہ خوب پھولتا پھلتا ہے اور ان کو اور ان کے پڑوسیوں کو زیادہ رزق دیا جاتا ہے۔ (الشفا ص ۱۰۵)

(ح) اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ مَّا دَامَتِ الصَّلٰوۃُ
اے اللہ عزوجل رحمتیں نازل فرمایئے ہمارے سردار محمد ﷺ پر جب تک (دنیا میں) نماز باقی ہے۔

چنانچہ بعض خاندانوں میں مسلسل ''محمد'' نام ہی رکھا جاتا ہے۔ جیسا کہ تونس کے ایک عالم باعمل ایمن الولبرکات محمد بن محمد بن محمد بن محمد بن محمد بن محمد بن محمد بن محمد بن محمد بن محمد بن محمد بن محمد بن محمد بن محمد بن (چودہ پشتوں تک محمد ہی نام رکھا) نے مدینہ طیبہ میں کافی زمانہ گزارا جب وہاں سے جانے کا ارادہ کیا تو سید عالم ﷺ نے فرمایا ''تو نے کس طرح ہماری جدائی گوارا کر لی۔ پس واپس لوٹے اور وہیں ۷۴۲ھ میں انتقال فرمایا۔ (رحمت عالم ص ۲۵۶)

(خ) اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ مَّا دَامَتِ الْبَرَکَاتُ
اے اللہ عزوجل رحمتیں نازل فرمایئے ہمارے سردار محمد ﷺ پر جب تک (دنیا

میں) برکتیں باقی ہیں۔

سمرقند کے شہر "حاکردین" میں ایک قبرستان ہے جس کا نام تربة المحدین" ہے۔(یعنی محمد نام والوں کی قبریں) اس قبرستان میں صرف انہی مرحومین کو دفن کیا جاتا ہے جن کے نام میں محمد ﷺ کا کلمہ ہو۔ چھٹی صدی ہجری تک اس قبرستان میں چارسو سے زائدی صاحبان تصنیف و افتاء اور اہل علم مدفون ہوئے۔ جب ۵۹۳ھ میں شیخ الاسلام برہان الدین مرغینانی (صاحب ہدایہ) کا انتقال ہوا تو ان کو اس قبرستان میں دفن کرنے کی اجازت نہ ملی کیونکہ ان کے نام میں محمد کا مبارک کلمہ نہیں تھا۔ (الجواہر جلد اول)

(د) حدیث شریف میں ہے جس کا نام محمد ہے وہ دوزخ میں نہیں جائے گا۔
(مقدمہ الہدایہ)

(ڈ) قاضی عیاض علیہ الرحمہ نے فرمایا:

قیامت کے دن ایک اعلان ہوگا "جس کا نام محمد کا کلمہ ہے وہ جنت میں چلا جائے۔ (الشفا جلد اول)

(ذ) اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلیٰ خَیْرِ خَلْقِهٖ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ اَجْمَعِیْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ

اے اللہ عزوجل رحمتیں نازل فرمایئے اپنی بہترین مخلوق (تخلیق) ہمارے سردار محمد ﷺ پر اور آپ کی آل پر سب پر اللہ اور اس کے رسول کا فضل نازل ہو۔

حضور انور ﷺ کے اسم گرامی محمد میں وہ محبوبیت اور کشش ہے جو دوسرے کسی نام میں نہیں۔ آج دنیا میں جس نام کی عزت، عظمت، محبت اور کثرت سے لیا جاتا ہے وہ صرف اور صرف اسم محمد ﷺ ہے۔ حتیٰ کہ قبر میں بھی جب سچے مسلمان سے حضور سید دوعالم کے متعلق پوچھا جائے گا تو وہ تین بار محمد، محمد، محمد کہے گا۔ حالانکہ ایک بار کہنا ہی کافی ہوسکتا ہے۔ اس اسم مبارک کے تین بار کہنے کی وجہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی کے صاحبزادے شاہ نورالحق نے یہ بیان فرمائی "یہ مسلمان اس مبارک نام کو تین بار کہے گا تاکید کے لئے یا اس لئے کہ اسے اپنے محبوب ﷺ کا نام لینے میں ایمانی لذت حاصل ہوگی۔ (تیسر القاری۔ جلد اول)

(ر) سریع بن یونسؒ سے مروی ہے کہ حضورﷺ نے فرمایا ''بے شک اللہ تعالیٰ کے چند فرشتے گشت کرتے ہیں۔ان کی عبادت یہ ہے کہ جس گھر میں احمد یا محمد نام کا کوئی مرد ہوتو اس سے اسی مناسبت کی بنا پر اس کا اعزاز و اکرام کریں۔

(۲) ابن قانع رحمۃ اللہ قاضی، ابی الحمراء رحمۃ اللہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''شب معراج جب مجھے آسمان پر لے جایا گیا تو عرش پر لکھا دیکھا لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ۔اس مرتبہ کے ساتھ میری رفعت سے تائید فرمائی گئی۔

(حجم الصحابہ وطبرانی کمافی مناہل الصفاء السیوطی)

(ز) (۱) حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہیکہ جنت کے دروازے پر مکتوب ہے۔انی انا اللہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ۔ میں ہی اللہ ہوں میرے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں محمد ﷺ اللہ عزوجل کے رسول ہیں۔میں اس کو عذاب نہ دوں گا جو اس کا (محمد کا) قائل ہو۔

(۲) منقول ہے کہ ایک پرانے پتھر پر یہ مکتوب پایا گیا ''محمد م تقی، مصلح، وسید امین۔محمد ﷺ اصلاح کرنے والے اور سردار وامین ہیں)۔

(س) (۱) سمطاریؒ ذکر کرتے ہیں کہ خراسان کے ایک شہر میں ایک بچے کو دیکھا کہ اس کے ایک پہلو میں لا الٰہ الا اللہ اور دوسرے پہلو میں محمد رسول اللہ مکتوب تھا۔ (۲) جعفر بن محمدؒ نے اپنے والد سے روایت کی کہ قیامت کے دن ایک پکارنے والا کہے گا جس کا نام ''محمد'' ہے وہ کھڑا ہو جائے تا کہ حضور اکرم ﷺ کے نام کی برکت سے جنت میں داخل ہو جائے۔ (۳) مورخین نے ذکر کیا ہے کہ ہندوستان کے کسی شہر میں ایک سرخ گلاب کا پھول ہے۔اس پر سفید خط سے لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ لکھا ہوا تھا۔(شاید شہر کا نام جان بوجھ کر نہیں بتایا گیا)

(ش) حضور نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں کہ جس گھر میں ''محمد'' نام کے ایک یا دو یا تین اشخاص ہوں، ان کو کسی قسم کا اندیشہ نہیں۔ (مناہل الصفاء للسیوطی ص۔۹۵) (۲) عبداللہ بن مسعودؓ سے مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بندوں کے دلوں پر نظر ڈالی تو ان میں سے دل محمد مصطفیٰ ﷺ کو پسند فرمایا اور اپنی بارگاہ میں برگزیدہ کیا۔آپ ﷺ کو اپنی رسالت کے

ساتھ مبعوث فرمایا۔ (مجمع الزوائد ۸۔۲۵۳)

(ی) نقاشؒ نے بیان کیا کہ جب یہ آیہ کریمہ نازل ہوئی کہ:

وَمَا كَانَ لَكُمْ اَنْ تُؤْذُوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَلَاۤ اَنْ تَنْكِحُوْۤا اَزْوَاجَهٗ مِنْۢ بَعْدِهٖۤ اَبَدًا

(احزاب ۵۳)

اور تمہیں زیب نہیں دیتا کہ تم اذیت دو اللہ کے رسول کو اور تمہیں اس کی بھی اجازت نہیں کہ تم نکاح کرو ان کی ازواج سے ان کے بعد۔

تو حضور نبی کریم ﷺ کھڑے ہو گئے اور خطبہ دیا۔ اے گروہ مومنین بے شک اللہ عزوجل نے مجھ کو تم پر بہت فضیلت دی اور میری بیویوں کو تمہاری بیویوں پر بہت فضیلت دی۔ (مسلم کتاب الایمان ا۔۱۴۵) (الشفاء۔۱۴۱۔۱۴۳)

(ی ی) اسمِ محمد ﷺ کا جلوہ ہر شے میں

حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اسم مبارک، قرآن پاک میں چار سو مقامات پر تحریر کیے گئے ہیں۔ یہ وہ اسمِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں جو اسم پروردگار بھی ہیں۔ جس طرح اللہ تعالیٰ نے اپنا تعارف کرانے اور سمجھانے کے لئے اپنی چند صفات کا ذکر فرمایا۔ اسی طرح اس نے عبدِ خاص محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صفات و کمالات کا تعارف کروایا ہے، تاکہ بنی نوع انسان آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شخصیت کا اندازہ لگا سکیں۔ سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات وہ ذات مبارک ہے جس کو بنی نوع انسان کے لئے مشعلِ راہ بنایا اور اسی لئے اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں وہ تمام صفات رکھیں جو صفات صرف اس کی (اللہ تعالیٰ) اپنی ذات سے منسلک ہیں۔ یہ محبت الٰہیہ ہے کہ اس نے اپنے نام کے ساتھ اپنے نبی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نام کو بھی منسلک کر دیا اور جزا و سزا کے دینے میں دونوں ہستیوں (یعنی اللہ و رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو شامل حال رکھا۔ یعنی روگردانیِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (منہ موڑنا) روگردانی اللہ

تعالیٰ قرار دی ہے۔

کیا کہنے اس ذاتِ پروردگار کے جس نے ہر شے میں اپنے نبی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نور کو شامل حال رکھا۔ یہاں پر اگر مشہور ہندی زبان کے شاعر کبیر داس کے ایک ''دوہے'' کا ذکر کروں تو بے جا نہ ہوگا۔

ہندوستان کی مایہ ناز شخصیت کبیر داس کسی تعارف کی محتاج نہیں ہے۔ یہ ہندی زبان کے باکمال شاعر تھے۔ ان کا کلام عبرت انگیز اور نصیحت آمیز ہوتا تھا۔ ایسے بزرگ تھے کہ جب ان کا انتقال ہوا تو ہندو کہتے تھے کہ یہ ہندو تھے۔ ہم ان کو جلائیں گے۔ مسلمان کہتے تھے وہ مسلمان تھے ہم ان کو دفنائیں گے۔ تنازعہ بڑھتا جا رہا تھا کہ کسی نے ان کی لاش پر سے چادر کھینچ لی تو دیکھا وہاں چند پھولوں کے سوا اور کچھ نہ تھا۔ آدھے پھول ہندوؤں نے لے لئے اور ان کی سمادھی بنادی اور آدھے پھول مسلمانوں نے لے کر انہیں دفن کر دیا۔ اس طرح تنازعہ فروع ہو گیا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بہت ہی مشہور حدیث ''اَوَّلُنَا مُحَمَّدٌ وَ آخِرُنَا مُحَمَّدٌ وَ اَوْسَطُنَا مُحَمَّدٌ وَ کُلُّنَا مُحَمَّدٌ'' اس حدیث کے آخری حصہ وَ کُلُّنَا مُحَمَّدٌ کو کبیر داس نے دو اور دو چار کر کے ثابت کیا ہے۔ جس سے کبیر داس کی اسلام نوازی اور ارتقائے ذہنی کا پتہ چلتا ہے۔ اس کے لئے انہوں نے ایک کلیہ بنایا ہے اور اس فارمولے کو رباعی میں نظم کیا ہے۔ کبیر داس کہتے ہیں:

نام لو ہر وَستُو کا چوگن (چار گنا) کر لو وائے
دو ملا یو پچگن (پانچ گنا) کر لو بیس بھاگ لگائے
بچے کو اب تم نو (۹) گُن کر لو اور دیو دو (۲) ملائے
کہت کبیر ہر وَستُو میں نام محمد پائے

تشریح اشعارہ:

(۱) دنیا کی کسی شے کا نام لو۔ اس کے اعداد کو چوگنا یعنی چار گنا کر لو۔

(۲) اس میں اول دو جمع کرو۔ پھر ان کو پانچ گنا کر لو۔ اب بیس سے تقسیم کرو۔

(۳) باقی کو (جو بیس سے تقسیم کرنے کے بعد باقی بچے) اس کو نو گنا کر لو اور آخر میں دو ملا دو۔

(۴) ہمیشہ نام محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پاؤ گے۔

اس طرح کُلُّنَا مُحَمَّدٌ کی تفسیر ہو جاتی ہے۔

چند مثالیں:

(ا) جہاز اڑنے والی شے کا نام ہے۔ اس کے حروف (ج+ہ+ا+ز) (۳+۵+۱+۷) کے اعداد ۱۶ ہیں۔ ۱۶ کو ۴ سے ضرب دیں ۶۴ ہوئے، اس میں ۲ ملائیں ۶۶ ہوئے۔ ۵ سے ضرب دیں ۳۳۰ ہوئے، ۲۰ سے تقسیم کریں، ۱۰ بچا، ۹ سے ضرب دیں ۹۰ ہوا اس میں ۲ جمع کریں یا ملائیں ۹۲ ہوا۔ یہی اسم محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اعداد ہیں۔

مختصر فارمولا:

کائنات کی کسی چیز یا شے کے نام کا عدد ×۴+۲×۵÷۲۰ باقی بچنے والے اعداد ×۹+۲=۹۲ ''محمد''۔ واضح رہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حروف کی قیمت بحساب ابجد (م+ح+م+د) (۴۰+۸+۴۰+۴=۹۲) برآمد ہوتی ہے۔

(ب) آم ایک پھل کا نام ہے۔ اللہ تعالیٰ کی ذات پھل پیدا فرماتی ہے۔ سارے پھل کائنات کا حصہ ہیں۔ آم کی عددی قیمت الف+م (۱+۴۰) یعنی کل اعداد=۴۱ ہیں۔ کبیر داس کے فارمولے کے مطابق

۴۱

×۴

۱۶۴+۲=۱۶۶×۵=۸۳۰÷۲۰

۸۳۰ کو ۲۰ سے تقسیم کریں

۲۰) ۸۳۰ (۴۱

۸۰

۳۰

۲۰

باقی = ۱۰ کو ۹ سے ضرب دیں۔

حاصل ضرب ۹۰ اس میں ۲ جمع کریں = ۹۲۔ پس ۹۲، اسم محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اعداد اللہ تعالیٰ کے بنائے ہوئے پھل آم میں موجود ہیں۔ اسی طرح سے کائنات کی ہر شے میں اسم محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وجود ہے۔

کبیر داس نے کیا لطیف بات کہی ہے۔ ذرا غور کیجئے۔ کوئی شے دنیا کی ایسی نہیں ہے جس میں اسم ''محمد'' کا نام یعنی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات شامل نہ ہو۔

(کتاب نور الہدیٰ۔ از سیدہ سکندر زہرا زیدی۔ امامیہ جنتری ۱۹۹۶ء صفحہ ۱۴)

تعظیم جس نے کی محمد کے نام کی
اُس پر خدا نے آتشِ دوزخ حرام کی

(ی ے) قطب الوقت فرید العصر شیخ المشائخ الحاج شاہ حضرت خواجہ علی محمد خاں چشتی نظامی فخری'' آپ آستانہ عالیہ بسی شریف پاک پتن شریف کے گدی نشین یا سجادہ نشین ہیں۔ آپ نے شرح نٓ والقلم فی فضائل سید العرب والعجم صلی اللہ علیہ تحریر فرمائی اور اسے المعروف میلاد نامہ کے نام سے شائع کیا۔ اس کتاب کے آخر میں آپ نے قصیدہ المحمدیہ مدح خیر البریہ شامل فرمایا۔ ہم قارئین کے ذوق کے لئے یہ قصیدہ پیش کر رہے ہیں۔ آپ خاص روحانی سرور پائیں گے۔

قصيدة المحمدية

مدح خير البرية

مُحَمَّدٌ اَشْرَفُ الْاَعْرَابِ وَالْعَجَمِ
محمد ﷺ عربیوں عجمیوں سے افضل ہیں
مُحَمَّدٌ خَيْرُ مَنْ يَّمْشِيْ عَلٰى قَدَمِ
محمد ﷺ قدموں پر چلنے والوں میں سب سے بہتر ہیں
مُحَمَّدٌ بَاسِطُ الْمَعْرُوْفِ جَامِعُهٗ
محمد ﷺ وسیع جامع سخاوت والے ہیں
مُحَمَّدٌ صَاحِبُ الْاِحْسَانِ وَالْكَرَمِ
محمد ﷺ احسان و کرم والے ہیں
مُحَمَّدٌ تَاجُ رُسُلِ اللّٰهِ قَاطِبَةً
محمد ﷺ اللہ کے تمام رسولوں کے تاج ہیں
مُحَمَّدٌ صَادِقُ الْاَقْوَالِ وَالْكَلِمِ
محمد ﷺ سب اقوال اور کلمات میں سچے ہیں
مُحَمَّدٌ ثَابِتُ الْمِيْثَاقِ حَافِظُهٗ
محمد ﷺ میثاق پر ثابت قدم اور اس کے محافظ ہیں
مُحَمَّدٌ طَيِّبُ الْاَخْلَاقِ وَالشِّيَمِ
محمد ﷺ پاکیزہ اخلاق و عادات والے ہیں
مُحَمَّدٌ رُوِيَتْ بِالنُّوْرِ طِيْنَتُهٗ
محمد ﷺ جن کی طینت نور سے سیراب کیا گیا

مُحَمَّدٌ لَمْ يَزَلْ نُوراً مِنَ الْقِدَمِ
محمد ﷺ جو ازل سے نور رہے ہیں

مُحَمَّدٌ حَاكِمٌ بِالْعَدْلِ ذُوشَرَفٍ
محمد ﷺ عدل کے ساتھ فیصلہ فرمانے والے بزرگی والے ہیں

مُحَمَّدٌ مَعْدِنُ الْإِنْعَامِ وَالْحِكَمِ
محمد ﷺ انعام اور حکمتوں کی کان ہیں

مُحَمَّدٌ خَيْرُ خَلْقِ اللّٰهِ مِنْ مُضَرٍ
محمد ﷺ مضر قبیلے میں اللہ کی مخلوق میں سب سے بہتر ہیں

مُحَمَّدٌ خَيْرُ رُسْلِ اللّٰهِ كُلِّهِمِ
محمد ﷺ اللہ کے تمام رسولوں سے بہتر ہیں

مُحَمَّدٌ دِيْنُهٗ حَقٌّ تَدِيْنُ بِهٖ
محمد ﷺ آپ کا دین برحق ہے جس پر ہم عمل کرتے ہیں

مُحَمَّدٌ مُجْمِلاً حَقًّا عَلٰى عَلَمٍ
محمد ﷺ ڈنکے کی چوٹ سے حق کو پھیلانے والے ہیں

مُحَمَّدٌ ذِكْرُهٗ رُوْحٌ لِّأَنْفُسِنَا
محمد ﷺ کا ذکر ہماری جانوں کی راحت ہے

مُحَمَّدٌ شُكْرُهٗ فَرْضٌ عَلَى الْأُمَمِ
محمد ﷺ کا شکر تمام امتوں پر فرض

مُحَمَّدٌ زِيْنَةُ الدُّنْيَا وَبَهْجَتُهَا
محمد ﷺ دنیا کی زینت اور تازگی ہیں

مُحَمَّدٌ كَاشِفُ الْغُمَّاتِ وَالظُّلَمِ
محمد ﷺ پردے اور تاریکیاں ہٹانے والے ہیں

مُحَمَّد" سید" طَابَتْ مَنَاقِبُهٗ
محمد ﷺ مہمان کیلئے تبسم فرمانے والے، اس کی عزت افزائی فرمانے والے ہیں

مُحَمَّد" صَاغَهُ الرَّحْمٰنُ بِالنِّعَم
محمد ﷺ کو رحمان نے نعمتوں کے ساتھ نوازا

مُحَمَّد" صَفْوَةُ الْبَارِیْ وَخِیْرَتَهٗ
محمد ﷺ سردار ہیں کہ ان کی تمام فضیلتیں پاکیزہ ہیں

مُحَمَّد" طَاهِر" مِّنْ سَائِرِ التُّهَم
محمد ﷺ تمام تہمتوں سے پاک ہیں

مُحَمَّد" بَاسِم" لِّلضَّیْفِ مُکْرِمُهٗ
محمد ﷺ اللہ کے چنے ہوئے اور فضیلت دیئے ہوئے ہیں

مُحَمَّد" جَارُهٗ وَاللّٰهِ لَمْ یُضَم
اللہ کی قسم محمد ﷺ کے پڑوسی کا حق ضائع نہیں کیا جاتا

مُحَمَّد" طَابَتِ الدُّنْیَا بِبَعْثَتِهٖ
محمد ﷺ کے بھیجنے سے دنیا بابرکت ہو گئی

مُحَمَّد" جَآءَ بِالْاٰیَاتِ وَالْحِکَم
محمد ﷺ آیات اور حکمتیں لے کر تشریف لائے

مُحَمَّد" یَوْمَ بَعْثِ النَّاسِ شَافِعُنَا
لوگوں کے اٹھائے جانے کے دن محمد ﷺ ہماری شفاعت فرمانے والے ہیں

مُحَمَّد" نُوْرُهُ الْهَادِیْ مِنَ الظُّلَم
محمد ﷺ کا نور ہمیں تاریکیوں سے ہدایت دینے والا ہے

مُحَمَّد" قَائِم" لِّلّٰهِ ذُوْهِمَم
محمد ﷺ اللہ کے لئے قائم ہمتوں والے ہیں

مُحَمَّدٌ خَاتَمٌ لِلرُّسُلِ كُلِّهِم
محمد ﷺ تمام رسولوں کے خاتم ہیں ﷺ وبارک وسلم

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مَنْ سَبَّحَ فِيْ كَفِّهِ الطَّعَامُ
(ترجمہ) الٰہی رحمت نازل فرما ان پر کہ تسبیح کی ان کی ہتھیلی میں طعام نے

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مَنْ بَكٰى اِلَيْهِ الْجِذْعُ وَحَنَّ لِفِرَاقِهٖ
(ترجمہ) الٰہی رحمت نازل فرما ان پر کہ رویا ان کی طرف ستون حنانہ اور نالے کئے ان کی جدائی میں

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مَنْ سَبَّحَتْ فِيْ كَفِّهِ الْحَصَاةُ
(ترجمہ) الٰہی رحمت نازل فرما ان پر کہ تسبیح کی ان کی ہتھیلی میں سنگریزوں نے

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مَنْ تَشَفَّعَ اِلَيْهِ الظَّبْيُ بِاَفْصَحِ كَلَامٍ
(ترجمہ) الٰہی رحمت نازل فرما ان پر کہ شفاعت طلب کی ان سے ہرنی نے بہت فصیح بولی

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مَنْ كَلَّمَهُ الضَّبُّ فِيْ مَجْلِسِهٖ مَعَ اَصْحَابِهِ الْاَعْلَامِ
(ترجمہ) الٰہی رحمت نازل فرما ان پر کہ باتیں کیں ان سے گوہ نے جہاں آپ بیٹھے تھے ساتھ اپنے یاران بزرگ کے ساتھ

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى الشَّفِيْعِ الْمُشَفَّعِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ
(ترجمہ) الٰہی رحمت نازل فرما شفاعت کرنے والے پر جن کی شفاعت قبول ہے قیامت کے دن

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى صَاحِبِ الضَّرَاعَةِ
(ترجمہ) الٰہی رحمت نازل فرما عجز وزاری کرنے والے پر تیرے حضور

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى صَاحِبِ الشَّفَاعَةِ
(ترجمہ) الٰہی رحمت نازل فرما صاحب شفاعت پر

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى صَاحِبِ الْوَسِيْلَةِ
(ترجمہ) الٰہی رحمت نازل فرما صاحب وسیلہ پر

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی صَاحِبِ الفَضِیْلَۃِ

(ترجمہ) الٰہی رحمت نازل فرما صاحب بزرگی پر

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی صَاحِبِ الدَّرَجَۃِ الرَّفِیْعَۃِ

(ترجمہ) الٰہی رحمت نازل فرما صاحب مرتبہ بلند پر

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی صَاحِبِ ا لنَّعْلَیْنِ

(ترجمہ) الٰہی رحمت نازل فرما صاحب نعلین پر

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُخْتَرِقِ السَّبْعِ الطِّبَاقِ

(ترجمہ) الٰہی رحمت نازل فرما ساتوں آسمانوں کو پھاڑ کر گزرنے والے پر

حضور پرُنور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم
کے دس خصائص اوران کے فوائد

(۱) مَاوَقَعَ ظِلُّهٗ عَلَى الْاَرْضِ — آپ کا سایہ زمین پر نہیں پڑتا تھا۔

(۲) لَمْ يَجْلِسِ الذُّبَابُ عَلَيْهِ قَطُّ — آپ پر کبھی مکھی نہیں بیٹھی۔

(۳) مَاظَهَرَ بَوْلُهٗ عَلَى الْاَرْضِ — آپ کا بول مبارک کبھی زمین پر ظاہر نہیں ہوا

(۴) لَمْ يَحْتَلِمْ قَطُّ — آپ کو کبھی احتلام نہیں ہوا

(۵) لَمْ يَتَثَاوَبْ قَطُّ — آپ کو کبھی جمائی نہیں آئی

(۶) لَمْ يَهْدِبْ دَابة" رَكِبَهَا قَطُّ — آپ جس جانور پر سوار ہوئے وہ کبھی نہیں بھاگا۔

(۷) تَنَامُ عَيْنُهٗ وَلَا يَنَامُ قَلْبُهٗ قَطُّ — آپ کی آنکھیں سوتی ہیں دل کبھی نہیں سوتا

(۸) وُلِدَ مَخْتُوْنًا — آپ ﷺ ختنہ شدہ پیدا ہوئے

(۹) يَنْظُرُ مِنْ خَلْفِهٖ كَمَا يَنْظُرُ مِنْ اَمَامِهٖ
آپ جیسے آگے دیکھتے تھے ویسا ہی پیچھے دیکھتے تھے۔

(۱۰) كَانَ اِذَا جَلَسَ بَيْنَ قَوْمٍ كَتفَاهُ اَعْلٰى مِنْهُ
جب آپ کسی قوم میں بیٹھتے تو ان سب سے اونچے معلوم ہوتے

انشاء اللہ تعالیٰ جو شخص ان دس امور کو لکھ کر گھر میں رکھے گا اس کا گھر آگ سے نہیں جلے گا۔ بلکہ اگر جلتی آگ پر ڈالے تو وہ بھی بجھ جائے گی۔ (المرتجی بالقبول خدمتہ قدم الرسول ﷺ صفحہ نمبر ۱۱۴)

......☆......

۲۔ نبی کریم ﷺ کے ذکر کی رفعتیں اور بلندیاں

(الف) قرآنی احکامات کے مطابق ہم مسلمان دن میں روزانہ پانچ نمازیں ادا کرتے ہیں۔ان نمازوں میں اللہ تعالیٰ کی بزرگی، بڑائی اور کبریائی کا بیان ہوتا ہے اور حضرت ابراہیم علیہ السلام اور آپ کی آل پر اور ہمارے پیارے نبی ﷺ اور آپ ﷺ کی آل واولاد پر رحمتوں اور برکتوں کے لئے درودِ ابراہیمی کا ورد کیا جاتا ہے۔نماز میں تشہد میں اللہ تعالیٰ کی بڑائی بیان کی جاتی ہے۔تمام قولی، بدنی اور مالی عبادتیں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں۔سلامتی ہو آپ پراے نبی اور اللہ تعالیٰ کی رحمتوں اور برکتوں کا نزول ہو۔سلامتی ہو عبادت کرنے والوں پر اور نیکوکاروں پر۔میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد ﷺ اللہ تعالیٰ کے بندے اور رسول ہیں۔

اسی طرح پانچوں نمازوں سے پہلے اذان دی جاتی ہے۔نماز کے لئے بلاوا دیا جاتا ہے۔اذان میں بھی اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور کے معبود نہ ہونے کی گواہی دی جاتی ہے اور اللہ تعالیٰ کے پیارے نبی محمد ﷺ کے لئے اللہ تعالیٰ کے بندے اور رسول ہونے کی گواہی دی جاتی ہے۔یہ ذکر آج سے چودہ سو سال پہلے شروع ہوا اور رہتی دنیا تک دن رات ہر وقت جاری وساری رہے گا۔یہ شرف صرف محمد رسول اللہ کو حاصل ہے۔یہ آپ ﷺ کے روزانہ ہر وقت ہر گھڑی بلندی ذکر کی علامت ہے۔

وَرَفَعْنَا لَکَ ذِکْرَکَ (الم نشرح۔۴)

اور ہم نے تمہارے لئے تمہارا ذکر بلند کر دیا

(ب) حضرت ابن عباسؓ سے بالا سناد مرفوعاً مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ ’’بے شک اللہ عزوجل نے مخلوق کو دو قسموں میں تقسیم کر کے ان میں سے مجھے بہتر قسم میں کیا۔یہ اللہ عزوجل کے اس فرمان میں ہے کہ اصحاب الیمین ۔ اصحاب الشمال (الواقعہ ۲۷۔۴۱:) یعنی داہنے ہاتھ اور بائیں ہاتھ والے، پس میں اصحاب یمین میں سے ہوں اور

ہیں ان میں سب سے بہتر ہوں۔
پھر اللہ عزوجل نے ان دو قسموں کو تین کیا اور مجھ کو تینوں میں سب سے بہتر میں رکھا۔ یہ اللہ عزوجل کے اس فرمان میں ہے۔

واصحاب المیمنۃ سے السابقون تک (الواقعہ ۸۔۱۰)

پس (اک گروہ) دائیں ہاتھ والوں کا ہوگا کیا شان ہوگی دائیں ہاتھ والوں کی اور (دوسرا گروہ) بائیں ہاتھ والوں کا ہوگا کیا خستہ حال ہوگا بائیں ہاتھ والوں کا اور تیسرا گروہ ہر کار خیر میں آگے رہنے والوں کا وہ (اس روز بھی) آگے آگے ہوں گے۔
پھر اللہ عزوجل نے تینوں کے قبائل بنائے۔ پس مجھے ان میں سے بہتر قبیلہ میں کیا اور یہ اللہ کے اس فرمان میں ہے۔
''اور بنا دیا تمہیں مختلف قومیں اور مختلف خاندان تا کہ تم ایک دوسرے کو پہچان سکو۔ (الحجرات:۱۳) تو اللہ عزوجل کے نزدیک اولاد آدم علیہ السلام میں سب سے بڑھ کر متقی ومکرم ہوں۔ یہ فخر نہیں اظہار حال ہے۔ پھر ان قبیلوں کے گھر بنائے تو مجھے ان میں سے بہتر گھر میں کیا۔ یہ اللہ کے اس فرمان میں سے ہے ''اللہ تو یہی چاہتا ہے کہ تم سے دور کر دے پلیدی کو اپنے نبی کے گھر والو۔''
(الاحزاب۔۳۳) (دلائل النبوۃ البیہقی۔۱/۱۲۰)
(پ) حضرت ام المومنین عائشہؓ فرماتی ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا ''میرے پاس جبرئیل امین آئے اور کہا کہ میں نے زمین کے تمام مشارق ومغارب رونڈ ڈالے، میں نے محمد ﷺ سے بڑھ کر کسی مرد کو افضل نہیں پایا اور کسی باپ کے بیٹوں کو بنی ہاشم سے افضل نہ دیکھا۔ (دلائل النبوۃ لابی نعیم، طبرانی اوسط کما فی مناہل الصفاء للسیوطی/۹۰)
(ت) حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ حضور ﷺ فرماتے ہیں۔ جب اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو پیدا فرمایا تو مجھے ان کے صلب (پشت کے مہرے۔ پیٹھ کی ہڈیاں۔ خاندانی بزرگی۔ نطفہ اولاد۔ نسل) میں رکھ کر زمین پر اتارا اور مجھ کو حضرت نوح علیہ السلام کی پشت میں رکھ کر کشتی کو پار کیا اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کی صلب میں مجھ کو رکھ کر آگ میں اتارا۔

پھر ہمیشہ یوں ہی اصلاب مکرمہ سے ارحام طاہرہ میں منتقل ہوتا رہا۔ یہاں تک کہ مجھ کو میرے والدین سے پیدا فرمایا جو کبھی برائی (زنا) کے قریب تک نہ گئے۔

(الحدیث ابن ابی عمر العدنی سندہ کمافی مناہل الصفاء للسیوطی/۹۰)

(ٹ) حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ حضورﷺ فرماتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے تمام آسمان والوں اور انبیاء علیہم السلام پر محمدﷺ کو فضیلت دی۔ اصحابہؓ نے عرض کیا۔ آسمان والوں پر کیا فضیلت ہے؟ فرمایا یہ کہ اللہ عزوجل آسمان والوں سے فرماتا ہے۔

''اور جو ان میں سے یہ کہے کہ میں خدا ہوں اللہ تعالیٰ کے سوا تو ہم اسے سزا دیں گے جہنم کی۔ (الانبیاء۔۲۹)

اور اللہ تعالیٰ نے محمدﷺ سے فرمایا:

ان فتحنا لک فتحاً مبینا (سورہ فتح: ۱)

یقیناً ہم نے آپ کو شاندار فتح عطا فرمائی

صحابہ نے دریافت کیا انبیاء علیہم السلام پر کیسے فضیلت دی۔ فرمایا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

وما ارسلنا من رسول الا بلسان قومه (ابراهیم. ۴)

اور ہم نے نہیں بھیجا کسی رسول کو مگر اس قوم کی زبان کے ساتھ

اور محمدﷺ کے لئے فرمایا:

وما ارسلنک الا کافة للناس (سبا:۲۸)

اور نہیں بھیجا ہم نے آپ کو مگر تمام انسانوں کی طرف

مطلب یہ ہوا کہ تمام انبیاء کرام اپنے علاقے اور اپنی قوم کے لئے مبعوث فرمائے گئے اور ہمارے نبیﷺ عرب وعجم سب کے لئے نبی اور رسول بنائے گئے اور یہ بہت بڑے اعزاز کی بات ہے۔

(ث) اب تک بات ہو رہی تھی سید العرب وعجم کے ذکر کی دنیاوی رفعتوں اور بلندیوں کی۔ اب کچھ ذکر پیارے نبیﷺ کے آخرت میں ذکر کی رفعتوں اور بلندیوں کی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: انا سید و ولد آدم یوم القیمة ''میں قیامت کے دن تمام اولاد آدم کا

سردار ہوں گا''۔اسی فرمان کی تائید میں حضرت انسؓ کی حدیث میں ہے کہ ''اللہ تعالیٰ کے نزدیک اولاد آدم میں سب سے زیادہ مکرم ہوں اور یہ فخر نہیں۔

(ج) اللہ عزوجل فرماتا ہے:

عسیٰ ان یبعثک ربک مقاماً محموداً (بنی اسرائیل: ۷۹) یقیناً فائز فرمائے گا آپ کو آپ کا رب مقام محمود پر۔

(ج۔۱) حدیث:۔حضرت ابن عمرؓ سے بالاسناد مروی ہے۔فرماتے ہیں کہ بروز قیامت لوگ گروہ در گروہ ہو جائیں گے۔ہر امت اپنے نبی کے تابع ہوگی اور عرض کرے گی۔اے فلاں نبی ہماری شفاعت کیجئے۔اے ہمارے نبی ہماری شفاعت کیجئے یہاں تک کہ وہ سب جمع ہو کر نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوں گے اور شفاعت چاہیں گے۔یہ وہ دن ہوگا جس میں اللہ عزوجل آپ کو مقام محمود عطا فرمائے گا۔ (صحیح بخاری تفسیر سورہ الاسرا۔ ۷۱۶۔۷۲)

(ج۔۲) حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے اس آیت (بنی اسرائیل۔۷۹) کے بارے میں عرض کیا گیا تو فرمایا یہ شفاعت ہے۔ (مسند امام احمد۔۳۔۴۵۶)

(ج۔۳) کعب بن مالکؓ ،حضور اکرم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ بروز قیامت لوگ اٹھائے جائیں گے۔پس میں اور امت ایک ٹیلہ پر ہوں گے۔اللہ عزوجل مجھ کو سبز جوڑا پہنائے گا۔پھر مجھے اذن شفاعت دے گا۔جو اللہ چاہے گا کہوں گا۔یہی مقام محمود ہے۔ (مسند احمد۔۲/۴۵۶۔۴۹۵)

(ج۔۴) حضرت ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ آپ نے حدیث شفاعت بیان کرتے ہوئے فرمایا۔حضور ﷺ چلیں گے، یہاں تک کہ جنت کے دروازہ حلقہ (زنجیر) پکڑیں گے۔پس اس دن اللہ عزوجل آپ ﷺ کو وہ مقام محمود عطا فرمائیں گے جس کا آپ ﷺ سے وعدہ کیا گیا ہے۔

(ج۔۵) حضرت ابن مسعودؓ ،حضور نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ

عرش کے داہنی جانب ایسے مقام پر کھڑے ہوں گے کہ محمد عربی ﷺ کے سوا کوئی وہاں کھڑا نہ ہوگا۔ اس وقت آپ ﷺ پر اگلے پچھلے سب رشک کریں گے۔ اسی کے مثل کعب اور حسنؓ سے بھی مروی ہے۔ (مسند احمد۔ ۱/۳۹۸)۔ ایک روایت میں ہے کہ وہ مقام ایسا ہے جس میں میں اپنی امت کے لئے شفاعت کروں گا۔

(ج۔۶) حضرت ابن مسعودؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں مقام محمود پر کھڑا ہونے والا ہوں گا۔ عرض کیا گیا وہ کیا ہے؟ فرمایا یہ وہ دن ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنی کرسی (عدالت) پر جلوہ گر ہوگا۔ (مسند احمد۔ ۱/۳۹۸)

(ج۔۷) حضرت حذیفہؓ فرماتے ہیں کہ اللہ عزوجل تمام لوگوں کو ایک میدان میں اکٹھا کرے گا جہاں ان کو منادی سنائی دے گی۔ ان کی آنکھ دیکھتی ہوگی درآنحالیکہ وہ ننگے پاؤں اور ننگے بدن ہوں گے۔ جیسے کہ وہ پیدا ہوئے تھے۔ خاموشی کا یہ عالم ہوگا کہ کوئی جان بغیر اذن بات تک نہ کرسکے گی۔

اس وقت نبی رحمت ﷺ کو ندا دی جائے گی۔ آپ ﷺ فرمائیں گے لبیک وسعدیک والخیر فی یدیک۔ حاضر ہوں نیک بختی اور بھلائی تیرے آگے ہے، اور برائی کی نسبت تیری نہیں۔ تو ہی ہدایت دینے والا ہے جو تجھ سے ہدایت چاہے اور تیرا بندہ تیرے سامنے ہے۔ ہر امر تیرا ہے اور تیری طرف سے کوئی پناہ نہیں دے سکتا۔ کوئی بچا نہیں سکتا۔ سوائے تیرے تو بابرکت اور بلند ہے۔ تیری ذات پاک ہے اے رب کعبہ (سنن نسائی جلد ۳ صفحہ ۴۳)۔ حذیفہ کہتے ہیں یہی وہ مقام محمود ہے۔ جس کا اللہ نے وعدہ فرمایا ہے

(ج۔۸) ام المومنین حضرت ام حبیبہؓ سے مروی ہے۔ وہ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''مجھے میری امت کا حال دکھایا گیا جو میرے بعد کرے گی اور ایک دوسرے کا خون بہائے گی اور گزشتہ امتوں کا عذاب دکھایا گیا جو ان سے پہلے ان پر سبقت کر چکا ہے۔ تو میں نے اللہ عزوجل سے سوال کیا کہ مجھے ان کی شفاعت بروز قیامت دے۔ سو اللہ تعالیٰ نے عطا فرمایا۔''

(حاکم کتاب الایمان ۱/۶۸) اس کے علاوہ بھی کئی احادیث مبارکہ مقام محمود سے متعلق ہیں

(ب) پھر وہ حضرت آدم کے پاس آئیں گے اور کہیں گے۔ (بعضوں نے اتنا زیادہ کیا ہے) کہ آپ (آدم علیہ السلام) تمام انسانوں کے باپ ہیں۔ آپ کو اللہ تعالیٰ نے اپنے دست قدرت سے پیدا فرمایا اور آپ میں اپنی روح پھونکی اور آپ کو جنت میں ٹھہرایا اور آپ کے لئے فرشتوں سے سجدہ کرایا اور ہر چیز کے نام آپ کو سکھائے۔ آپ اپنے رب کے حضور ہماری شفاعت کیجئے۔ کیا آپ ملاحظہ نہیں فرمارہے کہ ہم کس حال میں ہیں؟

حضرت آدم فرمائیں گے بے شک میرے رب نے آج کے دن وہ غضب فرمایا ہے جو اس سے پہلے نہ کیا نہ آئندہ کرے گا۔ مجھ کو درخت سے منع کیا، میں نے نافرمانی کی۔ نفسی نفسی (آج مجھے اپنی ہی فکر ہے) تم میرے سوا کسی دوسرے کے پاس جاؤ۔ تم نوح علیہ السلام کے پاس جاؤ۔

(پ) وہ حضرت نوح علیہ السلام کے پاس حاضر ہو کر کہیں گے۔ آپ علیہ السلام زمین پر پہلے رسول ہیں، اور آپ کا نام اللہ عزوجل نے عبداً شکوراً (شکر گزار بندہ) رکھا۔ کیا آپ علیہ السلام ملاحظہ نہیں فرماتے ہم کس حال میں ہیں؟ اور نہیں دیکھ رہے کہ ہمیں کیا پہنچ رہا ہے؟ آپ کیوں اپنے رب عزوجل کی جناب میں ہماری شفاعت نہیں فرماتے؟ تو حضرت نوح علیہ السلام فرمائیں گے۔ بے شک میرے رب نے آج وہ غضب فرمایا ہے جو نہ اس سے پہلے ہوا اور نہ اس سے بعد میں ہوگا۔ نفسی نفسی آج مجھے اپنی ہی فکر ہے۔

حضرت ابو ہریرہؓ کی روایت میں ہے کہ آپ فرمائیں گے کہ میرے لئے صرف ایک دعا تھی جو میں نے اپنی قوم کے لئے مانگ لی۔ اب تم کسی دوسرے کے پاس جاؤ۔

(ت) اب تم حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس جاؤ کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ کے خلیل ہیں۔ پس وہ آپ علیہ السلام کے پاس جائیں گے اور عرض کریں گے آپ علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے نبی اور اس کے خلیل ہیں۔ زمین والوں کے لئے اپنے رب تعالیٰ کے حضور ہماری شفاعت کیجئے؟ کیا آپ علیہ السلام ملاحظہ نہیں فرمارہے کہ ہم کس حال میں ہیں؟ وہ فرمائیں گے بے شک میرے رب نے آج بڑا اظہار غضب کیا ہے اور مثل سابق فرمایا اور تین کذب کا ذکر کیا نفسی نفسی، مجھے اپنی فکر ہے۔ تم موسیٰ علیہ السلام کے پاس جاؤ کہ وہ کلیم

۳۔ احکامات شفاعت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم

صرف گناہ گاروں کے لئے

۳(۱) حضرت ابو موسیٰؓ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت فرماتے ہیں کہ مجھے اختیار دیا گیا کہ میں یا تو اپنی آدھی امت بلا حساب و کتاب جنت میں داخل کروا لوں یا شفاعت کو قبول کروں۔ تو میں نے شفاعت کو اختیار کیا کیونکہ وہ عام سودمند ہے۔ کیا تم اس کو متقیوں کیلئے خیال کرتے ہو؟ نہیں، بلکہ یہ گناہگاروں اور خطا کاروں کے لئے ہے۔ (ابن ماجہ۔۲/۱۴۴)

۳(۲) حضرت ابوہریرۃؓ سے مروی ہے۔ کہتے ہیں کہ میں نے عرض کیا "یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو شفاعت کے بارے میں کیا حکم ملا؟

فرمایا میری شفاعت ہر اس شخص کے لئے ہے جو اخلاص کے ساتھ گواہی دے کہ اللہ عزوجل کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں لا الٰہ الا اللہ اور اس کی زبان اور دل اس کی تصدیق کرے۔ (حاکم۔ کتاب الایمان ۱/۷۰)

۳(۳) حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ جنت کے دروازے پر مکتوب ہے۔ انی انا اللہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ" میں ہی اللہ عزوجل ہوں۔ میرے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ عزوجل کے رسول ہیں۔ میں اس کو عذاب نہ دوں گا جو اس کا قائل ہو۔

۴۔ انبیاء علیہ السلام کا شفاعت سے انکار:

(الف) حضرت ابوہریرۃؓ سے مروی ہے کہ سورج ان کے بہت قریب ہوگا اور ان کو ایسا غم لاحق ہوگا جس کی وہ طاقت نہیں رکھتے ہوں گے اور نہ اس کو برداشت کرسکیں گے۔ پس وہ کہیں گے کیا تم دیکھتے نہیں ہو۔ کیوں اپنے لئے کسی شفیع (شفاعت کرنے والے) کی تلاش نہیں کرتے؟

۱۴۰۵ھ

اللہ ہیں اور ایک روایت میں ہے کہ وہ ایسے بندے ہیں کہ اللہ نے ان کو توریت دی اور ان سے کلام فرمایا اور قرب بخشا۔ راوی نے کہا پس وہ سب موسیٰ علیہ السلام کے پاس جائیں گے۔ وہ فرمائیں گے کہ میں اس قابل نہیں اور اپنی اس خطا کو یاد کریں گے جو ان سے ایک نفس قتل ہوا تھا۔ مجھے اپنی ہی فکر ہے۔

(ٹ) لیکن تم حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پاس جاؤ۔ بے شک وہ روح اللہ اور اللہ سے ہم کلام ہونے والے ہیں۔ پس وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوں گے۔ وہ بھی یہی فرمائیں گے کہ میں اس قابل نہیں۔ لیکن تم محمد عربی ﷺ کی بارگاہ میں جاؤ۔ وہی ایک ایسے بندے ہیں جن کے سبب اللہ تعالیٰ آپ ﷺ کے اگلے پچھلوں کے گناہ معاف فرمائے گا۔

۵۔ شفاعت کا سہرا محمد عربی ﷺ کے سر ہوگا:

آپ ﷺ نے فرمایا ''پس وہ میرے پاس حاضر ہوں گے۔ میں فرماؤں گا ہاں ، ہاں میں ہی اس قابل ہوں۔ پھر میں جاؤں گا۔ اپنے رب سے اذن حاضری چاہوں گا۔ وہ مجھے اجازت فرمائے گا۔ جب میں اس کو (اللہ تعالیٰ کو) دیکھوں گا تو سجدہ میں چلا جاؤں گا، اور ایک روایت میں ہے کہ جب میں عرش کے نیچے آؤں گا تو سجدے میں گر پڑوں گا۔ اور ایک اور روایت میں ہے کہ میں اس کی (اللہ تعالیٰ) کی حمد کروں گا ایسے الفاظ کے ساتھ کہ اس وقت میں اس پر قادر نہیں ہوں گا۔ اللہ عزوجل وہ (الفاظ) مجھے الہام فرمائے گا اور ایک اور روایت کے مطابق کہ اللہ تعالیٰ مجھ پر اپنی تعریفوں اور حمد وثناء کے وہ دروازے کھولے گا کہ مجھ سے پہلے وہ کسی (دوسرے) پر نہ کھلے ہوں گے۔

(۲) حضرت ابو ہریرہؓ کی روایت میں ہے کہ کہا جائے گا۔ اے محمد ﷺ اپنے سر کو اٹھایئے، سوال کیجئے وہ عطا فرمایا جائے گا۔ شفاعت کیجئے آپ ﷺ کی شفاعت قبول کی جائے گی۔

(۳) پس میں اپنے سر کو اٹھاؤں گا اور عرض کروں گا اے میرے رب عزوجل میری امت، اے رب عزوجل میری امت، وہ فرمائے گا اپنی امت میں سے ان لوگوں کو جنت کے دروازوں میں داہنے دروازے سے داخل فرماؤ جن پر کوئی حساب نہیں ہے اور وہ اور لوگوں کو دوسرے دروازوں میں شریک ہیں۔

(۴) حضرت انسؓ کی روایت میں اس ٹکڑے کا ذکر نہیں ہے۔ اس کی جگہ انہوں نے یہ بیان کیا ہے کہ پھر میں سجدے میں گر جاؤں گا۔ مجھ سے فرمایا جائے گا۔ اے محمد ﷺ اپنا سر مبارک اٹھائیے اور کہئے آپ ﷺ کی (بات) سنی جائے گی۔ شفاعت کیجئے قبول کی جائے گی اور سوال کیجئے آپ کو دیا جائے گا۔

(۵) پھر میں عرض کروں گا۔ اے میرے رب امتی امتی۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا۔ جائیے جس کے دل میں گندم کے دانے یا جَو کے دانے کے برابر بھی ایمان ہو اس کو (جہنم سے) نکال لیجئے۔ پھر میں جاؤں گا اور یہ کروں گا۔ اس کے بعد میں اپنے رب سے رجوع کروں گا اور اس کی ان تعریفوں سے حمد و ثناء کروں گا جیسے پہلے کیا تھا۔

(۶) اللہ تعالیٰ فرمائے گا۔ جس کے دل میں رائی کے دانے سے کم اور کم اور بہت کم ایمان ہو اس کو بھی نجات دے دیجئے۔ پس میں یہ کروں گا۔ چوتھی مرتبہ مجھ سے فرمایا جائے گا۔ اپنے سر مبارک کو اٹھائیے اور کہئے، سنا جائے گا۔ شفاعت کیجئے قبول کی جائے گی۔ سوال کیجئے دیا جائے گا۔ میں عرض کروں گا۔

(۷) اے میرے رب تعالیٰ! مجھے ہر اس شخص کی اجازت دیجئے جس نے لا الہ الا اللہ کہا ہو۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا: اے محبوب یہ بات تمہارے متعلق نہیں۔ لیکن قسم ہے مجھے اپنی عزت اور بڑائی اور اپنی عزت و جبروت کی یقیناً میں اس کو جہنم سے نکال دوں گا جس نے کہا لا الہ الا اللہ۔ (صحیح بخاری ۵/۷۰ صحیح مسلم کتاب الایمان ۱/۱۶۴۔۱۹۴)

(۸) اسی طرح چند احادیث پل صراط سے گزرنے کے متعلق بھی ہیں۔ تمہارے نبی ﷺ پل پر موجود ہوں گے اور یہ فرماتے ہوں گے۔ اللھم سلم، سلم۔ اے رب انہیں سلامتی عطا فرما۔ سلامتی عطا فرما۔ یہاں تک کہ سب گزر جائیں گے۔

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ سب سے پہلے میں گزروں گا۔ حضرت ابن عباسؓ حضور اکرم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ انبیاء کرام علیہم السلام کے لئے منبر رکھے جائیں گے۔ ان پر وہ تشریف فرماں ہوں گے۔ میرا منبر باقی رہے گا یا خالی رہے گا۔ میں اس پر نہیں بیٹھوں گا اور اپنے رب کی جناب میں برابر کھڑا رہوں گا۔ اللہ تبارک وتعالیٰ فرمائے گا۔ کیا چاہتے ہو کہ میں تمہاری امت کے ساتھ کیا کروں؟ میں عرض کروں گا اے رب تعالیٰ ان کا حساب جلدی چکا دیا جائے۔

پس ان کو بلایا جائے گا اور ان کا حساب کتاب ہوگا۔ پس ان میں سے کچھ تو وہ ہوں گے جن کو اپنی رحمت سے جنت میں داخل فرمائے گا اور کچھ وہ ہوں گے جن کو میری شفاعت کے ذریعے جنت میں داخل کرے گا۔ میں برابر شفاعت کرتا رہوں گا۔ حتیٰ کہ ان لوگوں کو بھی بچالوں گا جن کو جہنم میں جانے کا پروانہ مل چکا ہوگا۔ یہاں تک کہ خازن جہنم کہے گا۔ اے محمد ﷺ آپ ﷺ نے تو اپنی امت سے کسی کو بھی اللہ تعالیٰ کے غضب کا سزاوار نہیں رہنے دیا۔ (حاکم کتاب الایمان ۱/۶۴)

(۹) زیاد نمیریؒ کے طریق سے حضرت انسؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا میں وہ پہلا شخص ہوں گا جس کا سر زمین سے نکلے گا (یعنی زمین سے اٹھوں گا) اور یہ فخر نہیں اور میں سید الناس ہوں گا بروز قیامت یہ فخر نہیں۔ پس میں آؤں گا اور جنت کی زنجیر پکڑوں گا۔ کہا جائے گا کون؟ میں کہوں گا محمد (ﷺ) پس میرے لئے دروازہ کھولا جائے گا اور اللہ میرا استقبال فرمائے گا۔ تو اس وقت سجدہ کناں ہو جاؤں گا اور ذکر کیا جیسا۔ (کہ پچھلے اوراق) میں گزرا۔

(۱۰) حضرت انسؓ کی روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے یہ فرماتے سنا کہ میں بروز قیامت ضرور زمین کے پتھروں اور درختوں سے زیادہ لوگوں کی شفاعت کروں گا۔ (مجمع الزوائد ۱/ ۳۷۹)۔ (الشفاء)

کہا خدا نے کہ قیامت کے دن
شفاعت میرا حبیب کرے دوسرا نہ کرے

(۱۰) "سیرت النبی ﷺ بعد از وصال النبی ﷺ جلد دوئم کے مؤلف محمد عبد المجید صدیقی ایڈووکیٹ "التحفۃ والمرضیہ" کے حوالے سے رقم طراز ہیں کہ "رحمت عالمیان حضرت رسول اللہ ﷺ کے وصال ظاہری کے بعد ایک دن سیدنا ابوبکر صدیقؓ روضہ اقدس پر حاضر ہوئے اور اس قدر روئے کہ بے حال ہو گئے۔ اسی حالت میں نیند آ گئی۔ جب سو گئے تو سیدنا عمر فاروقؓ سمجھے کہ شاید بحالت خواب آپ کچھ بڑبڑا رہے ہیں۔ حضرت عمرؓ نے حضرت ابوبکر صدیقؓ کو جگا دیا۔ بیدار ہو کر فرمایا میں اس وقت حضرت رسول اللہ ﷺ کے حضور عرش کے نیچے تھا اور آپ ﷺ جناب باری میں تبضرع عرض کر رہے تھے کہ میری امت کو بخش دے۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ آپ ﷺ اس قدر پریشان نہ ہوں۔ اللہ تعالیٰ آپ ﷺ کی مراد برلائے گا۔ یکایک ندا آئی ہم نے بخشا ہم نے بخشا۔ اتنے میں آپ نے (حضرت عمر فاروقؓ نے) مجھے جگا دیا۔ اب یہ معلوم نہیں کہ کس قدر امت بخشی گئی۔ حضرت صدیق اکبرؓ نے ابھی یہ بات ختم نہ کی تھی کہ روضہ اقدس سے آواز آئی "سب بخش دیئے گئے" (التحفۃ المرضیہ) (مراد یہ ہے کہ جو طریقہ نبویہ ﷺ پر چلے گا بخشا جائے گا۔ یہ بھی مراد لی جاسکتی ہے کہ انجام کار پوری امت محمدیہ نجات پا کر جنت میں داخل ہو جائے گی، اگرچہ بعض گناہ گاران امت پہلے سزا کے طور پر عذاب میں مبتلا کئے جائیں گے۔

(۱۱) کونسا فرقہ جنت میں جائے گا؟

عنوان شفاعت میں آپ نے جو کچھ پڑھا اس کا لب لباب اس طرح سے ہے کہ موجودہ دور میں ہم مسلمانوں میں کئی فرقے ہیں، جن کی تعداد چودہ یا پندرہ یا اس سے کچھ زیادہ ہے۔ ہر فرقے یا مسلک والے اپنے آپ کو درست اور دوسروں کو غلط کہتے ہیں۔ مخبر صادق ﷺ کی حدیث کا مفہوم ہے کہ میری امت تہتر (۷۳) فرقوں میں تقسیم ہو جائے گی۔ ظاہر ہے ہر فرقے یا مسلک میں اعمال کے اعتبار سے سبھی جنتی نہ ہوں گے۔ کسی فرقے میں کم اور کسی میں زیادہ جنتی ہوں گے۔ آخری زمانہ میں زیادہ تر دوزخی ہوں گے۔

(ب) کیا اللہ تعالیٰ کے حبیب ﷺ فرقوں کی بنیاد پر شفاعت فرمائیں گے؟ نہیں بلکہ

شفاعت صرف گناہ گاروں کے لئے ہوگی۔ (ابن ماجہ ۲/۱۴۴)۔ یا خلوص دل سے لا الہ الا اللہ پڑھنے والے گناہ گاروں کی شفاعت فرمائیں گے۔ کیونکہ اگر آپ ﷺ کی شفاعت کسی خاص فرقے یا مسلک کی بنیاد پر ہوگی تو اللہ تعالیٰ کے حکم

وما ارسلنک الا رحمۃ للعٰلمین.

اور نہیں بھیجا ہم نے آپ کو مگر سراپا رحمت بنا کر (الانبیاء۔۱۰۷)

کی نفی ہوتی ہے۔ پس معلوم ہوا نبی کریم ﷺ کسی خاص فرقے یا مسلک کی شفاعت کے بجائے سبھی گناہ گاروں کی شفاعت فرمائیں گے اور شفاعت کا طالب گناہ گار تہتر فرقوں میں سے کسی بھی فرقے کا ہو اس سے یہ نہیں پوچھا جائے گا کہ وہ کس فرقے سے تعلق رکھتا ہے۔

(ج) آج ہماری یہ حالت ہے کہ کسی ایک مسلک یا فرقے کا عالم دین کسی دوسرے مسلک یا فرقے کے عالم دین کی اقتدا میں نماز با جماعت پڑھنے کے لئے تیار نہیں اور کسی ایک فرقے کا پیروکار کسی دوسرے فرقے یا مسلک کی تعمیر کردہ مسجد میں نماز پڑھنے کو معیوب سمجھتا ہے۔ ہر فرقے والے دوسرے فرقوں والوں سے شاکی ہیں۔ جبکہ ہمارے پیارے نبی اور رحمۃ للعٰلمین ﷺ فرقوں کے بجائے تمام فرقوں کے افراد کی گناہوں کی بنا پر شفاعت فرمائیں گے تو پھر ہمارے مختلف فرقوں میں اور ان کے پیروکاروں میں نفرتیں کیوں ان نفرتوں کے فوائد اغیار سمیٹ رہے ہیں، اور مسلمانوں کو دن بدن کسی نہ کسی فتنے میں ملوث کر کے ہماری معیشت و معاشی قوت، عسکری طاقت اور مسلمانوں کے اتحاد و اتفاق کو کمزور سے کمزور کر رہے ہیں اور ہمیں دوسروں کی غلامی کی طرف دھکیلا جا رہا ہے۔

(د) نقار خانے میں طوطی کی آواز سننے والے قارئین سے مؤدبانہ درخواست ہے کہ اتحاد بین المسلمین کے لئے عملی کوششیں کریں اللہ تعالیٰ برکتیں عطا فرمائے گا۔

......☆......

۶۔ حضور نبی کریم ﷺ کے وجود کے فیوض و برکات اور آپ ﷺ کے سبب سے عذاب کا رفع ہونا

(الف) وما کان اللّٰہ لیعذبھم وانت فیھم (الانفال. ۳۳) اور اللہ کا کام نہیں کہ انہیں عذاب کرے جب تک اے محبوب تم ان میں (موجود) تشریف فرما ہو۔ یعنی جب تک آپ ﷺ مکہ میں ہیں اس وقت تک ان کو اہل مکہ مشرقین کو عذاب میں مبتلا نہ کروں گا۔ اور جب آپ ﷺ مکہ سے ہجرت فرما کر تشریف لے آئے اور مکہ میں مسلمان کم رہ گئے تو اس وقت یہ آیت نازل ہوئی۔

(ب) وما کان اللّٰہ معذبھم وھم یستغفرون (الانفال . ۳۳)

اور اللہ انہیں عذاب کرنے والا نہیں جب تک وہ بخشش مانگ رہے ہیں۔

اور یہ اس کے اسی فرمان کی طرح ہے۔

لو تزیلوا لعذبنا (الفتح. ۲۵)

اور اگر یہ کلمہ گو الگ ہو جاتے تو (اس وقت) ہم انہیں عذاب دیتے۔

اور اللہ فرماتا ہے: ولولا رجال" مومنون (الفتح : ۲۵)

اگر نہ ہوتے مکہ میں چند مسلمان مرد

اور جب مسلمان بھی ہجرت کر کے نکل گئے تو یہ آیت نازل ہوئی۔ وما لھم الا یعذبھم اللّٰہ (الانفال:۳۴) مکہ سے آپ کی ہجرت کے بعد اب کیا وجہ ہے ان کے لئے نہ عذاب دے انہیں اللہ تعالیٰ۔

(ج) یہ حضور اکرم ﷺ کی رفعت و مرتبت کے اظہار میں انتہائی بات ہے۔ کہ آپ ﷺ کی موجودگی میں آپ کے وجود اور تشریف فرماں ہونے کے سبب اور آپ ﷺ کے تشریف لے آنے کے بعد مسلمانوں کے سبب اہل مکہ پر نزول عذاب نہیں ہوا۔ جب سب

کے سب مکہ سے ہجرت کر گئے تو اللہ تعالیٰ نے ان پر مسلمانوں کو مسلط کر کے اور مشرکین مکہ پر غلبہ دے کر عذاب دیا اور تلواروں نے ان کا فیصلہ کیا۔ ان کی زمینوں، شہروں اور مالوں پر مسلمانوں کو وارث بنایا۔

۷۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم مبارک کی نظافت و پاکیزگی اور فیوض و برکات

(الف) حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم مبارک کی نظافت اور بدن اقدس کے پسینہ کی خوشبو اور اس کا میل کچیل اور عیوبات جسمانیہ سے پاک وصاف ہونا یہ ہے کہ اس بارے میں بھی اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو وہ خصوصیت عطا فرمائی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا کسی اور میں پائی ہی نہیں جاتی۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى جَسَدِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ فِي الْاَجْسَادِ

اے اللہ عزوجل رحمتیں نازل فرمایئے ہمارے سردار محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم پاک پر درمیان تمام جسموں کے

(ب) حضرت انسؓ سے بالاسناد مروی ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم مبارک کی خوشبو سے بڑھ کر کسی عنبر، کستوری اور کسی چیز کی خوشبو کو نہ پایا (صحیح مسلم ۴/۱۸۱۴)

(پ) حضرت جابر بن سمرہ سے مروی ہے کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے رخسار کو چھوا تو وہ کہتے ہیں کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دست اقدس میں ایسی ٹھنڈک اور خوشبو پائی کہ گویا ابھی آپ نے عطار کے ڈبہ سے اپنے ہاتھ کو باہر نکالا ہے۔ (صحیح مسلم ۴/۱۸۱۴)

(ت) حضرت جابرؓ کے علاوہ بھی مروی ہے کہ خواہ آپ نے خوشبو لگائی ہوتی یا نہیں لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم جس سے مصافحہ فرماتے تو وہ شخص سارا دن اس کی خوشبو سے معطر رہتا۔

(ٹ) اگر آپ ﷺ کسی بچہ کے سر پر شفقت سے اپنے دست مبارک کو پھیرتے تو وہ بچہ خوشبو سے پہچانا جاتا کہ اس پر حضور اکرم ﷺ نے دست شفقت پھیرا ہے۔ (صحیح مسلم ۱۸۱۴/۴)

(ث) ایک مرتبہ حضور اکرم ﷺ نے حضرت انسؓ کے گھر قیام فرمایا۔ آپ ﷺ کو پسینہ آ گیا۔ حضرت انسؓ کی والدہ ایک شیشی لائیں اور آپ ﷺ کے پسینہ مبارک کو جمع کرنے لگیں۔ حضور اکرم ﷺ نے دریافت فرمایا تو عرض کیا میں اس کو اپنی خوشبوؤں میں رکھوں گی یہ سب سے عمدہ اور طیب خوشبو ہے۔ (صحیح مسلم ۱۸۱۵/۴)

(ج) امام بخاریؒ نے اپنی ''تاریخ کبیر'' میں حضرت جابرؓ سے نقل کیا ہے کہ حضور ﷺ جس کوچہ و بازار سے گزر فرماتے اور پھر کوئی شخص اس طرف سے گزرتا تو وہ خوشبو سے پہچان جاتا کہ آپ ﷺ ادھر سے گزرے ہیں۔ (مجمع زوائد ۲۸۲/۸، سنن دارمی ۳۲/۱)

اسی طرح اسحٰق بن راہویہؒ نے ذکر کیا کہ آپ ﷺ کی خوشبو بلا خوشبو لگائے ہوتی تھی (یعنی آپ کے جسم کی ذاتی خوشبو ہوتی تھی)

(چ) حضرت مالک ابن سنانؓ نے غزوہ احد میں آپ ﷺ کے زخم سے خون پی لیا تھا۔ اور اس کو چوسا تھا اور اس کو حضور اکرم ﷺ نے ان کیلئے جائز قرار دیتے ہوئے فرمایا۔ اس کو آگ ہرگز نہ پہنچے گی۔ (طبرانی اوسط۔ مجمع الزوائد ۲۰۲/۱)۔ اسی طرح عبداللہ بن زبیرؓ نے حضور اکرم ﷺ کے پچھنے (حجامت، سینگی) کا خون پی لیا تھا۔ (حاکم ۵۵۲/۳۔ بزار ۱۴۵/۳۔ مجمع زوائد ۲۷۰/۸)

(ح) اسی طرح ایک عورت کے بارے میں مروی ہے کہ اس نے حضور اکرم ﷺ کا بول مبارک (پیشاب) پی لیا تھا۔ آپ نے اس عورت سے فرمایا ''کبھی تجھ کو پیٹ کی بیماری نہ ہوگی۔ (طبرانی فی الکبیر ۱۸۹/۲۴)

ایک روایت میں دارقطنیؒ نے مسلم و بخاریؒ کی طرح صحت میں التزم (کسی بات کو ضروری قرار دینا) کیا ہے اور اس عورت کا نام ''برکتہ'' ہے۔

ایک اور روایت میں وہ عورت ام ایمنؓ ہیں جو حضور ﷺ کی خدمت کرتی تھیں۔ وہ کہتی ہیں

کہ حضور اکرم ﷺ کا ایک لکڑی کا پیالہ تھا جو چارپائی (سرہانے) کے نیچے رکھا رہتا تھا اور حضور ﷺ رات کو اس میں بول (پیشاب) کیا کرتے تھے۔ پس ایک رات حضور ﷺ نے اس پیالے میں بول کیا۔ پھر صبح کو پیالہ دیکھا تو اس میں کچھ نہ پایا۔ (الشفاء بتعریف حقوق المصطفیٰ ﷺ)

(خ) حضرت عکاشہؓ کا ایقان۔ یہ واقعہ کافی طویل ہے۔ اسے مختصراً بیان کیا گیا ہے۔

جب رسول اللہ ﷺ کے وصال مبارک کا وقت قریب آیا تو سرکار دو عالم ﷺ نے حضرت بلالؓ کو ارشاد فرمایا کہ مہاجرین و انصار کو نماز کے لئے بلا لائیں۔ جب سب لوگ مسجد نبوی میں جمع ہو گئے تو آپ ﷺ نے سب لوگوں کو دو رکعت نماز خفیف پڑھائی۔ پھر منبر پر تشریف لائے اور اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء کے بعد نہایت فصیح و بلیغ خطبہ ارشاد فرمایا حتیٰ کہ لوگ خوف الٰہی سے رونے اور لرزنے لگے۔ آپ ﷺ نے فرمایا "اے مسلمانوں کی جماعت میں تمہارا نبی مانند مشفق باپ کے مہربان ہوں۔ پس جس شخص پر میں نے کوئی ظلم کیا ہو وہ اٹھے اور مجھ سے بدلہ لے لے۔

(خ۔۱) آپ ﷺ کے دو تین بار ارشاد فرمانے پر عکاشہ ابن محصن کھڑا ہو کر عرض پرداز ہوا کہ فداک امی وابی یا رسول اللہ اگر آپ بار بار اصرار قصاص نہ فرماتے تو میں ہرگز جرأت نہ کرتا۔ اب گزارش یہ ہے کہ ایک جنگ میں میری اونٹنی آپ ﷺ کی ناقہ مبارکہ کے قریب آئی تو میں نے اونٹنی سے چھلانگ لگا دی اور ارادہ کیا کہ آپ ﷺ کے زانوئے اقدس کے قریب آ کر بوسہ دوں۔ میں ابھی آپ ﷺ کے قریب ہی ہوا تھا کہ آپ ﷺ جس تازیانہ سے اونٹنی کو ہانکتے تھے وہ آپ ﷺ نے میری کمر پر لگا دیا۔ یہ مجھے معلوم نہیں کہ ایسا قصداً تھا یا نادانستہ ہوا تھا۔

(خ۔۲) سرکار دو عالم ﷺ نے فرمایا تعجب ہے اے عکاشہ کہ اللہ کا رسول ﷺ تمہیں کوڑا مارنے کا ارادہ فرمائے۔ تاہم تم اپنا بدلہ لے سکتے ہو۔ پھر آپ ﷺ نے حضرت بلالؓ کو ارشاد فرمایا کہ بیٹی فاطمہ الزہرہؓ کے پاس جاؤ وہ چھڑی یا تازیانہ ان کے گھر میں ہے۔ حضرت بلالؓ یہ ارشاد مصطفائی سنتے ہی روتے روتے اور سر پر ہاتھ رکھے ہوئے جانب سیدہ کے

دولت کدہ پر حاضر ہو گئے اور تمام ماجرہ بیان کیا۔

(خ۔۳) جب حضرت بلالؓ سے شہزادی رسول ﷺ نے یہ کربناک واقعہ سنا تو آپؓ کی چشمان مبارک میں بے ساختہ آنسو آ گئے۔ حضرت بلالؓ جب یہ تازیانہ لے کر آئے تو حضرت ابوبکر صدیقؓ اور حضرت فاروق اعظمؓ نے اپنے جسم قصاص کے لئے پیش کئے۔ لیکن عکاشہ نہ مانے پھر حضرت علی کرم اللہ وجہہ اور حضرت حسنؓ حسینؓ نے اپنے اجسام قصاص کے لئے پیش کئے اور عکاشہ سے فرمایا "اے عکاشہ تم نہیں جانتے کہ ہم نواسہ رسول ہیں؟ اس نے کہا آپ درست فرماتے ہیں۔ آپ سبطین (دو پوتے۔ یا نواسے) رسول ہیں تو جناب حسنین کریمین نے فرمایا عکاشہ اگر یہ بات درست ہے تو ہمارے نانا جان کا انتقام ہم سے لے لو۔

(خ۔۴) سرکار دو عالم ﷺ نے نوخیز نواسوں کا ایثار دیکھ کر ارشاد فرمایا کہ میرے نور العین تم بیٹھ جاؤ اور پھر آپ ﷺ نے عکاشہ سے فرمایا آؤ اور اپنا بدلہ اللہ کے رسول سے اس دنیا میں لے لے۔

(خ۔۵) عکاشہ نے عرض کیا میرے آقا و مولا اس وقت جب آپ نے مجھے کوڑا لگایا تھا میری پشت ننگی (عریاں) تھی۔ پھر حضور سرور دو عالم رحمۃ للعالمین نے اپنی پشت انور سے قمیض انور کو اٹھا دیا تو صحابہ کرام چلانے اور رونے لگے۔

(خ۔۶) عکاشہ نے فوراً آگے بڑھ کر آپ کی پشت انور کا بوسہ لیا اور عرض کیا اے میری جان کے مالک مجھے بدلہ کیا لینا تھا۔ بس آپ ﷺ کے جسم انور سے مس کر کے جہنم سے بچنے کا سامان کیا ہے (اور وہاں سے جانے لگا) تو حضور رحمۃ للعالمین نے ارشاد فرمایا کہ اے میرے صحابہ جس نے دنیا میں جنتی آدمی کو دیکھنا ہو وہ عکاشہ کو دیکھ لے پھر لوگ جناب عکاشہ کو بشارت دینے لگے۔ اور ان کی آنکھیں چوم کر بارگاہ صمدیت میں عرض کرنے لگے کہ یا رب العزت اپنے جلال کی برکت سے ہمیں بھی ان کی شفاعت نصیب فرما۔ اس سارے واقعہ کے پیچھے عکاشہ کے ذہن میں سرور کونین ﷺ کی یہ حدیث تھی جس کے الفاظ ہیں۔

من مس جلدئی لن تمسه والنار

یعنی جس نے میرے جسم سے مس کر لیا اسے آگ نہیں چھو سکتی۔ (البتول۔از صائم چشتی)

اللھم صل علیٰ جسد سید نا محمد فی الاجساد

اے اللہ عزوجل رحمتیں نازل فرمائے ہمارے سردار محمد ﷺ کے جسم پاک پر درمیان تمام جسموں کے۔

(د) کتب صحاح ستہ میں ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا "انبیاء کے اجسام کو (زمین کے) کیڑے مکوڑے نہیں کھاتے"۔ روز قیامت میں سب سے پہلے اپنی قبر سے اٹھایا جاؤں گا۔ جو زیارت بیت اللہ کے لئے آیا لیکن میرے پاس نہ آیا اس نے مجھ سے جفا کی۔ اور مزید فرمایا "جس نے میری قبر کی زیارت کی میں بروز قیامت اس کی شفاعت کروں گا۔ یہ مختلف احادیث مبارکہ کا مفہوم ہے جو آپ کی خدمت میں پیش کیا۔

(د۔ا) مدینہ منورہ میں اموی گورنر مروان بن الحکم روضہ اقدس کے پاس حاضر ہوا تو دیکھا کہ ایک شخص قبر انور سے چمٹا ہوا پڑا ہے۔ مروان گورنر نے اس کو گردن سے پکڑ کر اٹھایا اور کہا اے شخص! تجھے کچھ خبر ہے؟ کہ تو کیا کر رہا ہے؟ تو اس شخص نے سر اٹھا کر جواب دیا "ہاں" میں خوب جانتا ہوں کہ میں کیا کر رہا ہوں۔ اے مروان! میں مٹی اور پتھر کے پاس نہیں آیا ہوں۔ بلکہ میں رسول اللہ ﷺ کے دربار گہر بار میں حاضر ہوں۔ اے مروان جب پرہیزگار لوگ حاکم بنیں تو رونے کی ضرورت نہیں۔ لیکن جب نااہل لوگ دین کے والی بنیں تو رونا چاہئے۔ مروان یہ گرم گرم جملے سن کر خاموشی کے ساتھ وہاں سے چلا گیا۔ مطلب بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں یہ بزرگ جنہوں نے مروان گورنر کو جھنجھوڑ کر ڈانٹ دیا یہ جلیل القدر صحابی رسول ﷺ حضرت سیدنا ابوایوب انصاریؓ تھے۔ (وفاءُ الوفا۔ فیضان سنت۔ص ۶۷۹)

(د۔۲) حضرت سیدنا ابوایوب انصاریؓ نے مروان گورنر کو جھڑک دیا اور یہ فرمایا کہ میں مٹی اور پتھر کے پاس نہیں آیا ہوں بلکہ میں رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ بے کس پناہ میں حاضر ہوا ہوں۔ صحابی رسول ﷺ نے یہ فرما کر ہمیشہ ہمیشہ اس مسئلے پر مہر تصدیق ثبت فرما دی کہ

روضہ انور پر حاضری دینے والا یہ یقین وایمان رکھے کہ میں بارگاہ رسالت میں حاضر ہوا ہوں اور حضور سید دو عالم ﷺ اپنی قبر انور میں زندہ ہیں اور میرے تمام اعمال ان کے پیش نظر ہیں۔(فیضان سنت)

اللھم صل علی قبر سید نا محمد فی القبور

اے اللہ عزوجل رحمتیں نازل فرمایئے ہمارے سردار محمد ﷺ کی قبر مبارک پر درمیان تمام قبروں کے۔

اللھم صل علی تربة سید نا محمدٍ فی التراب

اے اللہ عزوجل رحمتیں نازل فرمایئے ہمارے سردار محمد ﷺ کی قبر کی مٹی پر درمیان تمام قبروں کی مٹی کے۔

(د۔۳) پچھلے اوراق میں آپ نے پیارے رسول ﷺ کے نام نامی اسم گرامی محمد ﷺ کی فضیلتوں اور برکتوں کے مختصر بیان کے ساتھ دنیا وآخرت میں آپ ﷺ کے ذکر کی نعمتوں اور بلندیوں کے واقعات پڑھے۔ محسن انسانیت کے ان واقعات کو پڑھنے کے بعد نبی مکرم ﷺ سے محبت کرنے والے امتیوں کے دل میں اس عظیم انسان کے حلیہ، چہرہ، ہاتھ پاؤں اور جسم کی ساخت، انداز گفتگو، چال ڈھال، لباس اور زندگی کے مختلف پہلوؤں کے بارے میں جذبہ پیدا ہوتا ہے۔ آیئے آپ ﷺ کے حلیہ یعنی سراپا سے متعلق پڑھتے ہیں۔

۸۔ حلیہ مبارک محمد عربی ﷺ:

دنیا میں عظیم کارنامے انجام دینے والی ہستیاں خصوصاً انبیاء علیہم السلام، ہمیشہ غیر معمولی درجے کی شخصیت سے آراستہ ہوتی ہیں۔ اصلاح کے کاموں، تحریکوں کی راہنمائی، تہذیبوں کی تعمیر نو کرنے والوں کی اصل قوت ان کی شخصیت ہی ہوتی ہے جو خاص طرح کے افکار (فکریں خیالات) و کردار سے بنتی ہیں۔

(الف) ایک جھلک:

کسی بھی شخصیت کو سمجھنے میں اس کی وجاہت (خوبصورتی) چہرے کی رونق، چہرے کا رعب، عزت واحترام دبدبہ، بہت بڑی مدد دیتی ہے۔ آدمی کا سراپا، اس کے بدن کی ساخت، اس کے اعضاء کا تناسب خاص، اس کے ذہنی اور اخلاقی اور جذباتی مرتبے کا آئینہ دار ہوتا ہے۔ خصوصاً چہرہ ایک ایسا قرطاس (کاغذ) ہوتا ہے جس پر انسانی کردار اور کارناموں کی ساری داستان لکھی ہوتی ہے۔ اور اس پر ایک نظر ڈالتے ہی ہم کسی مقام کا تصور کر سکتے ہیں۔

(ب) ہم بعد کے لوگوں کی یہ کوتاہی قسمت ہے کہ دنیا کے سب سے بڑے انسان۔ محمد عربی ﷺ کا روئے زیبا ہمارے سامنے نہیں ہے اور نہ عالم واقعہ میں سر کی آنکھوں سے زیارت کا شرف حاصل ہوتا ہے۔ ہم حضور ﷺ کے حسن و جمال کی جو کچھ بھی جھلک پا سکتے ہیں وہ حضور اکرم ﷺ کے پیغام اور کارناموں کے آئینے میں پا سکتے ہیں۔

(ج) حضور اکرم ﷺ کی کوئی حقیقی شبیہ یا تصویر ہمارے پاس موجود نہیں ہے۔ خود ہی نبی برحق نے امت کو اس سے باز رکھا کیونکہ تصویر کا فتنہ ہلچل مچا دیتا۔ یورپ میں حضور اکرم ﷺ کی فرضی تصاویر بنائی جاتی رہی ہیں۔ لیکن کونسا آرٹسٹ ایسا ہے جو نبی محتشم ﷺ کے عالم خیال اور کردار کا کامل اور جامع تصور رکھتا ہو اور پھر اس تصور کو لکیروں اور رنگوں میں پوری طرح جلوہ گر کر سکے۔ فرضی تصاویر جو بنائی جاتی ہیں وہ اس مخصوص پیکر کی نہیں ہوتیں جن کا اسم مبارک محمد ﷺ ہے۔ کسی موہوم وجود کا خاکہ گھڑ کے حضور اکرم ﷺ کا نام دے دیا

جاتا ہے۔اس طرح معاملہ سچ اور دیانت کے طابع نہیں رہتا۔ بلکہ دانستہ ایسی تصویریں پیش کی جاتی ہیں جن سے ایک کمزور اور ناقص شخصیت کا تصور پیدا ہوتا ہے۔ان تصاویر کے لئے رنگ انہی متعصبانہ تصانیف سے لیا جاتا ہے جو عناد اور کج فہمی اور حقیقت ناشناسی کی مظہر ہیں۔انبیاء اور صلحاء کی فرضی تصاویر بنانے یا ان کے کردار ڈراموں میں دکھانے سے نقصان یہی ہے کہ ان کے اصل کردار ان پردوں کے پیچھے بالکل گم ہو کر رہ جائیں۔

(ج) نبی مکرم ﷺ کے صحابہ کرام نے کم سے کم پردہ الفاظ میں آپ ﷺ کی شبیہ مبارک کو مرتب کر دیا ہے اور اسے محفوظ حالت میں اصحاب روایت نے ہم تک پہنچایا ہے۔ یہاں ہم اس لفظی شبیہ مبارک کو پیش کرتے ہیں۔تا کہ قارئین نبی محترم ﷺ کے حیات طیبہ کے واقعات کا مطالعہ کرنے سے پہلے اس عظیم انسان کی ایک جھلک دیکھ لیں۔ یہ گویا ایک نوع کی ملاقات ہے۔

(ایک تعارف)

(د) حضور اقدس ﷺ کے چہرہ مبارک ، قدوقامت ، خدوخال ، چال ڈھال اور وجاہت کا جو عکس صدیوں کے پردے سے چھن کر ہم تک پہنچتا ہے وہ بہر حال ایک ایسی ہستی کا تصور دلاتا ہے جو ذہانت ، شجاعت ، صبر و استقامت ، راستی و دیانت ، عالی ظرفی ، سخاوت ، فرض شناسی ، وقار و انکسار ، اور فصاحت و بلاغت جیسے اوصاف حمیدہ کی جامع مالک تھی۔ بلکہ یہ کہا جا سکتا ہے کہ حضور اکرم ﷺ کے جسمانی نقشے میں روح نبوت کا پرتو دیکھا جا سکتا ہے ، اور آپ ﷺ کی وجاہت ، خوبصورتی چہرے کی رونق ، چہرے کا رعب ، عزت و احترام اور دبدبہ خود آپ ﷺ کے مقدس مرتبہ کی دلیل ہے۔اس موقع پر آپ ﷺ کا ارشاد گرامی یاد آیا۔فرمایا ''وان تقویٰ اللہ تبض الوجوہ''۔اللہ تعالیٰ کا تقویٰ ہی چہروں کو روشن کرتا ہے۔نبوت تو ایمان اور تقویٰ کی معراج ہے۔ نبی کا چہرہ تو نور افشاں ہونا ہی چاہیئے سو یہ آفتاب حق کی ایک جھلک ہے۔

......☆......

۹۔ رسول اکرم ﷺ کی وجاہت اور غیروں اور اپنوں کی گواہی

یہود کے ایک بہت بڑے عالم تھے جن کا نام حصین تھا۔ سرور عالم کے مدینہ منورہ تشریف لانے کے بعد آپ ﷺ کو دیکھنے گئے۔ دیکھتے ہی ان کو جو تاثر ہوا بعد میں اسے انہوں نے ان الفاظ میں بیان کیا۔ ''میں نے جونہی نبی کریم ﷺ کو دیکھا تو فوراً سمجھ گیا کہ آپ ﷺ کا چہرہ مبارک کسی جھوٹے آدمی کا چہرہ نہیں ہوسکتا''۔ ایمان لائے اور عبداللہ نام تجویز ہوا۔

(سیرت المصطفیٰ۔ از مولانا ادریس کاندھلوی ج ا ص ۲۴۹۔۲۵۰)

(۹۔۱) ''میں اپنے بیٹے کو ساتھ لے کر حاضرِ خدمت ہوا تو لوگوں نے دیکھا کہ یہ ہیں اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ دیکھتے ہی میں نے کہا واقعی یہ اللہ عزوجل کے نبی ﷺ ہیں۔''
(ابورمثہ تیمی)

(۹۔۲) مدینہ منورہ میں ایک تجارتی قافلہ وارد ہوا، اور شہر سے باہر ٹھہر گیا۔ نبی کریم ﷺ کا اتفاقاً اس طرف سے گزر ہوا۔ ایک اونٹ کا سودا کرلیا اور یہ کہہ کر اونٹ ساتھ لے آئے کہ قیمت بھجوائے دیتا ہوں۔ بعد میں قافلہ والوں کو تشویش ہوئی کہ بغیر جان پہچان کے معاملہ طے کرلیا۔ اس پر قافلہ کی سردار خاتون نے کہا ''مطمئن رہو، میں نے اس شخص کا چہرہ دیکھا ہے۔ جو چودھویں رات کے چاند کی طرح روشن ہے۔ وہ کبھی بھی تمہارے ساتھ بدمعاملگی کرنے والا نہیں ہوسکتا۔ اگر یہ عظیم انسان اونٹ کی رقم ادا نہ کرے تو میں اپنے پاس سے ادا کردوں گی''۔ (ایک معزز خاتون) یہ واقعہ طارق بن عبداللہ نے بیان کیا جو خود شریک قافلہ تھے۔ بعد میں صادق وامین نبی ﷺ نے طے شدہ قیمت سے زیادہ مقدار میں کھجوریں بھجوادیں۔ (سیرت النبی ﷺ از مولانا شبلی جلد دوئم صفحہ: ۳۸۰۔ المواہب اللدینہ جلد ا صفحہ ۲۴۴)

(۹۔۳) المواہب اللدینہ جلد اول صفحہ نمبر ۲۵۵ پر ہے کہ چند خواتین، دین برحق کے بانی احمد مجتبیٰ ﷺ کی خدمت اقدس میں ابو قرصافہ کے ساتھ بیعت اسلام کے لئے گئی تھیں۔

اسلام قبول کرنے کے بعد لوٹتے ہوئے انہوں نے اپنے تاثرات اس طرح بیان کیے، ''ہم نے ایسا خوب رُو شخص اور نہیں دیکھا .... ہم نے منہ سے روشنی نکلتی دیکھی ہے''۔ (ابو قرصانہ کی والدہ اور خالہ)

(۹۔۴) ''حضور اکرم ﷺ سے زیادہ خوب رُو کسی کو نہیں دیکھا۔ ایسا لگتا گویا آفتاب چمک رہا ہے''۔ (ابو ہریرہؓ)

(۹۔۵) ''اگر تم نبی محترم ﷺ کو دیکھتے تو سمجھتے کہ سورج طلوع ہو گیا''۔ (ربیع بنت معوذ)

(۹۔۶) ''دیکھنے والا پہلی نظر میں مرعوب ہو جاتا''۔ (حضرت علیؓ)

(۹۔۷) میں ایک مرتبہ چاندنی رات میں سردار الانبیا ﷺ کو دیکھ رہا تھا۔ آپ ﷺ اس وقت سرخ جوڑا زیب تن کیے ہوئے تھے۔ میں کبھی چاند کو دیکھتا اور کبھی نبی عربی ﷺ کو۔ بالآخر میں اس فیصلے پر پہنچا کہ حضور اکرم ﷺ چاند سے کہیں زیادہ حسین ہیں۔ (حضرت جابر بن سمرہ)

(۹۔۸) ''خوشی میں ہمارے نبی ﷺ کا چہرہ مبارک ایسا چمکتا گویا چاند کا ٹکڑا ہے۔ اسی چمک کو دیکھ کر ہم آپ ﷺ کی خوشی کو پہچان جاتے''۔ (کعب بن مالک)

(۹۔۹) ''آپ ﷺ کے چہرہ مبارک پر چاند کی سی چمک تھی''۔ (ہند بن ابی ہالہ)

......☆......

۱۰۔ محمد عربی ﷺ کا چہرہ مبارک

(۱۰۔۱) براء بن عازب روایت فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ کا چہرہ مبارک بدر کی طرح گولائی لئے ہوئے تھا۔

(۱۰۔۲) حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کا چہرہ مبارک بالکل گول نہیں تھا۔ ہلکی سی گولائی لئے ہوئے تھا۔

......☆......

۱۱۔ محمد عربی ﷺ کی پیشانی مبارک

(۱۱۔۱) ہند بن ابی ہالہ کہتے ہیں کہ آپ ﷺ کی پیشانی کشادہ، ابروخمدار، باریک اور گنجان، دونوں جدا جدا۔ دونوں ابرو کے درمیان میں ایک رگ کا ابھار جو غصہ آنے پر نمایاں ہو جاتا۔

(۱۱۔۲) کعب بن مالک کے نزدیک، آپ ﷺ کی پیشانی مبارک سے مسرت جھلکتی تھی۔

......☆......

۱۲۔ رسول کریم ﷺ کی رنگت مبارک

(۱۲۔۱) حضرت انسؓ روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ ں رنگت مبارک ''نہ چونے کی طرح سفیدی۔ نہ سانولا پن، گندمی گول جس میں سفیدی غالب تھی۔''

(۱۲۔۲) حضرت علی کرم اللہ وجہہ روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ کی رنگت مبارک ''سفید سرخی مائل تھی''۔ جبکہ ابوالطفیل روایت کرتے ہیں کہ ''سفید مگر ملاحت دار''۔

(۱۲۔۳) ہند بن ابی ہالہ کہتے ہیں کہ آپ ﷺ کی رنگت مبارک سفید، چمک دار تھی''۔ اور حضرت ابوہریرہؓ کے مطابق ''گویا کہ چاندی سے بدن ڈھلا ہوا تھا''۔

......☆......

۱۳۔ رسول مقبول ﷺ کی مبارک آنکھیں

حضرت علیؓ فرماتے ہیں ''آنکھیں سیاہ۔ پلکیں دراز''۔ ہند بن ابی ہالہ روایت کرتے ہیں۔ ''آنکھوں کی پتلیاں سیاہ۔ نظریں نیچی۔ گوشہ چشم سے دیکھنے کا حیا دارانہ انداز''۔ جبکہ جابر بن سمرہ کے مطابق ''آنکھوں کے سفید حصے میں سرخ ڈورے آنکھوں کا خانہ لمبا۔ قدرتی سرمگیں۔

......☆......

۱۴۔ اللہ تعالیٰ کے پیارے نبی ﷺ کی ناک مبارک

آپ ﷺ کی ناک مبارک ''بلندی مائل، اس پر نورانی چمک۔ جس کی وجہ سے ابتدائی نظر میں بڑی معلوم ہوتی''۔ (ہند بن ابی ہالہ)

......☆......

۱۵۔ نبی کریم ﷺ کے رخسار مبارک

ہند بن ابی ہالہ کہتے ہیں کہ آپ ﷺ کے رخسار مبارک ''ہموار اور ہلکے۔ نیچے کو ذرا سا گوشت ڈھلکا ہوا''۔

......☆......

۱۶۔ نبی آخر ﷺ کا دہن مبارک

حضرت جابر بن سمرہ کے نزدیک دہن مبارک فراخ'' جبکہ ہند بن ابی ہالہ کے مطابق بہ اعتدال فراخ''۔

......☆......

۱۷۔ رسول کریم ﷺ کے دندان مبارک

حضرت ابن عباسؓ روایت فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ کے دندان مبارک باریک آبدار، سامنے کے دانتوں میں خوش نما ریخیں (لکیریں) تھیں۔ حضرت انسؓ کے قول کے مطابق ''جب آپ ﷺ تکلم فرماتے تو دانتوں سے چمک نکلتی ہوتی''۔

......☆......

۱۸۔ نبی ﷺ کی ریش یعنی داڑھی مبارک

ہند بن ابی ہالہ کا قول ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی ریش مبارک بھرپور اور بال گنجان تھے۔

۱۹۔ آپ ﷺ کی گردن مبارک

ہند بن ابی ہالہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ کی گردن مبارک پتلی لمبی۔ جیسے موتیوں کی طرح خوبصورتی سے تراشی گئی ہو۔

......☆......

۲۰۔ نبی مکرم ﷺ کا سر مبارک

''بڑا، مگر اعتدال اور مناسبت کے ساتھ'' راوی حضرت ہند بن ابی ہالہ۔

......☆......

۲۱۔ آپ ﷺ کے سر مبارک کے بال

(الف) ''قدرے خم دار'' بروایت حضرت ابو ہریرہؓ۔ نہ بالکل سیدھے تنے ہوئے۔ نہ زیادہ پیچ دار۔ قتادہؓ

(ب) ''گنجان...... کبھی کبھی کانوں کی لو تک لمبے، کبھی شانوں تک''۔ راوی حضرت براء بن عازب

(پ) مانگ......! درمیان سے نکلی ہوئی (یعنی سر مبارک کے بیچ سے نکلی ہوئی) حضرت ہند بن ابی ہالہ)

(ت) ''بدن مبارک پر بال زیادہ نہ تھے...... سینہ سے ناف تک بالوں کی باریک لکیر تھی''۔ (حضرت علیؓ۔ حضرت ہند بن ابی ہالہ

(ٹ) ''کندھوں، بازوؤں اور سینہ کے بالائی حصہ پر تھوڑے سے بال تھے'']۔ (حضرت ہند بن ابی ہالہ)

......☆......

۲۲۔ مجموعی طور پر آپ ﷺ کے بدن مبارک کا ڈھانچہ

(الف) بدن گٹھا ہوا۔ اعضاء کے جوڑوں کی ہڈیاں بڑی اور مضبوط (حضرت ہند بن ابی ہالہ)

(ب) آپ ﷺ کا بدن موٹا نہیں تھا۔ (حضرت علیؓ)

......☆......

۲۳۔ آپ ﷺ کا قد مبارک

(الف) نہ زیادہ لمبا نہ پست..... میانہ" (حضرت انسؓ)

(ب) "قامت مائل بہ درازی! ...... مجمع میں ہوں تو دوسروں سے قد نکلتا ہوا معلوم ہوتا"۔ (براء بن عازب)

(ج) "پیٹ باہر کو نکلا ہوا نہ تھا"۔ (ام معبد)

(د) "دنیوی نعمتوں سے بہرہ انداز ہونے والوں سے حضور ﷺ زیادہ تروتازہ اور توانا تھے، باوجودیکہ آپ ﷺ فقر و فاقہ سے رہتے"۔ مشہور واقعہ ہے کہ نبی اللہ ﷺ نے عمرہ کے بعد سو (۱۰۰) اونٹ بہ نفس نفیس ہانکے اور ان میں سے تریسٹھ (۶۳) کو بدست خود نحر (ذبح) کیا اور بقیہ حضرت علیؓ کے سپرد کئے۔ (المورہب اللدینہ جلد ا ص ۲۱۰)

......☆......

۲۴۔ اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ کی جسمانی قوت

ابن عمر کا قول ہے کہ "میں نے رسول اللہ ﷺ سے بڑھ کر کوئی بہادر اور زور آور نہیں دیکھا"

مکہ مکرمہ میں رُکانہ نامی ایک پہلوان تھا، جو اکھاڑوں میں کشتیاں لڑتا۔ ایک دن نبی اللہ ﷺ کسی نزدیکی (ملحقہ) وادی میں اس سے ملے اور دعوت اسلام دی۔ اس نے اسلام قبول کرنے کے لئے کوئی معیار صدق طلب کیا۔ رُکانہ کے ذوق کے پیش نظر حضور اکرم ﷺ نے کشتی کرنا پسند فرمایا۔ تین بار کشتی ہوئی اور تینوں بار نبی صادق ﷺ نے اسے پچھاڑ دیا،

شکست دی۔ اسی رُکانہ پہلوان کے بیٹے ابو جعفر محمد کی یہ روایت حاکم نے مستدرک میں بیان کی۔ اور ابوداؤد اور ترمذی نے بھی اسے پیش کیا اور بیہقی سے سعید بن مجیر کی دوسری روایت میں آتا ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے بعض دوسرے لوگوں کو بھی کشتی میں پچھاڑا یعنی شکست دی۔ جن میں ایک ابولاسود جمحی بھی ہے۔ (المواللدینہ جلد ا صفحہ ۳۔۳۰۲)

۲۵۔ آپ ﷺ کے کندھے اور سینہ مبارک

(الف) حضرت ہند بن ابی ہالہ کا قول ہے ''سینہ چوڑا۔ سینہ اور پیٹ ہموار''۔ جبکہ حضرت براء بن عازب روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ کا سینہ مبارک چوڑا تھا''۔

(ب) ''مونڈھوں کا درمیانی فاصلہ عام پیمانے سے زیادہ''۔ (حضرت ہند بن ابی ہالہ۔ حضرت براء بن عازب)

(ج) کندھوں کا درمیانی حصہ پُر گوشت۔ (حضرت علیؓ)

۲۶۔ نبی مکرم ﷺ کے بازو اور ہاتھ مبارک

(الف) کلائیاں دراز...... ہتھیلیاں فراخ...... انگلیاں موزوں حد تک دراز۔ (حضرت ہند بن ابی ہالہ)

(ب) ریشم کا دبیز یا باریک کوئی کپڑا یا کوئی اور چیز ایسی نہیں جسے میں نے چھوا ہو اور وہ حضور اکرم ﷺ کی ہتھیلیوں سے زیادہ نرم و گداز ہو۔ (حضرت انسؓ)

۲۷۔ نبی کریم ﷺ کے قدوم مبارک

(الف) پنڈلیاں پُر گوشت نہ تھیں ہلکی ہلکی سُتی ہوئی۔ (حضرت جابر بن سمرہ) اور ایڑیوں پر گوشت بہت کم۔

(ب) ہتھیلیاں اور پاؤں پُر گوشت۔ تلوے قدرے گہرے۔ قدم چکنے کہ پانی نہ ٹھہرے۔ (حضرت ہند بن ابی ہالہ)

۲۸۔ نبی آخرالزماں ﷺ کی ایک جامع لفظی تصویر

(الف) یوں تو نبی آخرالزماں ﷺ کے متعدد رفقاء نے آپ ﷺ کی شخصیت کے مرقعے (حلیہ مبارک۔تصویر) لفظوں میں پیش کئے ہیں۔جن میں سے چند اصحابہ کرام کے اقوال آپ نے پڑھے۔لیکن ام معبدؓ نے جو تصویر مرتب کی ہے اس کا جواب نہیں، وادی ہجرت کا سفر کرتے ہوئے مسافر حق ﷺ جب اپنی منزل اول (غار ثور) سے چلے تو پہلے ہی روز قوم خزاعہ کی اس نیک طبیعت بڑھیا کا خیمہ راہ میں پڑا۔حضور اکرم ﷺ اور آپ ﷺ کے ہمراہی پیاسے تھے۔ فیضان خاص تھا کہ مریل سی بھوکی بکری نے اس لمحہ وافر مقدار میں دودھ دیا۔امت کے لئے مشکلات برداشت کرنے والے نبی برحق ﷺ نے بھی پیا اور ہمراہیوں نے بھی، کچھ بچ رہا۔ام معبدؓ کے شوہر نے گھر آ کر دودھ دیکھا تو اچنبھے سے پوچھا ''یہ کہاں سے آیا''۔ام معبدؓ نے سارا ماجرہ بیان کر دیا۔

(ب) شوہر نے پوچھا اچھا تو اس قریشی نوجوان کا نقشہ تو بیان کرو۔ یہ وہی ہستی تو نہیں جس کی تمنا ہے۔اس پر ام معبدؓ نے حسین ترین الفاظ میں تصویر کھینچی۔ام معبدؓ کو نہ تو کوئی تعارف تھا۔نہ کسی طرح کا تعصب، بلکہ جو کچھ دیکھا من وعن بیان کر دیا۔اصل عربی میں دیکھنے کی چیز ہے۔(زادالمواد جلد اصفحہ ۳۰۷)۔اس کا جو ترجمہ مولف ''رحمۃ اللعلمین'' نے کیا ہے اسی کو ہم یہاں لے رہے ہیں۔

(ج) پاکیزہ رُو، کشادہ چہرہ، پسندیدہ خُو، نہ پیٹ باہر کو نکلا ہوا، نہ سر کے بال گرے ہوئے۔زیبا، صاحب جمال، آنکھیں سیاہ فراخ، بال لمبے اور گھنے، آواز میں بھاری پن، بلند گردن، روشن مردمک، سرگیں چشم، باریک و پیوستہ ابرو، سیاہ گھنگھریالے بال، خاموش وقار کے ساتھ، گویا دلبستگی لئے ہوئے، دور سے دیکھنے میں زیبندہ و دل فریب، قریب سے نہایت شریں و کمال حسین، شریں کلام، واضح الفاظ، کلام کمی و بیشی الفاظ سے معرا، تمام گفتگو موتیوں کی لڑی جیسی پروئی ہوئی، میانہ قد کہ کوتاہی نظر سے حقیر نظر نہیں آتے۔نہ طویل کہ آنکھ اس سے نفرت کرتی۔زیبندہ (زیب دنیا) نہال کی تازہ شاخ، زیبندہ منظر والا قد، رفیق

ایسے کہ ہر وقت ان کے گرد و پیش رہتے ہیں۔ جب وہ کچھ کہتے ہیں (آپ ﷺ) تو چپ چاپ سنتے ہیں۔ جب حکم دیتے ہیں تو تعمیل کیلئے جھپٹتے ہیں، مخدوم، مطاع، نہ کوتاہ سخن نہ فضول گو (زاد المعاد جلد اصفحہ ۳۰۷) (محسن انسانیت از نعیم صدیقی)

......☆......

۲۹۔ حلیہ مبارک نبی کریم ﷺ کے متعلق چند مزید واقعات

(۲۹۔الف) حضرت مولانا شاہ عبدالغنی پھولپوریؒ (اعظم گڑھ) کی تحصیل پھول پور (یو پی بھارت) نے بتایا کہ میں نے حضور اقدس ﷺ کی بارہ مرتبہ زیارت کی سعادت حاصل کی۔ ایک مرتبہ زیارت میں مجھ کو آپ ﷺ کی مبارک آنکھوں کے لال لال ڈورے بھی نظر آئے اور میں نے خواب میں عرض کیا ''یارسول اللہ ﷺ کیا میں نے (عبدالغنی نے) آج آپ ﷺ کو خوب (اچھی طرح سے) دیکھ لیا؟۔ تو حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا ''ہاں آج تو نے مجھے خوب دیکھ لیا۔ یہاں نبی مکرم ﷺ کی آنکھوں کا ذکر ہے جن میں لال لال ڈورے تھے۔ (مواعظ حسنہ نمبر ۲۴، صفحہ ۱۱ ''راہ مغفرت'' از عارف باللہ حضرت مولانا شاہ حکیم اختر صاحب سیرت النبی بعد از وصال النبی ﷺ حصہ پنجم)

(۲۹۔ب) سیدی عبدالجلیل مغربیؒ نے حضور پاک ﷺ کو خواب میں اپنے مکان کے ایک کمرے میں دیکھا کہ میرا مکان آپ ﷺ کے نور کی چہرے کی چمک سے جگمگا رہا ہے۔ دست بستہ تین مرتبہ الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ کہا اور عرض کیا کہ میں آپ کے پڑوس میں آپ ﷺ کی شفاعت کی آس لگائے بیٹھا ہوں۔ حضرت رسول اللہ ﷺ نے میرا ہاتھ پکڑا اور مسکراتے ہوئے مجھے بوسہ دیا اور فرمایا ''ہاں بخدا! ہاں بخدا!''۔ یہاں بھی نبی مکرم ﷺ کے نورانی حسن و جمال کی بات کی گئی ہے۔

(''الباقیات الصالحات'' از سید محمود کرویؒ)

(۲۹۔ج) حافظ امام سخاویؒ نے فرمایا کہ ہم سے امام طبرانیؒ نے فرمایا کہ ہم سے امام طبرانی کی ایک دعا کی بابت روایت بیان کی گئی کہ انہوں نے خواب میں حضور نبی کریم

علیہ وسلم کو اس نورانی شکل میں دیکھا جو صحیح روایات کے ذریعے ہم تک پہنچی ہے۔ تو امام طبرانیؒ نے عرض کیا۔ ''السلام علیکم یا ایھا النبی رحمۃ اللہ و برکات ، یا رسول اللہ! اللہ تعالیٰ نے مجھے چند کلمات القاء کیے ہیں جن کو میں پڑھتا ہوں''۔ فرمایا ''وہ کون سے کلمات ہیں''؟ عرض کیا اللھم لک الحمد...... آخر تک (یہ درود شریف ''سعادت الدارین'' کے حصہ اول کے صفحات ۶۶۲ تا ۶۶۳ پر دیکھا جا سکتا ہے)۔ یہ سن کر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مسکرائے یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کے دندان مبارک ظاہر ہو گئے اور دانتوں کے درمیان خلا ہے (جگہ چھوٹی ہوئی ہے) اور اس خلا سے نور نکلتا نظر آیا۔ یہاں بھی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے نورانی دندان مبارک کا ذکر ہے اور دانتوں کے درمیان خلا یعنی کافی فاصلے کا بیان ہے۔ (سیرت النبی بعد از وصال النبی صلی اللہ علیہ وسلم۔ حصہ پنجم)

(۲۹۔د) جناب علی اصغر چوہدری کو خواب میں زیارت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا شرف حاصل ہوا جو مختصر الفاظ میں یوں ہے۔ ''سقوط ڈھاکہ کے دو ماہ گزر چکے تھے۔ امت مسلمہ کو اس تباہی پر جو اپنوں ہی کے ہاتھوں وارد ہوئی تھی، دل روتا تھا، غم غلط کرنے کے لئے کثرت سے درود شریف پڑھتا تھا۔ ۲۶ فروری کو مکان میں سو رہا تھا۔ پچھلا پہر تھا کیا دیکھتا ہوں کہ پکی سڑک پر سایہ دار درخت لگے ہیں۔ چاندنی چمکی ہوئی ہے اور میرے تایا زاد بھائی میاں صوفی علی احمد صاحب نقشبندی اور میرے مرشد بھی ہیں، مجھے ایک موٹر سائیکل پر بٹھا کر روانہ ہو جاتے ہیں، تھوڑی دور جا کر ایک چھوٹی سی مسجد آ جاتی ہے اور ہم دونوں وضو کر کے مسجد میں داخل ہو جاتے ہیں، جس کی محراب میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم جلوہ افروز ہیں، بدن مبارک پر سفید لباس، جس پر کالی واسکٹ تھی، سر مبارک پر سفید عمامہ اور ریش مبارک کے سارے بال سیاہ چمکدار تھے، جبکہ کانوں کے پاس ذرا ذرا گھنگھریالے تھے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لباس مبارک سے متعلق بیان آگے صفحات میں ہے۔ جبکہ باقی حلیہ مبارک کا بیان ویسا ہی ہے جیسے پچھلے اوراق میں عینی شاہدین صحابہ کرام اور رفقاء حضرات نے بیان فرمایا۔

(۲۹۔ذ) امیر جماعت اسلامی میاں طفیل محمد فرماتے ہیں کہ میں ایف ایس سی (میڈیکل)

کا طالب علم تھا تو اس وقت میں نے ایک خواب دیکھا۔ جس نے میری زندگی کو بہت متاثر کیا اور میں زندگی کو اسلام کے لئے وقف کرنے پر مجبور ہو گیا۔ میں کپور تھلہ شہر میں اپنے چچا میاں نذیر احمد کے مکان میں رات کو سو رہا تھا کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ کوئی صاحب مکان کی ڈیوڑھی کا دروازہ زور زور سے کھٹکھٹا رہے ہیں۔ مکان کے سامنے گھروں کے درمیان کچھ جگہ خالی تھی۔ جس میں ایک بڑا نیم کا درخت تھا۔ میں نے حالت خواب میں جا کر ڈیوڑھی کا دروازہ کھولا تو دیکھا کہ نیم کے درخت کے نیچے ایک نہایت ہی مقدس صورت شخصیت کھڑی ہے۔ سر پر پگڑی، گھنی داڑھی، جس میں کوئی بال سفید ہے۔ سفید لمبا کرتا اور کوٹ اور سفید تہہ بند اور پاؤں میں دیسی قسم کا جوتا، چہرے کا رنگ انار کے دانے کی طرح سرخ و سفید ذرا لمبی ناک، نہایت خوبصورت آنکھیں اور ان کے اوپر سیاہ ابرو کے بال، پتلے پتلے ہونٹ اور ہاتھوں کی انگلیاں لمبی۔ یہ تصویر اب بھی میری آنکھوں کے سامنے ہے۔ میں دروازے سے نکل کر سیدھا ان کے پاس پہنچا تو انہوں نے کوئی بات زبان سے کہے بغیر مجھے معانقے کی شکل میں سینے سے لگا لیا اور میرے دل میں یہ بات آئی کہ یہ مجسمہ ایمان و پیکر یقیناً حضرت محمد رسول اللہ ﷺ ہیں۔ (ہفت روزہ زندگی لاہور۔ شمارہ ۴ تا ۱۰ اگست ۱۹۷۸ء بمطابق ۲۸ شعبان تا ۴ رمضان المبارک ۱۳۹۸ھ صفحہ ۱۴۔ سیرت النبی بعد از وصال النبی ﷺ۔ حصہ ہفتم۔ از محمد عبدالمجید صدیقی ایڈوکیٹ)

قارئین کرام، میاں طفیل محمد کے اس خواب سے حضور اکرم ﷺ کے حلیہ مبارک سے متعلق تقریباً تمام پہلو سامنے آجاتے ہیں۔

(۲۹۔س) حضرت امیر خسرو کا روحانی شرف: حضرت امیر خسرو، نبی مکرم ﷺ کے حلیہ یا سراپا مبارک کے بارے میں فرماتے ہیں۔

پری پیکر نگارے سرو قدّے لالہ رخسارے

سراپا آفت دل بود شب جائیکہ من بُودم

ایک نہایت حسین و جمیل محبوب، دل آویز قد، نور برساتا ہوا چہرہ۔ دلکش مکھڑے والا وہاں تھا (اس محفل میں تھا) جہاں رات میں گیا تھا"۔ (درود شریف دولتِ خوشنودی)

(۳۰) زیارت رسول مقبول ﷺ کے فیوض و برکات:

پچھلے صفحات میں آپ نے پیارے نبی ﷺ کے حلیہ یا سراپا کے متعلق پڑھا۔ کسی بھی شخصیت کے حلیے کے بارے میں جب کوئی بات کہی جاتی ہے تو سب سے پہلے چہرے کے خدوخال کے بارے میں خیالات کا اظہار کیا جاتا ہے۔

علماء کرام نے پیارے آقا احمد مجتبیٰ ﷺ کی مکمل سیرت پڑھنے اور آپ ﷺ کے ذاتی اوصاف جاننے کی اہمیت پر بہت سارے نکات بیان کئے ہیں۔ کہ ایک مسلمان کے لئے ان امور کا جاننا کیوں ضروری ہے؟ ان تمام امور پر گفتگو تو ممکن نہیں، البتہ حضور اکرم نور مجسم ﷺ کی حیات طیبہ اور سیرت مبارکہ کی جو ''گولڈن کتاب'' ہے اس کے ایک باب یعنی چہرہ مصطفیٰ کے تعلق سے چند نکات کی روشنی میں جانا جا سکتا ہے کہ علماء نے رخ انور سے متعلق آگاہی کی کیا اہمیت بیان کی ہے یعنی رخ انور سے متعلق جاننا کیوں ضروری ہے۔

(۳۰۔۱) پہلی وجہ یہ ہے کہ حضور اقدس ﷺ پر ایمان لانا اس بات کا تقاضہ کرتا ہے کہ آپ ﷺ کے فضائل و کمالات ہمیں معلوم ہوں تا کہ انہیں جان کر ہمارا ایمان تازہ ہو (سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ ص۔۲)

(۳۰۔۲) دوسری وجہ: اللہ تبارک تعالیٰ نے رسول اکرم ﷺ سے محبت رکھنے کو ہمارے لئے ضروری قرار دیا ہے۔ پارہ (۱۰) سورۃ التوبہ آیت ۲۴ میں بطور خاص ان چیزوں کا ذکر کرتے ہوئے کہ جن سے انسان عام طور پر زیادہ محبت رکھتا ہے فرمایا گیا کہ اپنے والدین اولاد، بھائی بہن، بیویاں یا عورتیں، قبیلہ، کمائے ہوئے اموال، وہ سودے جن کے نقصان کا ہمیں ڈر رہتا ہے اور پسندیدہ مکانات ان سب چیزوں سے بڑھ کر حضور اکرم ﷺ سے محبت کرنی ہے، اس کے بغیر کوئی چارہ (دوسرا راستہ) نہیں۔

(۳۰۔۳) تیسری وجہ: زیادہ معرفت، محبت کے زیادہ ہونے کا سبب ہوتا ہے۔ صحابہ کرام حضور اکرم ﷺ سے سب سے زیادہ محبت کرنے والے تھے۔ اس لئے کہ وہ حضور اکرم ﷺ کے احوال کے عینی شاہد تھے اور صحابہ کرام ان میں سے جو حضور اکرم ﷺ سے جتنا زیادہ

قریب تر ہوتے تھے آپ ﷺ کو اتنا ہی زیادہ جاننے والے تھے اور ان کی محبت بھی حضور اکرم سے سب سے بڑھ کر ہوا کرتی تھی۔ جیسا کہ حضرت صدیق اکبرؓ سب سے بڑھ کر محبت کرنے والے تھے کیونکہ وہ آپ ﷺ کی سب سے زیادہ معرفت رکھتے تھے۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے نبی کریم ﷺ سے عرض کیا کہ مجھے آپ کی دنیا سے تین چیزیں محبوب ہیں۔ آپ کے سامنے بیٹھنا (یعنی آپ کو دیکھتے رہنا) آپ پر (مال) خرچ کرنا۔ آپ پر درود شریف ورد کرنا۔ سرور کونین ﷺ نے فرمایا جس پر کوئی مصیبت آئے یا حاجت ہو تو کثرت سے درود پڑھے رنج وغم دور کرتا ہے اور رزق بڑھاتا ہے۔ (دولت خوشنودی صفحہ ۱۰۴)

(۳۰۔۴) چوتھی وجہ: حضور اکرم ﷺ کے چہرہ انور اور حلیہ مبارک کے اوصاف سے آگاہی کا ایک فائدہ علماء کرام نے یہ بیان کیا کہ جس آقا و مولا ﷺ سے ہم محبت کرتے ہیں ان کے بارے میں ہمیں زیادہ سے زیادہ معلومات ہونی چاہئیں تا کہ ان کی سیرت اور صورت ہمارے قلب پر نقش رہے۔

(۳۰۔۵) پانچویں وجہ:۔ حضور نبی کریم ﷺ پر ایمان لانا مسلمان ہونے کے لئے لازمی شرط ہے اور اس ایمان کے کامل ہونے کی ایک شرط علماء نے یہ بیان کی ہے کہ ہر مسلمان پر واجب ہے کہ وہ یہ اعتقاد رکھے کہ اللہ تعالیٰ نے رسول اکرم ﷺ کو سب سے بہتر سیرت، سب سے بہتر خلقت یعنی بناوٹ، سب سے بڑھ کر (اچھی) صورت اور سب سے بڑھ کر حسن و جمال اور علو (بلندی) وکمال سے نوازا ہے۔ امام ابو بوصیری علیہ رحمۃ اللہ قصیدہ بردہ میں فرماتے ہیں۔

فھو الذی تم معناہ و صو رتہ

ثم اصطفاہ حبیباً باری النسم

یعنی حضور اکرم ﷺ وہ ہستی ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے باطن اور ظاہری صورت دونوں کو انتہائے کمال عطا کیا اور اللہ تعالیٰ نے ان کو اپنا حبیب بنایا۔

(۳۰۔۶) چھٹی وجہ:۔ رسول اکرم نور مجسم ﷺ کے حلیہ مبارک کی باتیں آگے بڑھانا، حضرات صحابہ کرام علیہم الرضوان کا وہ بامقصد کام تھا جو وہ بہت اہتمام کے ساتھ انجام دیتے

تھے۔لہٰذا ہم میں سے جو رسول اکرم ﷺ کے حلیہ مبارک اور آپ ﷺ کی صورت وسیرت سے متعلق جو مستند باتیں جانتا ہے اسے آگے بڑھانا دوسروں تک پہنچانا، صحابہ کرام کی سنت کو زندہ کرنے کے مترادف ہے۔طبقات کبریٰ میں حضرت ابو ہریرہؓ کے بارے میں امام محمد بن سعید میّب سے منقول ہے کہ حضرت ابو ہریرہؓ کا معمول تھا کہ جب کسی ایسے شخص سے ملاقات ہوتی، جس نے رسول اکرم ﷺ کا دیدار نہ کیا ہوتا تو فرماتے آؤ میں تمہیں حضور اکرم ﷺ کا حلیہ بتاتا ہوں۔ راوی نے اس کے بعد وہ الفاظ بھی بیان کئے ہیں جو حضرت ابو ہریرہؓ سے حلیہ مبارک کے تعلق سے منقول ہوئے۔(طبقات ابن سع ۱/۸۱۴)

(۳۰۔۷) ساتویں وجہ:۔حلیہ مبارک سے متعلق جتنی زیادہ واقفیت ہوگی، اسی قدر شوقِ زیارت اور تمنائے دیدار میں اضافہ ہوگا اور جس پر حضور ﷺ خواب میں یا زہے نصیب بیداری کے عالم میں کرم فرمادیں۔اس کا تو بیڑا ہی پار ہے۔

قسمت میں لاکھ پیچ ہوں سو بل ہزار کج
یہ ساری گتھی اک تیری سیدھی نظر کی ہے
(حدائق بخشش ص ۲۲۷)

جنت نہ دیں، نہ دیں، تیری رویت ہو خیر سے
اس گل کے آگے کس کو ہوس برگ و بر کی ہے

(چہرہ مصطفیٰ ﷺ۔ازابو محمد مفتی علی اصغر عطاری مدنی۔نوائے وقت جمعہ ایڈیشن۔۷ اپریل ۲۰۱۷ء)

(۳۱) فیوض و برکات چہرہ مصطفیٰ ﷺ۔چند مثالیں:

اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب ﷺ کے چہرہ منور کو جہاں حسن و جمال کا بے مثل و بے مثال شاہکار بنایا وہیں رخ مصطفیٰ ﷺ کو معجزہ بھی بنایا۔

(۳۱۔۱) صحابی رسول حضرت عبداللہ بن رواحہؓ اپنے ایک شعر میں فرماتے ہیں ''رسول اللہ ﷺ اگر آپ ﷺ کے ذریعے دیگر معجزات ظاہر نہ بھی ہوئے ہوتے تب بھی آپ ﷺ کا

رخ انور ہی سچائی کی خبر دینے کے لئے کافی ہے۔

(۳۱۔۲) ترمذی شریف میں ہے۔ حضرت عبداللہ بن سلامؓ (جو یہودیوں کے بہت بڑے عالم دین تھے) فرماتے ہیں کہ ''جب حضور سید عالم ﷺ مدینہ منورہ میں تشریف لائے تو لوگ کام کاج چھوڑ کر آپ ﷺ کو دیکھنے آ رہے تھے۔ میں بھی آیا۔ تو جب میں نے آپ ﷺ کا چہرہ مبارک دیکھا تو جان لیا کہ یہ کسی جھوٹے کا چہرہ نہیں ہو سکتا لہٰذا آپ ﷺ کو دیکھتے ہی مسلمان ہو گیا۔ آپ ﷺ اس وقت لوگوں سے کلام فرما رہے تھے۔ آپ ﷺ کا پہلا کلام جو میں نے سنا، وہ یہ تھا کہ ارشاد فرمایا ''اے لوگو! سلام کو عام کرو اور صلہ رحمی یعنی اپنوں سے محبت کرو، بھوکوں کو کھانا کھلاؤ اور رات کی تنہائی میں جب لوگ سو رہے ہوں تو اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو تو امن سے جنت میں داخل ہو جاؤ گے''۔ سبحان اللہ ایک یہودی عالم دین ہمارے پیارے نبی ﷺ کا صرف چہرہ مبارک دیکھ کر مسلمان ہو گیا۔

(۳۱۔۳) تمام ہی کتب سیرت میں ابن اسحاق سے منقول ایک واقعہ کچھ یوں ملتا ہے۔ جب واقعہ طائف پیش آیا تو حضور نبی کریم رحمۃ للعالمین ﷺ ایک باغ میں رکے، باغ کے مالک کے دو بیٹے عتبہ اور شیبہ تھے۔ ان کے دل میں رحم داخل ہوا۔ انہوں نے اپنے غلام سے کہا کہ انگوروں کا ایک خوشہ توڑ کر انہیں (آپ ﷺ) کو دے دو۔ یہ غلام نصرانی تھا اور اس کا نام عداس تھا۔ ایک طشت میں انگور رکھ کر لے آیا، سرکار دو عالم ﷺ نے جب بسم اللہ پڑھ کر کھانا چاہا تو عداس نے آپ ﷺ کے چہرہ انور کی طرف دیکھنا شروع کیا۔ عرض گزار ہوا کہ ''اس سرزمین پر تو بسم اللہ پڑھ کر لوگ نہیں کھاتے۔ سرکار دو عالم ﷺ نے پوچھا، تو کس سرزمین سے ہے؟ اور تیرا دین کیا ہے؟''۔ عرض کی میں نینوی (نینوا) سے تعلق رکھتا ہوں اور نصرانی ہوں۔ سرکار دو عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ حضرت یونس بن متی علیہ السلام کے شہر سے ہو؟ غلام کہنے لگا آپ حضرت یونس علیہ السلام کو کیسے جانتے ہیں؟ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا ''وہ میرے بھائی ہیں، وہ بھی نبی تھے اور میں بھی نبی ہوں۔ یہ سن کر عداس نے آپ ﷺ کے ہاتھ اور پاؤں چوم لیے۔ مالکوں نے غلام کو ڈانٹا۔ لیکن اس نے کہا بے شک روئے زمین پر آپ ﷺ سے بڑھ کر کوئی بہتر نہیں ہے۔ امام ابن حجر عسقلانی ''الاصابہ''

میں لکھا کہ اس کے بعد غلام یعنی عداس کلمہ شہادت پڑھ کر مسلمان ہو جاتا ہے۔

(۳۱۔۴) حضرات صحابہ کرام کے لئے یہ ایک عظیم برکت تھی کہ وہ چہرہ مصطفیٰ ﷺ کی زیارت کرلیا کرتے تھے اور اس وقت وہ کیف و سرور انہیں حاصل ہوتا جس کا بیان نہیں ہو سکتا۔ امام حاکم نے مستدرک میں اور امام احمد بن حنبلؒ نے اپنی مسند میں حضرت ابو ہریرہؓ کا ایک قول بیان فرمایا ہے جس میں وہ اپنی ان کیفیات کو بیان کرتے ہیں جو رسول اکرم نُورِ مجسم ﷺ کے چہرہ انور کو دیکھ کر پیدا ہوتی تھیں، ساتھ ہی ساتھ اس روایت میں بارگاہ رسالت میں کئے گئے ایک سوال اور اس کے جواب کا بھی ذکر ہے۔ چنانچہ حضرت ابو ہریرہؓ پر حضور انور ﷺ کا چہرہ مبارک دیکھ کر جو کیفیت گزرتی تھی وہ خود روایت کرتے ہیں کہ میں بارگاہ نبوی میں عرض گزار ہوا، جب میں آپ ﷺ کی زیارت سے مستفید ہوتا ہوں تو تمام غم بھول جاتا ہوں اور دل خوشی سے جھوم اٹھتا ہے۔ آنکھیں ٹھنڈی ہو جاتی ہیں۔ یا رسول اللہ ﷺ تمام اشیاء کائنات کی تخلیق کے بارے میں آگاہ فرمایئے''۔ حضور ﷺ نے فرمایا ''اللہ تعالیٰ نے ہر شے کی تخلیق پانی سے کی ہے''۔

خلاصہ یہ کہ سرکار آئے ہیں جان جہاں ہو کر
ترے دستِ عطا نے دولتیں دیں دل ٹھنڈے کئے

(۳۱۔۵) چہرانور کی برکات میں سے ایک واقعہ امام ابن عساکر نے اپنی کتاب تاریخ دمشق اور امام سیوطی نے جامع صغیر میں یہ روایت نقل کی کہ حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں ''میں اندر بیٹھی کچھ سی رہی تھی، میرے ہاتھ سے سوئی گر گئی، ہر چند تلاش کی مگر اندھیرے کے سبب سے نہ ملی۔ پس حضور مہتاب عالم ﷺ تشریف لے آئے تو آپ ﷺ کے رخ انور کی روشنی سے سارا کمرہ روشن ہو گیا اور سوئی چمکنے لگی تو مجھے اس کا پتہ چل گیا۔

(۳۱۔۶) امام بیہقیؒ کی کتاب دلائل النبوہ میں ہے کہ جب حضور اکرم ﷺ خوش ہوتے تو آپ ﷺ کا چہرہ مبارک مثل آئینہ ہو جاتا تھا اور آس پاس کی دیواریں آپ ﷺ کے چہرہ مبارک میں نظر آتی تھیں۔ اس روایت کی شرح بیان کرتے ہوئے ملا علی قاریؒ جمع الوسائل میں لکھتے ہیں کہ جس طرح اشیاء صاف آئینہ میں نظر آتی ہیں، حضور اکرم ﷺ جب خود

ہوتے تو چہرہ انور پر اتنا نور آتا کہ آس پاس کی دیواریں اس پر نظر آتی تھیں۔
(برکات چہرہ مصطفیٰ ﷺ از ابو محمد، مفتی علی اصغر، عطاری مدنی۔نوائے وقت جمعہ ایڈیشن ۵ مئی ۲۰۱۷ء)

(۳۱۔۷) محمد مصطفیٰ ﷺ کے وصال ظاہری کے بعد تابعین اور تبع تابعین اور ان کے بعد آنے والوں کے عالم خواب یا حالت بیداری میں پیارے نبی ﷺ کی زیارت نبی کریم ﷺ کے حسن و جمال کی تعریف اسی طرح کی جس طرح آپ ﷺ سے آپ ﷺ کی حیات طیبہ میں ملاقات کرنے والے حضور نبی کریم ﷺ کے چہرہ مبارک کے حسن و جمال کے معترف تھے۔

(۳۱۔۸) عالم خواب یا عالم بیداری میں زیارت رسول مقبول ﷺ کرنے والوں میں زیادہ تر تعداد ایسے صالحین، اولیاء کرام، شیوخ و مشائخ کی ہوتی تھی اور آج بھی ہے جو دین اسلام کے احکامات شریعت پر بھرپور عمل پیرا تھے یا آج بھی صحابہ کرام کی طرز زندگی اپنائے ہوئے ہیں۔ مالی قولی اور بدنی عبادات کے علاوہ حضور اکرم ﷺ کی مقدس ذات پر کثرت سے درود شریف کا ورد کرتے ہیں۔ ایسے حضرات کو موجودہ دور میں حضور نبی کریم ﷺ کی زیارت ایسے ہی نصیب ہوتی ہے جیسے صحابہ کرام آپ ﷺ کی طبعی زندگی میں آپ ﷺ کی محافل میں شریک ہوا کرتے تھے۔ اسی لئے تمام جہانوں کے راہ نما نبی ﷺ نے فرمایا ”جس نے خواب میں مجھے دیکھا، اس نے مجھے ہی دیکھا کیونکہ شیطان میری صورت اختیار نہیں کر سکتا۔ ایک اور حدیث مبارکہ کا مفہوم ہے جس نے مجھے خواب میں دیکھا وہ مجھے عالم بیداری میں بھی دیکھے گا اور جس نے مجھے حالت بیداری میں دیکھا اس کے لئے میری شفاعت واجب ہوگئی یا میں اس کی شفاعت بروز قیامت کروں گا۔

(۳۱۔۹) اس کے علاوہ اور بھی بہت سارے فیوض و برکات ہیں۔ آپ ﷺ قیامت تک کے لئے پیشوائے انسانیت ہیں۔ اس کے یہ معنی ہیں کہ نبی مکرم ﷺ کی ہر قوت قیامت تک کارفرما رہے گی جیسے آپ ﷺ کی ہر قوت آپ کی حیات طیبہ میں کارفرما تھی۔ نبی آخر ﷺ کا جلال و جمال بھی قیامت تک کارفرما رہے گا۔ آپ ﷺ قیامت تک کے لئے مجاہد، مبلغ،

مصلح اور رحمۃ اللعالمین ہیں۔ بلکہ اس سے بھی آگے بہت دور تک۔ نبی محترم ﷺ کی شخصیت مبارک ہم میں موجود ہو یا نہ ہو، آپ ﷺ کا فیض روحانی آپ ﷺ کے وجود یا وجود ہی کی طرح زندگی کے ہر میدان میں کافرما رہتا ہے۔ یہ الگ بات ہے کہ ہماری روحانیت اس قدر لطیف نہیں کہ اپنے زندہ رسول ﷺ کے زندگی بخش فیوض کے عمل دخل کو محسوس کر سکیں۔ اگر کوئی اندھا سورج کو محسوس نہیں کرتا تو اس سے سورج کی عدم موجودگی تو ثابت نہیں ہوتی۔ سوال صرف روحانی مناسبت کا ہے۔ جہاں کوئی روح مناسب قابلیت حاصل کر لیتی ہے اس پر اسی وقت بلا تاخیر حضرت رسول اللہ ﷺ کے فیض روحانی کا آفتاب طلوع ہو جاتا ہے اور اسی وقت وہ امتی محسوس کر لیتا ہے۔ کہ ہمارے نبی ﷺ زندہ ہیں۔ آپ ﷺ بہ نفس نفیس (ہر قسم کا) جہاد فرما رہے ہیں۔ تبلیغ دین فرما رہے ہیں بھولے ہوؤں کو راستے بتا رہے ہیں اور گرتے ہوئے خطا کاروں، گناہ گاروں کو تھام بھی رہے ہیں۔

۳۲۔ نبی عربی ﷺ کا لباس مبارک

انسان کی شخصیت کا واضح اظہار اس کے لباس سے بھی ہوتا ہے۔ اس کی وضع قطع قصر وطول، رنگت معیار زندگی، صفائی اور ایسے ہی مختلف پہلو بتا دیتے ہیں کہ کسی لباس میں ملبوس شخصیت کس ذہن و کردار کی حامل ہے۔ نبی کریم ﷺ کے لباس کے بارے میں آپ ﷺ کے رفقاء نے جو معلومات فراہم کی ہیں وہ بڑی حد تک نبی اللہ کے ذوق کو نمایاں کرتی ہیں۔ پیارے نبی ﷺ نے لباس کے معاملے میں درحقیقت اس آیت قرآنی کی عملی شرح پیش فرمائی جس میں کہا گیا ہے کہ:

یٰبنی آدم قد انزلنا علیکم لباساً یواری سواتکم وریشاط و لباس التقویٰ لا ذالک خیر" (اعراف: ۲۶)

اے اولاد آدم بے شک ہم نے تمہاری طرف ایک لباس وہ اتارا کہ تمہاری شرم کی چیزیں چھپائے اور ایک وہ کہ تمہاری آرائش ہو۔ اور پرہیزگاری کا لباس وہ سب سے بھلا۔

(۳۲۔ب) لباس کا دوسرا پہلو ہے سرابیل تقیکم الطرو سرابیل تقیکم باسکم تمہیں گرمی سے بچانے اور جنگ میں محفوظ رکھنے کے لئے قمیض اور زرہیں فراہم کیں۔(النحل) کے الفاظ میں بیان ہوا ہے۔

(۳۲۔ج) سو حضور نبی کریم کا لباس ساتر (چھپانے والا پردہ ڈالنے والا) زینت بخش تھا اور بایں ہمہ لباس تقویٰ تھا۔اس میں ضرورت کا بھی لحاظ تھا۔وہ چند کپڑے اخلاقی اصولوں کی پابندی کا مظہر بھی تھا اور ذوق سلیم کا ترجمان بھی۔حضور اکرم ﷺ کو کبرو ریا سے بُعد تھا۔اور ٹھاٹھ باٹھ سے رہنا پسند نہ تھا۔فرمایا انما انا عبد" الیس کما یلبس العبد (المواہب اللدینہ ج ا ص ۳۲۸)

(ترجمہ) میں تو بس اللہ کا ایک بندہ ہوں اور بندوں کی طرح لباس پہنتا ہوں۔ریشم۔دیبا اور حریر کو مردوں کے لئے آپ ﷺ نے حرام قرار دیا۔ایک مرتبہ تحفہ میں آئی ہوئی ریشمی قبا پہنی اور پھر فوراً اضراب کے عالم میں اتار کر پھینک دی۔(مشکوٰۃ) تہہ بند، قمیض اور عمامہ کی لمبائی چونکہ علامت کبر تھی اور یہ طریقہ لباس متکبرین میں رائج تھا اس لئے اس سے سنت تنفر (نفرت) تھا (بہت سی روایات ہیں۔مثلاً حضرت سالم کی روایت اپنے والد سے، مندرجہ ابوداؤد، نسائی، ابن ماجہ، لباس شہرت پر وعید از ابن عمر، مندرجہ ترمذی، احمد، ابوداؤد، ابن ماجہ)۔دوسری قوموں خصوصاً مذہبی طبقوں کے مخصوص فیشنوں کی تقلید اور نقالی کو بھی حضور نبی کریم ﷺ نے ممنوع ٹھہرایا (مثلاً روایت ابن عمر مندرجہ احمد وابوداؤد) تاکہ امت میں اپنی خودی اور وعزت نفس برقرار رہے۔نیز فیشن اور لباس کی تقلید نظریات و کردار کی تقلید پیدا کرنے کا سبب نہ بن سکے۔آج ہم یورپ کے لباس کی تقلید کر کے ان کے نظریات و کردار کی بھی تقلید کر رہے ہیں)۔حضور اکرم ﷺ نے اسلامی تہذیب کے تحت فیشن آداب اور ثقافت کا ایک نیا ذوق پیدا کر دیا۔لباس میں موسمی تحفظ، ستر، سادگی نظافت ونفاست اور وقار کا حضور اکرم ﷺ کو خاص خیال تھا۔اگر ہم حضور نبی کریم ﷺ کے لباس کو وقت کے تمدنی دور، عرب کی موسمی اور جغرافیائی تمدنی ضروریات و مروجات کے نقشے میں رکھ کر دیکھیں تو وہ بڑے معیاری ذوق کا آئینہ دار ہے۔آیئے حضور ﷺ کے لباس مبارک پر ایک نگاہ ڈالیں۔

(ماخذ کے طور پر زیادہ تر شمائل ترمذی، زاد المعاد اور المواہب اللدینہ سامنے ہیں)۔

(۳۲۔۱) کرتا اور قمیض :

آپ ﷺ کو کرتا اور قمیض کا پہننا بہت پسند تھا۔ کرتے کی آستین نہ تنگ رکھتے نہ زیدہ کھلی۔ درمیانی ساخت پسند تھی۔ آستین کلائی اور ہاتھ کے جوڑ تک پہنچتی۔ سفر خصوصاً جہاد کے لئے جو کرتا پہنتے اس کے دامن اور آستین کا طول ذرا کم ہوتا۔ قمیض کا گریبان سینہ پر ہوتا جسے کبھی کبھار (موسم، تقاضے سے) کھلا بھی رکھتے اور اسی حالت میں نماز پڑھتے۔ کرتا پہنتے ہوئے سیدھا ہاتھ ڈالتے، پھر الٹا۔ رفیقوں کو اسی کی تعلیم دیتے۔ داہنے ہاتھ کی فوقیت اور اچھے کاموں کے لئے داہنے ہاتھ کا استعمال حضور ﷺ کی سکھائی ہوئی اسلامی ثقافت کا ایک اہم عنصر ہے۔

(۳۲۔۲) تہہ بند یا لُنگی :

آپ ﷺ نے عمر بھر تہہ بند یعنی لنگی کا استعمال فرمایا جسے ناف سے ذرا نیچے باندھتے اور نصف ساق (ٹخنوں سے ذرا اونچا) تک سامنے کا حصہ قدرے زیادہ جھکا رہتا۔

(۳۲۔۳) پاجامہ (سراویل)

پاجامہ (سراویل) دیکھا تو پسند فرمایا۔ آپ ﷺ کے صحابی پہنتے تھے ایک بار خود خرید فرمایا (اختلاف ہے کہ پہنا یا نہیں) اور وہ آپ ﷺ کے ترکہ میں موجود تھا۔ آپ ﷺ نے بازار سے خود خریدا، اور گھر لے کر چلے تو حضرت ابو ہریرہؓ نے بڑے تعجب سے پوچھا کہ آپ اسے پہنئے گا؟ جواب میں فرمایا ہاں پہنوں گا۔ سفر میں بھی۔ حضر میں بھی، دن کو بھی رات کو بھی۔ کیونکہ مجھے حفظِ ستر کا حکم دیا گیا ہے اور اس سے زیادہ ستر پوش لباس کوئی اور نہیں۔ (المواہب اللدینہ)

(۳۲۔۴) آپ ﷺ کا لباس۔ عمامہ شریف :

عمامہ شریف کو عرف عام میں پگڑی بھی کہا جاتا ہے۔ آپ ﷺ کو سر پر عمامہ

شریف باندھنا پسند خاص تھا۔ نہ بہت بھاری ہوتا تھا نہ چھوٹا۔ ایک روایت کے لحاظ سے (سات) گز لمبائی ہوتی تھی۔ عمامہ شریف کا شملہ بالشت بھر ضرور چھوڑتے جو پیچھے کی جانب دونوں شانوں کے درمیان اُڑس لیتے۔ تمازت آفتاب سے بچنے کے لئے شملہ کو پھیلا کر سر پر ڈال لیتے۔ اسی طرح موسمی حالات تقاضہ کرتے تو آخری بَل ٹھوڑی کے نیچے سے لے کر گردن کے گرد لپیٹ بھی لیتے۔ کبھی عمامہ نہ ہوتا تو کپڑے کی ایک دھجی (رومال) پٹی کی طرح سر سے باندھ لیتے۔ بربنائے نظافت (پاکیزگی) عمامہ کو تیل کی چکنائی سے بچانے کے لئے ایک کپڑا (عربی نام قناع) بالوں پر استعمال فرماتے، جیسے کہ آج کل بھی بعض لوگ ٹوپیوں کے اندر کاغذ یا سلولائیڈ کا ٹکڑا رکھ لیتے ہیں۔ یہ دھجی چکنی تو ہو جاتی مگر نظافت کا حال یہ تھا کہ (روایات میں تصریح ہے) اسے میلا اور گندہ نہ ہونے دیا۔ سفید کے علاوہ مٹیالہ، خاکستری مائل یا شکتری رنگ کا عمامہ بھی باندھا ہے۔ اور فتح مکہ کے موقع پر سیاہ بھی استعمال فرمایا۔ عمامہ کے نیچے کپڑے کی ٹوپی بھی استعمال میں رہی ہے اور اسے پسند فرمایا۔ نیز روایات کے بموجب عمامہ کے ساتھ ٹوپی کا یہ استعمال گویا اسلامی ثقافت کا مخصوص طرز تھا اور اسے آپ ﷺ نے مشرکین کے مقابلے پر امتیازی فیشن قرار دیا۔ (اپنی اور قوم کی پہچان کے لئے)

(۳۲۔۵) عمامہ شریف کے علاوہ کبھی خالی سفید ٹوپی بھی اوڑھتے۔ گھر میں اوڑھنے کی ٹوپی سر سے چپٹی ہوتی۔ سفر پر نکلتے تو اٹھی ہوئی باڑ دار ٹوپی استعمال فرماتے۔ سوزنی نما سلے ہوئے کپڑے کی دبیز ٹوپی بھی پہنی ہے۔

(۳۲۔۶) اوڑھنے کی چادر چار گز لمبی سوا دو گز (۲۔۱/۴) گز چوڑی ہوتی تھی۔ کبھی لپیٹ لیتے کبھی ایک پلو سیدھے بغل سے نکال کر الٹے کندھے پر ڈال لیتے۔ یہی چادر کبھی کبھار بیٹھے ہوئے ٹانگوں کے گرد لپیٹ لیتے اور بعض مواقع پر اسے تہہ کر کے تکیہ بھی بنا لیتے۔ معزز ملاقاتیوں کی تواضع کے لئے چادر اتار کر بچھا بھی دیتے۔ یمن کی چادر جسے جبرہ کہا جاتا تھا، بہت پسند تھی، اس میں سرخ یا سبز دھاریاں ہوتی تھیں۔ ایک مرتبہ حضور ﷺ کے لئے سیاہ چادر (غالباً بالوں کی) بھی بنوائی گئی اسے اوڑھا تو پسینے کی وجہ سے بدبو دینے لگی۔ چنانچہ

نظافت کی وجہ سے پھر اسے نہیں اوڑھا۔

(۳۲۔۷) نیا کپڑا اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء اور شکر کرنے پر بالعموم جمعہ کے روز پہنتے۔ فاضل جوڑے بنوا کر نہیں رکھتے تھے۔ کپڑوں میں پیوند لگاتے تھے۔ ان کی مرمت خود ہی فرماتے، احتیاطاً گھر میں دیکھ لیتے کہ مجمع میں بیٹھنے کی وجہ سے کوئی جوئں وغیرہ نہ آگھسی ہو۔

(۳۲۔۸) جہاں ایک طرف فقر وسادگی کی وہ شان تھی وہاں دوسری طرف آپ ﷺ کو رہبانیت کا سدباب بھی کرنا تھا اور اس اصول کا مظاہرہ بھی مطلوب تھا کہ اللہ تعالیٰ کو یہ بات پسند ہے کہ اس کی عطا کردہ نعمت (رزق) کا اثر اس کے بندے سے عیاں ہو (عن عمرا بن شعیب عن ابیہ۔ ترمذی وعن ابی احرض عن ابیہ۔ نسائی)، سو حضور ﷺ کبھی کبھار اچھا لباس بھی زیب بدن فرمایا، آپ ﷺ کا مسلک اعتدال تھا اور انتہا پسندی سے امت کو بچانا مقصود تھا۔ چنانچہ تنگ آستین کا رومی جبہ بھی پہنا (بخاری ومسلم) سرخ دھاری کا جوڑا بھی زیب تن کیا۔ طیلسانی قسم کا کسروانی کا جُبہ بھی کبھی پہنا۔ (المواھب اللدینہ) (بارروایت اسماء بنت ابی بکر۔ مسلم) اس جُبہ کے گریبان کے ساتھ ریشمی گوٹ لگی تھی۔ ایک بار ۱۲۷ اونٹنیوں کے بدلے میں ایک قیمتی جوڑا خرید فرمایا اور پہنا اور اس کے ساتھ نماز ادا کی۔ یہ تفصیر تھی اس قول کی کہ پوچھو کون ہے اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ زینت کو حرام کرنے والا۔ بس یہ ہے معمول عام کہ سادگی اور صرف سادگی تھی۔

(۳۲۔۹) کپڑوں کے رنگ کا چناؤ:

کپڑوں کے لئے سب سے بڑھ کر سفید رنگ مرغوب تھا۔ فرمایا ''حق یہ ہے کہ تمہارے لئے مسجدوں میں بھی اللہ کے سامنے جانے کا بہترین لباس سفید لباس ہے (ابو داؤد۔ ابن ماجہ) سفید کپڑے پہنا کرو اور سفید ہی کپڑے سے اپنے مُردوں کو کفن دو۔ کیونکہ یہ زیادہ پاکیزہ اور پسندیدہ ہیں۔ (عن سمرہ (احمد) ترمذی۔ نسائی، ابن ماجہ)

سفید کے بعد سبز رنگ بھی پسندیدہ تھا۔ لیکن بالعموم اس شکل میں کہ ہلکی سبز دھاریاں ہوں۔ لیکن خالص شوخ رنگ بہت ہی ناپسند فرمائے۔ لباس کے علاوہ بھی اس

کے استعمال کو بعض صورتوں میں ممنوع فرمایا، لیکن ہلکے سرخ رنگ کی دھاریوں والے کپڑے آپ ﷺ پہنتے، ہلکا زرد (مٹیالہ یا شتری) رنگ بھی لباس میں دیکھا گیا۔

(۳۲۔۱۰) آپ ﷺ کے نعلین مبارک:

حضور اکرم ﷺ کے نعلین مبارک یا جوتا مروجہ عربی تمدن کے مطابق چپل یا کھڑاؤں کی سی شکل کا تھا۔ جس کے دو تسمے تھے۔ ایک تسمہ انگوٹھے اور ساتھ والی انگلی کے درمیان رہتا اور دوسرا چھنگلیا اور اس کے ساتھ والی انگلی کے بیچ میں۔ آپ ﷺ کے جوتے یعنی نعلین مبارک پر بال نہ ہوتے تھے۔ جیسے کہ معمولی ذوق کے لوگوں کے جوتوں پر ہوتے تھے۔ نعلین یا جوتا ایک بالشت دو انگل لمبا تھا۔ تلوے کے پاس سے سات انگل چوڑا اور دونوں تسموں کے درمیان پنجے پر سے دو انگل کا فاصلہ تھا۔ کبھی کھڑے ہو کر پہنتے اور کبھی بیٹھ کر پہنتے ہوئے پہلے دایاں پاؤں ڈالتے پھر بایاں پاؤں ڈالتے اور اتارتے ہوئے پہلے بایاں پاؤں نکالے پھر دایاں پاؤں۔ (یہی سنت نبوی ﷺ ہے۔ اس لئے آپ کے طریقے یعنی ہر سنت اپنانے کی ضرورت ہے)

(۳۲۔۱۱) آپ ﷺ کے موزے اور جرابیں:

جرابیں اور موزے بھی آپ ﷺ کے استعمال میں رہے۔ سادہ اور معمولی بھی اور اعلیٰ قسم کے بھی۔ شاہ نجاشی نے سیاہ رنگ کے موزے بطور تحفہ بھیجے۔ انہیں پہن لیا اور ان پر مسح فرمایا۔ اسی طرح وحیہ کلبی نے بھی موزے تحفہ میں پیش کئے تھے ان کو آپ ﷺ نے پھٹنے تک استعمال فرمایا۔

(۳۲۔۱۲) انگشتری یا انگوٹھی کا استعمال:

آپ ﷺ نے چاندی کی انگوٹھی بھی استعمال فرمائی، جس میں کبھی چاندی کا نگینہ ہوتا تھا، کبھی حبشی پتھر کا۔ روایات میں آتا ہے کہ لوہے کی انگوٹھی پر چاندی کا پتر یا پالش چڑھا ہوا تھا۔ دوسری طرف یہ واضح رہے کہ لوہے کی انگوٹھی (اور زیور) سے آپ ﷺ نے

کراہت فرمائی۔ انگوٹھی بالعموم داہنے ہی ہاتھ میں پہنی۔ کبھی کبھار بائیں میں بھی۔ درمیانی اور شہادت کی انگلی میں نہ پہنتے۔ چھنگلیا میں پہننا پسند تھا۔ نگینہ اوپر کی طرف رکھنے کے بجائے ہتھیلی کی طرف رکھتے۔ انگوٹھی پر "محمد رسول اللہ" کے الفاظ ترتیب وار نیچے سے اوپر کو تین سطروں میں کندہ تھے۔ اس سے حضور اکرم ﷺ خطوط پر مہر لگاتے تھے۔ محققین کی یہ رائے قرین صحت ہے کہ انگوٹھی مہر کی ضرورت سے بنوائی تھی اور سیاسی منصب کی وجہ سے اس کا استعمال ضروری تھا۔

(۳۴) نبی زماں ﷺ کی وضع قطع اور آرائش:

نبی محترم ﷺ اپنے بال بہت سلیقے سے رکھتے، ان میں کثرت سے تیل کا استعمال فرماتے۔ کنگھا کرتے، سر میں بیچوں بیچ مانگ نکالتے۔ لبوں یعنی اوپر ہونٹوں کے زائد بال تراشنے کا اہتمام فرماتے۔ داڑھی کو بھی طول و عرض میں قینچی سے (TRIMING) ہموار فرماتے۔ اس معاملہ میں رفقاء کو تربیت دیتے۔ مثلاً ایک صحابی کو پراگندہ مُو (بال) دیکھا تو گرفت فرمائی۔ ایک صحابی کے داڑھی کے زائد بال بہ نفس نفیس تراشے۔ فرمایا جو شخص سر یا داڑھی کے بال رکھے اسے چاہئے کہ ان کو سلیقے اور شائستگی سے رکھے مثلاً ابوقتادہؓ کو خطاب کرتے ہوئے "اکرمھا" (انکو سنوار کے رکھو)۔ بارروایت حضرت ابوہریرہؓ۔ ابو داؤد، یہ تاکیدیں پاکیزہ نبی ﷺ نے اس لئے فرمائی تھیں کہ بسا اوقات لوگ صفائی اور شائستگی کے تقاضوں سے غافل ہو جاتے ہیں۔ سفر و حضر میں سات چیزین ہمیشہ ساتھ رہتیں اور بستر کے قریب۔

(۱) تیل کی شیشی

(۲) کنگھا۔ یہ ہاتھی دانت کا بھی ہوتا تھا۔

(۳) سرمہ دانی (سیاہ رنگ کی)

(۴) قینچی

(۵) مسواک

(۶) آئینہ

(۷) لکڑی کی ایک پتلی کچھی

سرمہ رات کو سوتے وقت، تین تین سلائی دونوں آنکھوں میں لگاتے تاکہ زیادہ نمایاں نہ ہو۔ آخر رات میں حاجات سے فارغ ہوکر وضو فرماتے، لباس طلب فرماتے اور خوشبو لگاتے، ریحان کی خوشبو پسند فرماتے۔ مہندی کے پھول بھی بھینی خوشبو کی وجہ سے مرغوب تھے۔ مشک اور عُود کی خوشبو سب سے بڑھ کر پسندیدہ تھی۔ گھر میں خوشبودار دھونی لیا کرتے۔ ایک عطردان تھا جس میں بہترین خوشبو موجود رہتی اور استعمال میں آتی۔ کبھی کبھی حضرت عائشہ صدیقہؓ اپنے دست مبارک سے خوشبو لگاتیں۔ خوشبو ہدیہ کی جاتی تو ضرور قبول فرماتے، اور کوئی اگر خوشبو کا ہدیہ نہ لے تو ناپسند فرماتے۔ اسلامی ثقافت کے مخصوص ذوق کے تحت آپ ﷺ مردوں کے لئے ایسی خوشبو پسند فرمائی جس کا رنگ مخفی رہے اور مہک پھیلے اور عورتوں کے لئے وہ جس کا رنگ نمایاں ہو اور مہک مخفی رہے، اور یہ بھی کہ آپ ﷺ کے بدن مبارک سے خوشبو نکلتی کیونکہ آپ ﷺ کا پسینہ مبارک خوشبودار ہوتا تھا۔ روایت میں ایسا ہی لکھا ہے۔

(۳۴) نبی مکرم ﷺ کی رفتار مبارک:

حضور نبی کریم کی چال، عظمت، وقار، شرافت اور احساس ذمہ داری کی ترجمان تھی۔ آپ ﷺ جب چلتے تو مضبوطی سے قدم جما کر چلتے۔ ڈھیلے ڈھالے طریقے سے قدم گھسیٹ کر نہیں۔ بدن سمٹا ہوا رہتا۔ دائیں بائیں دیکھے بغیر چلتے۔ قوت سے آگے کو قدم اٹھاتے۔ قامت میں آگے کی طرف جھکاؤ ہوتا۔ ایسا معلوم ہوتا کہ اونچائی سے نیچے کو اتر رہے ہوں۔ حضرت ہند بن ابی ہالہ کے الفاظ میں گویا زمین آپ ﷺ کی رفتار کے ساتھ ساتھ لپٹی جا رہی ہے۔ رفتار تیز ہوتی۔ قدم۔ کھلے کھلے رکھتے۔ آپ ﷺ معمولی رفتار سے چلتے مگر بقول حضرت ابوہریرہؓ "ہم مشکل سے ساتھ دے پاتے"۔ نبی کریم ﷺ کی رفتار مبارک یہ پیغام بھی دیتی تھی کہ زمین پر گھمنڈ کی چال نہ چلو۔ (سورہ لقمان)

(۳۵) آپ ﷺ کا اندازِ تکلم (بول چال)

تکلم انسان کے ایمان، کردار اور مرتبے کو پوری طرح سے بے نقاب کر دیتا ہے۔ موضوعات اور الفاظ کا انتخاب فقروں کی ساخت، آواز کا اتار چڑھاؤ، لب ولہجہ کا اسلوب او ر بیان کا زور، یہ ساری چیزیں واضح کرتی ہیں کہ متکلم (بات کرنے والا) کس پائے کی شخصیت کا علمبردار ہے۔

(۳۵۔۱) نبی محترم ﷺ کے منصب اور ذمہ داریوں کی نوعیت ایسی تھی کہ ان کا بھاری بوجھ اگر کسی دوسری شخصت پر ڈالا گیا ہوتا، تو وہ تفکرات میں ڈوب کر رہ جاتا اور اسے خلوت محبوب ہو جاتی۔ لیکن پیارے نبی ﷺ کے کمالاتِ خاص میں یہ بات بھی شامل ہے کہ ایک طرف آپ ﷺ تفکرات اور مسائل مہتجہ کا پہاڑ اٹھائے ہوئے تھے اور طرح طرح کی پریشانیوں سے گزرتے، لیکن دوسری طرف لوگوں میں خوب گھلنا ملنا بھی رہتا اور دن رات گفتگو کا دور چلتا۔ مزاج کی سنجیدگی اپنی جگہ تھی اور تبسم و مزاح اپنی جگہ۔ اضداد (ضد کی جمع۔ ضدیں۔ متضاد چیزیں جو بیک وقت جمع نہ ہو سکیں۔ جیسے اندھیرا اور اجالا) میں عجیب توازن تھا۔ جس کی مظہر حضور اکرم ﷺ کی ذات مبارک تھی۔ ایک عالمی تحریک کی ذمہ داری۔ ایک سلطنت کے مسائل، ایک جماعت اور معاشرہ کے معاملات اور پھر اپنے خاصے بڑے کنبے کی ذمہ داریاں۔ اچھا خاصل پہاڑ تھیں۔ جنہیں حضور اکرم ﷺ کے کندھے اٹھائے ہوئے تھے۔ چنانچہ امام حسنؓ حضرت ہند بن ابی ہالہ کے حوالے سے بتاتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ متواتر پریشانیوں میں رہتے۔ ہمیشہ مسائل پر غور فرماتے۔ کبھی آپ ﷺ کو بے فکری کا کوئی لمحہ نہ ملا۔ دیر دیر تک خاموش رہتے اور بلا ضرورت فضول بات چیت سے گریز فرماتے۔ (شمائل ترمذی۔ باب کیف کان کلام الرسول اللہ ﷺ)

(۳۵۔۲) لیکن آپ ﷺ ایک داعی تھے اور تحریک یعنی عظیم تحریک کے سربراہ۔ اس لئے تبلیغ، تعلیم اور تزکیہ اور سیاسی انتظام چلانے کے لئے لوگوں سے رابطے میں رہتے۔ جس کے لئے سب سے اہم ذریعہ تکلم (بات چیت۔ گفتگو) ہے۔ لہٰذا دوسری صورت حال،

حضرت زید بن ثابتؓ کے الفاظ میں یہ ہوتی کہ جب ہم دنیوی معاملات کا ذکر کر رہے ہوتے تو نبی حق ﷺ اس ذکر میں حصہ لیتے، جب ہم آخرت کے بارے میں گفتگو کرتے تو آپ ﷺ بھی ہمارے ساتھ اسی موضوع پر تکلم فرماتے اور جب ہم کھانے پینے کی کوئی بات چھیڑتے تو حضور اکرم ﷺ بھی اس بات چیت میں شامل رہتے۔ (شمائل ترمذی۔ باب ماجاء فی خلق رسول اللہ ﷺ)۔ اس کے باوجود آپ ﷺ نے رب کریم کی قسم کھا کر یہ اصولی حقیقت بیان فرمائی کہ آپ ﷺ کی زبان مبارک سے حق کے ماسوا کوئی بات ادا نہیں ہوتی۔ قرآن کریم نے بھی **وما ینطق من الھویٰ** کی گواہی دی۔

(۳۵-۳) گفتگو کے دوران الفاظ اتنے ٹھہر ٹھہر کر ادا فرماتے کہ سننے والا آسانی سے یاد کر لیتا بلکہ الفاظ ساتھ ساتھ گنے جا سکتے تھے۔ اُم معبدؓ نے کیا خوب تعریف بیان فرمائی کہ ''گفتگو موتیوں کی لڑی جیسی پروئی ہوئی۔ الفاظ نہ ضرورت سے کم نہ زیادہ...... نہ کوتاہ سخن، نہ طویل گو، تاکید، تفہیم اور تسلسل اور تسہیل (سہل یا آسان) حفظ کیلئے خاص الفاظ اور کلمات کو تین بار دھراتے۔ بعض امور میں تصریح سے بات کرنا مناسب نہ سمجھتے تو کنایہ میں فرماتے، مکروہ اور فحش اور غیر حیادارانہ کلمات سے تنفر (نفرت) تھا۔ گفتگو میں بالعموم مسکراہٹ شامل ہوتی۔ عبداللہ بن حارث بیان کرتے ہیں کہ ''میں نے حضور اکرم ﷺ سے زیادہ کسی کو مسکراتے نہیں دیکھا'' یہ مسکراہٹ حضور ﷺ کی سنجیدگی کو خشونت (درشتی۔ تلخی۔ غصہ) بننے سے بچاتی تھی، اور رفقاء کے لئے وجہ جاذبیت ہوتی۔ بات کرتے ہوئے بار بار آسمان کی طرف دیکھتے۔ گفتگو کے دوران کسی بات پر زور دینے کے لئے ٹیک سے اٹھ کر سیدھے ہو بیٹھتے اور خاص جملوں کو بار بار دھراتے، حاضرین کو کسی بات سے ڈراتے تو تکلم کے ساتھ ساتھ زمین پر ہاتھ مارتے۔ بات کی وضاحت کیلئے ہاتھوں اور انگلیوں کے اشارات سے بھی مدد لیتے۔ دو چیزوں کا اکٹھا ہونا واضح کرنے کے لئے شہادت کی انگلی اور بیچ کی انگلی ملا کر دکھاتے۔ کسی شے یا سمت میں اشارہ فرماتے تو پورا ہاتھ حرکت میں لاتے۔ کبھی ٹیک لگائے ہوئے اہم معاملات پر بات کرتے تو سیدھے ہاتھ کو الٹے ہاتھ کی پشت پر رکھ کر انگلیوں میں انگلیاں ڈال لیتے۔ تعجب کے موقعوں پر ہتھیلی کو الٹ دیتے۔ کبھی سیدھی ہتھیلی کو

الٹے ہاتھ کے انگوٹھے کے اندرونی حصے پر مارتے، کبھی سر ہلاتے اور ہونٹوں کو دانتوں سے دباتے، کبھی ہاتھ کو ران پر مارتے''۔

(۳۵۔۴) قریش مکہ کے ایک مہذب خاندان کے یہ ممتاز فرد قبیلہ بنو سعد کی فضاؤں میں عرب کی فصیح ترین زبان سے آراستہ تھے ہی، وحی کی لسان مبین نے حسن گفتار کو اور بھی صیقل (جلا۔چمک) کر دیا۔ حق یہ ہے کہ حضور اکرم ﷺ افصح العرب تھے۔ آپ ﷺ کے کلام کا جہاں ادبی معیار بہت بلند تھا، وہاں اس میں عام فہم سادگی بھی تھی، اور پھر کمال یہ کہ کبھی کوئی گھٹیا اور بازاری لفظ استعمال نہیں کیا اور نہ کبھی مصنوعی طرز کی زبان پسند فرمائی۔ کہنا چاہیے کہ سید الانبیا ﷺ نے اپنی دعوت اور اپنے مشن کی ضروریات سے خود اپنی ایک زبان پیدا کی، ایک اسلوب بیان بنایا تھا۔ چنانچہ مبلغ برحق ﷺ کے ایک قول (الحرب خدعة) پر بحث کرتے ہوئے تعلب کا کہنا تھا کہ ''ھی لغۃ النبی ﷺ'' یہ نبی کریم ﷺ کی مخصوص زبان تھی''۔ بے شمار اصلاحات بنائیں۔ تراکیب پیدا کیں، تشبیہیں اور تمثیلیں واضح کیں، خطابت کا نیا انداز اپنایا اور بہت سے مروج الفاظ و اسالیب متروک کئے۔ ایک مرتبہ بنو فہد کے لوگ آئے تو دوران گفتگو آنے والوں نے تعجب سے کہا ''اے اللہ کے نبی ﷺ ہم آپ ایک ہی ماں باپ کی اولاد ہیں، ایک ہی مقام پر پرورش پائی، پھر یہ کیا بات ہے کہ آپ ﷺ ایسی عربی میں بات کرتے ہیں کہ جس کی لطافتوں کو ہم میں سے اکثر نہیں سمجھ سکتے''؟ فرمایا اور خوب فرمایا۔ ''ان اللّٰہ عزو جل اَدّ بنی فاحسن ادبی و نشات فی بنی سعد بن بکو ''۔ میری لسانی تربیت خود اللہ عز و جل نے فرمائی ہے اور میرے ذوق ادب کو خوشتر بنا دیا۔ نیز میں نے قبیلہ بنو سعد کی فصاحت آموز فضا میں پرورش پائی ہے۔ ایک موقعے پر کسی ملاقاتی سے بات ہوئی۔ حضرت ابو بکر صدیقؓ تعجب سے سن رہے تھے۔ عرض کیا اس شخص نے آپ ﷺ سے کیا کہا اور آپ ﷺ نے اس سے کیا فرمایا؟ حضور اکرم ﷺ نے وضاحت فرمائی۔ اس پر جناب صدیق اکبرؓ کہنے لگے ''میں عرب میں گھوما پھرا ہوں اور فصحائے عرب کا کلام سنا ہے۔ لیکن آپ ﷺ سے بڑھ کر فصیح کلام کسی اور سے نہیں سنا۔ یہاں بھی وہی بات فرمائی کہ میری لسانی تربیت خود اللہ عز و جل نے فرمائی ہے۔ اسی طرح

حضرت عمرؓ ایک بار کہنے لگے ''اے اللہ کے رسول ﷺ کیا بات ہے کہ آپ ﷺ فصاحت میں ہم سب سے بالاتر ہیں، حالانکہ آپ ﷺ ہم سے کبھی الگ نہیں ہوئے''۔ فرمایا کانت لغت اسمٰعیل، قد درست فجاء فی بھا جبریل فضطینھا" ۔میری زبان اسمٰعیل علیہ السلام کی زبان ہے، جسے میں نے خاص طور سے سیکھا ہے۔ اسے جبریل مجھ تک لائے اور میرے ذہن نشین کردی (امواہب اللدینہ ج ۱ص ۲۵۶)۔ بتانے کا مقصد یہ ہے کہ نبی عربی ﷺ کی زبان معمولی عربی نہ تھی۔ بلکہ خاص پیغمبرانہ زبان تھی۔ جس کا جوڑ اسمٰعیل علیہ السلام کی زبان سے جاملتا ہے۔ اور جبرئیل جس عربی زبان میں قرآن لاتے تھے وہ بھی وہی پیغمبرانہ زبان تھی۔ اس کے ساتھ یہ امر سامنے رہنا چاہئے کہ اکابر تاریخ خصوصاً انبیاء کرام جو ایک مشن لے کر آتے ہیں اور ماحول سے کشمکش کرتے ہیں اور ان میں ہر آن سچے جذبات کی موجیں اُٹھتی ہیں وہ اگر بات کرتے ہیں تو اس میں مقصد کی عظمت معنوی گہرائی پیدا کرتی ہے۔ مخلصانہ جذبے اسے ادبی چاشنی دیتے ہیں اور کردار کی بلندی اسے پاکیزہ بناتی ہے۔

(۳۵۔۵) مکی و مدنی نبی ﷺ کی امتیازی شان یہ ہے کہ آپ ﷺ کو ''جوامع الکلم'' عطا کئے گئے تھے۔ خود فرمایا کہ ''اعطیت بجوامع الکلم'' (روایات ابوہریرہؓ۔ مسلم) جوامع الکلم حضور اکرم ﷺ کے وہ مختصر ترین کلمے ہیں جو معنوی لحاظ سے بڑی وسعت رکھتے ہیں۔ کم سے کم الفاظ میں زیادہ سے زیادہ معانی پیش کرتے ہیں، اور اس معاملے میں سرور عالم ﷺ اپنی مثال آپ ہیں، اور اسے خصوصی عطیات رب تعالیٰ میں شمار کیا جاتا ہے۔ چند مثالیں فائدہ مند ہوں گی۔

(الف) المرء مع من احب۔ آدمی کا حشر اسی کے ساتھ ہوگا جس سے وہ محبت رکھتا ہے۔

(ب) اسلم تسلم ۔تم اسلام لاؤ تو سلامتی پاؤ گے۔ (نامہ دعوت بنام ہرقل روم)

(پ) انما الاعمال بالنیات۔ اعمال نیتوں پر منحصر ہیں۔

(ت) لیس للعامل من عمله الا مانواہ۔ عمل کرنے والے کو اپنے عمل میں سے

بجز اس کے کچھ نہیں ملتا جو کچھ کہ اس نے نیت کی۔

(ٹ) الولد للفراش وللعاهر الحجر۔ بیٹا اس کا ہے جس کے بستر پر (گھر میں) ولادت پائے اور زانی کے لئے پتھر۔

(ث) الحرب خدعة۔ جنگ چالوں سے لڑی جاتی ہے۔ (یہاں چالوں سے مراد غالباً حکمت عملی لینا چاہیے)

(ج) لیس الخبر کالمعاینة۔ شنیدہ کے بود مانند دیدہ (یعنی سنی ہوئی بات دیکھی ہوئی بات کی طرح ہے)

(چ) ترک الشر صدقة۔ برائی سے باز آنا بھی صدقہ ہے۔

(ح) المجالس بالامنة۔ مجالس کے لئے امانت (رازداری) لازم ہے۔

(خ) سید القوم خادمھم۔ قوم کا سردار وہ ہے جو اس قوم کی خدمت کرے۔

(د) کل ذی نعمة محسوداً۔ ہر نعمت پانے والے سے حسد کیا جاتا ہے۔

(ڈ) الکلمة الطیبة صدقة۔ حسن گفتار بھی ایک صدقہ ہے یا اچھی گفتگو بھی نیکی ہے۔

(ذ) من لا یرحم لا یرحم۔ جو مخلوق (انسانوں پر) رحم نہیں کرتا اس پر (اللہ تعالیٰ کی بارگاہ سے) رحم نہ ہوگا۔

(۳۶) ارشادات رسالتمآب ﷺ:

ارشادات رسالتمآب ﷺ بلحاظ الفاظ، بلحاظ اسلوب، بلحاظ روح بالعموم پہچانے جاتے ہیں اور احادیث مبارکہ اور سیرت طیبہ کے ریکارڈ میں حضور اکرم ﷺ کے جو اجزائے کلام ہیں وہ موتیوں کی سی لمعانی (چمک چمکیلا) رکھتے ہیں۔ تھوڑے الفاظ، ان کا خوش آئند گٹھاؤ، ان کی معنوی گہرائی، دل پر اثر کرنے والی روح اخلاص کلام نبوی ﷺ کے امتیازات میں سے ہیں۔ چند پارہ ہائے فصاحت پیش خدمت ہیں۔

(۳۶۔۱) ''میں تم کو اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہنے کی تلقین کرتا ہوں، نظام اجتماعی کیلئے سمع و طاعت کی تاکید کرتا ہوں۔ خواہ ایسا نظام چلانے کے لئے کوئی حبشی غلام ہی (برسر قیادت) کیوں نہ ہو۔ کیونکہ تم میں سے جو لوگ میرے بعد زندہ رہیں گے وہ بہت سے اختلافات سے دوچار ہوں گے۔ پس ایسے حالات میں تم پر لازم ہے کہ میرے طریقے (میری سنت) اور میرے ہدایت یافتہ خلفائے راشدین کے طریقے اختیار کرو۔ اس کو مضبوطی سے تھامو، اسے داڑھوں سے پکڑ رکھو۔ خبردار! دین میں نئے نئے شگوفے چھوڑنے سے پرہیز کرنا کیونکہ ہر نیا شگوفہ بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے۔ (مشکوٰۃ. باب الاعتصام بالکتاب و السنۃ)

(۳۶۔۲) عمرو بن عتبہ نے حضور اکرم ﷺ سے کچھ باتیں کیں۔ جن کے بہت ہی مختصر مگر جامع جوابات آپ ﷺ نے عنایت فرمائے۔ اس چھوٹے سے مکالمہ کو ملاحظہ کیجئے۔

''اس (دعوت و تحریک کے) کام میں ابتداً کون کون آپ ﷺ کے ساتھ تھا''؟ ''ایک مرد آزاد (مراد ابوبکر صدیقؓ) اور ایک غلام (یعنی حضرت بلالؓ)''

''اسلام (کی اخلاقی حقیقت) کیا ہے؟''

''پاکیزہ گفتار اور (بھوکوں کو) کھانا کھلانا''۔

''ایمان (کا جوہر) کیا ہے؟''

''صبر و سخاوت''۔

''کیسا اسلام افضل (معیاری) ہے؟''

''اس شخص کا جس کی زبان اور جس کے ہاتھوں کی زیادتیوں سے مسلمان محفوظ رہیں۔''

''کیسی نماز افضل (معیاری) ہے؟''

''جس میں دیر تک عاجزی سے قیام کیا جائے۔''

''کیسی ہجرت افضل (معیاری) ہے؟''

''ایسی کہ تم ان چیزوں سے کنارہ کش ہو جاؤ جو تمہارے پروردگار کو ناپسند ہو''۔

''کیسا جہاد افضل (معیاری) ہے؟''

''اس شخص کا جس کا گھوڑا بھی میدان میں مارا جائے اور خود بھی شہادت پائے''۔
''کون سی گھڑی (عبادت کے لئے) سب سے بڑھ کر ہے؟''
''رات کا پچھلا پہر''
(مشکوٰۃ۔کتاب الایمان)

(۳۶۔۳) ایک بار عرض کیا گیا کہ ''انسانوں کو دوزخ تک پہنچانے کے موجبات زیادہ تر کیا ہیں؟'' ۔فرمایا ''الفہم والفرج''یعنی ذہن اور شرمگاہ۔ذہن سے اشارہ ہے کلام وطعام (دو چیزوں کی طرف) اور شرمگاہ سے اشارہ ہے جنسی واہیات کی طرف۔ یعنی کلام کا فاسد ہونا، روزی کا ناپاک ہونا اور جنسی جذبات کا بے راہرو ہونا، انسانون کی عاقبت کو سب سے زیادہ برباد کرنے والا ہے۔ بیشتر جھگڑے اور تصادم اور زیادتیاں اور ظلم بھی ان ہی خرابیوں کا نتیجہ ہوتے ہیں۔(روایات ابو ہریرہؓ۔ترمذی)

(۳۶۔۴) حضرت علیؓ نے ایک بار سوال کیا کہ آپ ﷺ اپنے مسلک کی وضاحت فرمائیں۔آپ ﷺ نے مختصراً جس فصیح (خوش بیانی۔شریں کلام) انداز سے جواب عنایت فرمایا اور اس جواب میں اپنے طرز فکر، اپنے کردار اور اپنی روحانیت کی جامع تصویر کشی کی ہے وہ بجائے خود انسانی کلام کی تاریخ میں ایک اعجاز ہے۔ملاحظہ ہو۔

المعرفة و راس مالي۔عرفان میرا سرمایہ ہے۔
والعقل۔ اصل دیني عقل میرے دین کی اصل ہے۔
والحب اساسي۔محبت میری بنیاد ہے۔
والشوق مر کبي۔شوق میری سواری
ذکر اللّٰہ انیسي۔ذکرالٰہی میرا مونس (غمخوار) ہے۔
والشقة کنی والحزن رفیقي ۔اعتماد میرا خزانہ ہے اور حزن (غم) میرا رفیق (ساتھی) ہے۔
والعلمُ سلامي۔علم میرا ہتھیار ہے۔
والصبر و دائي. اور صبر میرا لباس

والرضاء غنیمتی۔اللہ تعالیٰ کی رضا میری غنیمت ہے۔

والعجز فخری۔اور عاجزی میرے لئے وجہ اعزاز ہے۔

والذھد حرفتی۔اور زہد میرا پیشہ ہے۔

والیقین قوتی۔اور یقین میری طاقت ہے۔

والصدق شفیع۔اور صدق (سچ) میرا سفارشی ہے۔

والطاعة وحبسی۔اور طاعت میرا بچاؤ ہے۔

والجھاد خلقی وقوة عینی فی الصلوٰة۔اور جہاد میرا کردار ہے اور میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز میں ہے۔

(روایات حضرت علیؓ۔الشفاء۔از قاضی عیاض)

(۳۶۔۵) حسن تمثیلی کی بے شمار زریں مثالیں آپ ﷺ کے کلام مبارک میں محفوظ ہیں۔جن کی مدد سے بڑے بڑے حقائق آپ ﷺ نے مکہ کے بدوؤں کے ذہن نشین کرا دیئے۔صرف ایک واقعہ کی طرف اشارہ ہے۔ ''مجھے اللہ تعالیٰ نے ہدایت اور علم کا جو سرمایہ دے کر اٹھایا ہے۔اس کی مثال ایسی ہی ہے جیسے کہ زمین پر موسلا دھار بارش ہو۔پھر اس زمین کا جو ٹکڑا بہت ہی زرخیز ہے اس نے پانی کو پوری طرح جذب کیا اور مرجھایا ہوا سبزہ اس سے تروتازہ ہو گیا اور نئی بوٹیاں کثرت سے اُگ آئیں۔پھر زمین کا کچھ سخت حصہ ایسا بھی تھا جس نے پانی کو اندر جمع کر رکھا اور اللہ تعالیٰ نے اس پانی کو لوگوں کے لئے مفید بنایا۔انہوں نے اسے پیا پلایا، اور کھیتوں کو اس سے سیراب کیا۔پھر یہ پانی ایک قطعہ زمین پر برسا جو چٹیل میدان تھا اور نہ اس نے پانی جمع کر کے رکھا، اور نہ جذب کر کے روئیدگی دکھائی۔پس اس میں ایک مثال تو ان لوگوں کی ہے جنہوں نے علم دین میں سوجھ بوجھ پیدا کی اور جو کچھ ہدایت مجھے دے کر اللہ تعالیٰ نے اٹھایا ہے اس سے اسے فائدہ پہنچا۔اس نے خود علم حاصل کیا اور دوسروں تک پہنچایا اور سکھایا۔دوسری مثال ایسے لوگوں کی ہے جنہوں نے اس دعوت کو سن کر سر نہیں اٹھایا اور نہ اللہ تعالیٰ کی اس ہدایت کو قبول کیا جو میرے ذریعے بھیجی گئی''

(۳۶۔۶) آپ ﷺ کے انداز گفتگو کا کوئی بھی عنوان باندھا جا سکتا ہے تو قرآن کے اس جملے سے کہ "قولوا للناس حسنا" لوگوں کو حسن تکلم (اچھے طریقے سے) خطاب کریں۔ آپ کا حسن کلام سادگی کی شان لئے ہوئے تھا۔ بناوٹی کلام سے آپ ﷺ کو بُعد (دوری۔فاصلہ) تھا۔فرمایا۔

"اَبعدُ کم منی یوم القیمة الثر ثارون المتشر قون المتفیقون."

"تم میں سے قیامت کے روز وہ لوگ مجھ سے انتہائی دوری پر ہوں گے جو بڑے بول بولنے والے باتونی اور گھمنڈ جتانے والے ہیں"۔

اس طرح آپ ﷺ کو سنجیدگی اور پاکیزگی کی حدود سے نکل کر فحش کلامی کے دائرے میں داخل ہونے والی گفتگو سخت ناپسند تھی۔ امام الانبیا ﷺ کے چمن زار تکلم میں ہمیشہ تبسم کی شبنم لمعانی چمک دکھائی دیتی ہے۔ باوجودیکہ ذمہ داریوں اور مشکلات و مصائب اور ہر آن کی پریشانیوں کے خارزار در پیش تھے۔ آپ ﷺ کا چہرہ مبارک خندہ روئی سے آراستہ رہتا تھا۔ امتِ مسلمہ کو آج اپنے پیارے نبی ﷺ کی اس سنت مبارکہ پر عمل کی سخت ضرورت ہے۔

(۳۷) محمد عربی ﷺ کی بہترین خطابت:

لفظ خطابت کے لغوی معنی خطبہ پڑھنا۔ وعظ کرنا یا تقریر اور تقریر کرنے کے ہیں۔ گفتگو یا تکلم ہی کا ایک اہم جز خطابت ہے۔ محسن انسانیت ﷺ ایک عظیم پیغام کے حامل تھے اور اس کے لئے خطابت ناگزیر ضرورت تھی۔ خطابت یوں بھی عربوں کی دولت ہے۔ پھر قریش تو اس صفت سے خاص طور پر مالا مال تھے۔ عرب اور قریش کے خطیبانہ ماحول سے حضور اکرم ﷺ بہت بلند فریضہ قیادت نے جب بھی تقاضہ کیا آپ ﷺ کی زبان مبارک کبھی نسیم سحری کی طرح، کبھی آب جو کی طرح اور کبھی تیغ برق دم کی طرح متحرک ہو جاتی۔

(۳۷۔الف) وعظ و تقریر کی کثرت سے آپ ﷺ نے پرہیز فرمایا، اور معاشرہ کی ضروریات اور اس کے اطراف کو دیکھ کر اعتدال سے قوت خطابت کا استعمال کیا۔ مسجد میں

خطابت فرماتے تو اپنی چھڑی پر سہارا لیتے اور میدان جنگ میں تقریر فرمانا ہوتی تو کمان پر ٹیک لگاتے۔ کبھی کبھار سواری پر سے خطاب فرمایا جیسے خطبہ حج الوداع۔ تقریر میں جسم دائیں بائیں جھوم جاتا۔ ہاتھوں کو حسب ضرورت حرکت دیتے۔ تقریر میں بعض مواقع پر ''والذی نفسی بیدہ یا والذی نفس محمد بیدہٖ'' قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں (میری) محمد ﷺ کی جان ہے''۔ کہہ کر قسم کھاتے، لہجے میں بھی اور چہرے پر بھی دل کے حقیقی جذبات جھلکتے اور سامعین (سننے والوں) پر اثر انداز ہوتے۔ اس عظیم انسان اور عظیم نبی کے خطابات دلوں کو ہلا دینے والے ہوتے۔ ان بہترین خطابات کی دو مثالیں پیش خدمت ہیں۔ حنین اور طائف کے معرکوں کے بعد حضور اکرم ﷺ نے مال غنیمت تقسیم فرمایا۔ تو مولفۃ القلوب کی قرآنی مد کے تحت نومسلم روسائے مکہ کو اس میں بہت سا حصہ دیا تاکہ ان کے دل مزید نرم ہوں اور وہ احسان کے رشتے سے اسلامی ریاست کے ساتھ مربوط تر ہو جائیں، انصار میں کچھ لوگوں نے عجیب سے احساسات کی رو دوڑا دی، کہا گیا کہ:

''رسول اللہ ﷺ نے قریش کو تو خوب انعامات سے نوازا اور ہمیں محروم رکھا، حالانکہ ہماری تلواروں سے اب تک خون کی بوندیں ٹپک رہی ہیں مشکلات میں ہم یاد آتے ہیں اور مالِ غنیمت دوسرے لوگ لے جاتے ہیں''۔

(۳۷۔ب) یہ چرچے نبی مکرم تک بھی پہنچے۔ ایک چرمی (کھالوں) کا خیمہ نصب کیا گیا، اور اس میں انصار کا اجتماع بلایا گیا۔ نبی رحمت ﷺ نے دریافت فرمایا ''کیا تم لوگوں نے ایسی ایسی باتیں کی ہیں؟''۔ لوگوں نے عرض کیا ''جو کچھ آپ ﷺ نے سنا وہ درست ہے مگر یہ باتیں ہم میں سے ذمہ دار لوگوں نے نہیں کیں۔ البتہ کچھ نوجوانوں نے ایسے فقرے کہے ہیں''۔ واقعہ کی تحقیق کے بعد آپ ﷺ نے تقریر فرمائی۔

(۳۷۔ج) ''کیا یہ سچ نہیں کہ تم لوگ پہلے گمراہ تھے۔ اللہ تعالیٰ نے میرے ذریعے سے تم کو ہدایت دی؟ تم منتشر اور پراگندہ تھے، اللہ تعالیٰ نے میرے ذریعے سے تم کو متحد اور متفق کیا؟ تم مفلس تھے، اللہ کریم نے میرے ذریعے سے تم کو آسودہ حال کیا؟'' (ہر سوال پر انصار کہتے جاتے تھے کہ بلاشبہ۔ اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ کا بہت بڑا احسان ہے ہم

پر)۔

(۳۷۔د) نہیں تم یہ جواب دو کہ اے محمد ﷺ تم کو جب لوگوں نے جھٹلایا تو ہم نے تمہاری تصدیق کی تم کو جب لوگوں نے چھوڑ دیا تو ہم نے پناہ دی۔ تم جب مفلس ہو کر آئے تھے تو ہم نے ہر طرح کی مدد کی۔ تم جواب میں یہ کہتے جاؤ، اور میں یہ کہتا جاؤں گا کہ ہاں تم سچ کہتے ہو۔ لیکن اے گروہ انصار! کیا تم کو یہ پسند نہیں کہ لوگ اونٹ اور بکریاں لے جائیں اور تم محمد ﷺ کو لے کر اپنے گھروں کو جاؤ۔' (بخاری جلد دوئم صفحہ ۶۲۰)

(۳۷۔ذ) کلام کا اتار چڑھاؤ دیکھئے، خنجر خطابت کی اس دھار کو دیکھئے جو نازک جذبات سے صیقل کی گئی تھیں پھر اس کی روانی دیکھئے، مطالب کے موڑ دیکھئے، پھر یہ غور کیجئے کہ کس طرح خطیب اعظم ﷺ نے بالآخر مطلوبہ کیفیت سامعین (سننے والوں) میں پوری طرح ابھار دی۔ انصار بے اختیار چیخ اٹھے کہ ''ہم کو صرف محمد عربی ﷺ درکار ہیں'۔

(۳۷۔س) ابتدائی دورِ دعوت اسلام کے کوہ صفا کے خطبہ کے علاوہ متعدد بار آپ ﷺ نے قریش مکہ کے سامنے تقاریر فرمائیں۔ اس کے علاوہ نبی کریم ﷺ کے معرکتہ الآرا خطبے دو اور ہیں جن میں سے ایک فتح مکہ کے موقع پر اور دوسرا حجتہ الوداع کے موقع پر دیا گیا۔ ان خطبوں کا مزاج انتہائی انقلابی ہے اور ان میں ایمان، اخلاق اور اقتدار تینوں کی گونج سنائی دیتی ہے۔ حجتہ الوداع کا خطبہ تو گویا ایک دورِ نو کے افتتاح کا اعلان ہے۔

(۳۸) نبی کریم ﷺ کے عام سماجی رابطے:

دنیا میں بڑے کام کرنے والے لوگ بالعموم عوامی رابطوں کے لئے وقت نہیں نکال پاتے اور نہ ہر معاملے میں بھرپور توجہ دے پاتے ہیں۔ بعض بڑے لوگوں میں خلوت پسندی تنہائی، گوشہ نشینی، اور خشک مزاجی پیدا ہو جاتی ہے۔ اور کچھ کبر، بڑائی، غرور و تکبر کا شکار ہو کر اپنے لئے ایک عالم بالا بنا لیتے ہیں۔

مگر ہمارے نبی کریم ﷺ انتہائی عظمت اور بلندی کے مقام پر فائز ہوتے ہوئے بھی تاریخ کا رخ بدلنے والے کارنامے سرانجام دینے کے لئے عوامی حلقوں سے پوری طرح مربوط

رہے اور جماعت اور معاشرے کے افراد سے شخصی اور نجی تعلق رکھتے۔ علیحدگی پسندی یا کبر کا شائبہ تک نہ تھا۔ درحقیقت آپ ﷺ نے جس نظام اخوت کی تاسیس، جڑ بنیاد نیو فرمائی تھی، یہ اس کا اہم تقاضہ تھا کہ لوگ باہم وگر مربوط رہیں۔ ایک دوسرے کے کام آئیں اور ایک دوسرے کے حقوق پہچانیں۔ بخلاف اس کے آج جو تمدن مغرب میں نشو ونما پا گیا ہے اس میں کسے راہ باکسے کارے نباشد (کسی کو کسی کی کیا پڑی) کی فضا بڑی انسانیت کش محمد ﷺ کی راہ نمائی میں اس انسانیت کش فضا کو بدلنے کی ضرورت ہے۔ آیئے ہم حضور نبی کریم ﷺ کو عام سماجی رابطوں کے دائرے میں دیکھیں۔

(۳۸۔الف) آپ ﷺ کا معمول تھا کہ راستے میں ملنے والوں سے سلام میں پہل فرماتے۔ کسی کو پیغام بجھواتے تو سلام ضرور کہلواتے۔ کسی کا سلام آپ کو پہنچایا جاتا تو سلام بھیجنے والے کو بھی اور لانے والے کو بھی الگ الگ سلام کہتے۔ ایک بار لڑکوں کی ٹولی کے پاس سے گزر ہوا تو ان کو سلام کیا۔ عورتوں کی جماعت کے قریب سے ہو کر نکلے تو ان کو سلام کیا۔ گھر میں داخل ہوتے وقت اور گھر سے باہر جاتے وقت گھر والوں پر سلام بھیجتے۔ احباب سے معانقہ بھی فرماتے اور مصافحہ بھی۔ مصافحہ سے ہاتھ اس وقت تک نہ کھینچتے جب تک دوسرا خود ہی اپنا ہاتھ الگ نہ کرتا۔

(۳۸۔ب) کسی بھی مجلس میں تشریف لے جاتے تو اس امر کو ناپسند فرماتے کہ حاضرین مجلس تعظیم کے لئے کھڑے ہوں، مجلس میں جہاں جگہ پاتے بیٹھ جاتے۔ کندھوں پر سے پھلانگ کر بیچ میں گھسنے سے احتراز فرماتے۔ فرمایا۔ ''اجلس کما تجلس العبد''۔ اسی طرح اٹھتا بیٹھتا ہوں جس طرح اللہ تعالیٰ کا بندہ اٹھتا بیٹھتا ہے۔ (روایت حضرت عائشہ صدیقہؓ)۔ اپنے زانو ساتھیوں سے بڑھا کر نہ بیٹھتے، کوئی آتا تو اعزاز کے لئے اپنی چادر بچھا دیتے۔ آنے والا جب تک خود نہ اٹھتا آپ ﷺ مجلس سے الگ نہ ہوتے۔

(۳۸۔پ) اہل مجلس کی گفتگو میں غیر متعلق موضوع نہ چھیڑتے۔ بلکہ جو سلسلہ کلام چل رہا ہوتا اسی میں شامل ہو جاتے۔ نماز صبح کے بعد مجلس رہتی اور اس میں صحابہ سے خوب باتیں ہوتیں۔ جاہلیت کے قصے چھڑ جاتے اور ان پر خوب ہنسی بھی ہوتی۔ (روایات جابر بن سمرہؓ۔

مسلم) صحابہ اشعار بھی پڑھتے۔ جس موضوع سے اہل مجلس کے چہروں سے اکتاہٹ کا تاثر محسوس ہوتا اسے بدل دیتے۔ ایک ایک فرد مجلس پر توجہ فرماتے تاکہ کوئی یہ نہ محسوس کرے کہ کسی کو اس پر آپ ﷺ نے فوقیت دی ہے۔ دوران تکلم کوئی شخص غیر متعلق سوال یا بات چھیڑ دیتا تو اسے نظر انداز کر کے گفتگو جاری رکھتے اور سلسلہ کلام پورا کر کے پھر اس طرف متوجہ ہو جاتے۔ خطاب کرنے والے کی جانب سے اس وقت تک رخ نہ پھیرتے جب تک وہ خود منہ نہ پھیر لیتا۔ کان میں کوئی سرگوشی کرتا تو جب تک وہ بات پوری کر کے منہ نہ ہٹا لیتا آپ ﷺ برابر اپنا سر اسی کی طرف جھکائے رکھتے۔ کسی کی بات کو کبھی نہ کاٹتے۔ الا یہ کہ حق کے خلاف ہو۔ اس صورت میں یا تو ٹوک دیتے یا چہرے پر ناگواری آجاتی یا اٹھ کر چلے جاتے۔ ناپسند تھا کہ کوئی کھڑے کھڑے اہم بحث چھیڑ دی جائے۔ ناپسندیدہ باتوں سے یا تو اعراض فرماتے ورنہ گرفت کرنے کا عام طریقہ یہ تھا کہ براہ راست نام لے کر ذکر نہ کرتے۔ بلکہ عمومی انداز میں اشارہ فرماتے یا جامع طور پر نصیحت فرماتے۔ انتہائی تکدر (پریشانی) کی صورت میں جو فقط دینی امور میں ہوتا تھا احباب کو احساس دلانے کے لئے زیادہ سے زیادہ یہ طریقہ کار تھا کہ یا تو شخص متعلقہ کے آنے پر سلام قبول فرماتے یا عدم التفات فرماتے۔ ناپسندیدہ آدمی کے آنے پر بھی خندہ پیشانی سے پیش آتے۔ چنانچہ ایک بار کوئی آیا جسے آپ ﷺ بئس اخوالعشیرہ یا بئس ابن العشیرہ (اپنے گروہ کا برا آدمی) سمجھتے تھے، مگر آپ ﷺ نے اس سے بے تکلفی سے بات چیت کی۔ حضرت عائشہ صدیقہؓ کو اس پر تعجب ہوا تو رحمت للعالمین ﷺ نے فرمایا ''قسم ہے کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے حضور وہ شخص بدترین آدمی کا مقام پائے گا جس سے لوگ اس کی بدسلوکی کے ڈر سے ملنا جلنا چھوڑ دیں''۔ (المواہب اللدینہ۔ بخاری)

(۳۸۔ت) کسی سے ملاقات کو تشریف لے جاتے تو دروازے کے دائیں یا بائیں کھڑے ہو کر اطلاع دینے اور اجازت لینے کے لئے تین مرتبہ سلام کرتے۔ جوب نہ ملتا تو بغیر کسی احساس تکدر (پریشانی) کے واپس تشریف لے جاتے۔ رات کو کسی سے ملنے جاتے تو اتنی آواز میں سلام کہتے کہ اگر وہ جاگتا ہو تو سن لے اور اگر سو رہا ہو تو نیند میں خلل نہ آئے۔

(۳۸۔ٹ) بدن یا لباس سے کوئی شخص تنکا یا مٹی کا ذرہ وغیرہ ہٹا دیتا تو شکریہ ادا کرتے ہوئے فرماتے۔ مسدر اللہ عنک یا تکرہ (اللہ تعالیٰ تم سے ہر اس شے کو دور کرے جو تمہیں بری لگے) ہدیہ قبول فرماتے اور جواباً ہدیہ دینے کا خیال رکھتے۔ کسی شخص کو اتفاقاً تکلیف پہنچ جاتی تو اسے بدلہ لینے کا حق دیتے اور کبھی عوض میں کوئی چیز ہدیہ فرماتے۔ کوئی شخص نیا لباس پہن کر سامنے آتا تو فرماتے ''حسنۃ، حسنۃ، ابل واخلق (یعنی خوب سے خوب دیر تک پہنو بوسیدہ کرو) بدسلوکی کا بدلہ برے سے نہ دیتے بلکہ عفو و درگزر سے کام لیتے۔ دوسروں کے قصور معاف فرماتے تو اطلاع کے لئے اپنا عمامہ شریف علامت کے طور پر بھیج دیتے۔ کوئی آپ ﷺ کو پکارتا تو خواہ وہ گھر کا فرد ہو یا رفقاء میں سے، انہیں ہمیشہ ''لبیک'' حاضر ہوں کہہ کر جواب عطا فرماتے۔

(۳۸۔ج) بیماروں کی عیادت کو اہتمام سے تشریف لے جاتے۔ سرہانے بیٹھ کر مریض کی طبیعت کے بارے میں اس طرح دریافت فرماتے ''کیف تجدک؟'' تمہاری طبیعت کیسی ہے؟ بیمار کی پیشانی اور نبض پر ہاتھ رکھتے۔ کبھی سینے اور پیٹ پر دست شفقت پھیرتے اور کبھی مریض کے چہرے پر۔ کھانے کو پوچھتے۔ بیمار اگر کسی چیز کی خواہش کرتا تو منگوا دیتے بشرطیکہ وہ مضر صحت نہ ہو۔ تسلی دیتے اور فرماتے ''لابأس! انشاء اللہ طھور'' فکر کی کوئی بات نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے چاہا تو جلد صحت یاب ہو جاؤ گے۔ مریض کی شفا کے لئے دعا فرماتے۔ حضرت سعد کے لئے تین بار دعا فرمائی اور وہ ایمان لے آئے۔ کسی بھی مریض کی عیادت کے لئے کوئی دن یا وقت مقرر نہ تھا۔ جب بھی اطلاع ملتی اور وقت ملتا تشریف لے جاتے۔

(۳۸۔چ) ایک بار حضرت جابرؓ بیمار پڑے۔ رسول اللہ ﷺ اپنے رفیق خاص حضرت ابوبکرؓ کو اپنے ساتھ لئے ہوئے پیدل خاصی دور تک چل کر گئے کیونکہ مدینہ شہر کی آبادی خاصی پھیلی ہوئی تھی۔ حضرت جابرؓ بے ہوش پڑے ہوئے تھے۔ آپ ﷺ نے ایک نظر دیکھا پھر وضو فرمایا۔ پانی کے چھینٹے دیئے، دعا فرمائی اور مریض کی حالت سنبھلنے لگی۔ حضرت جابرؓ نے آپ ﷺ سے بات چیت کی اور اپنے ترکہ کے متعلق مسائل کی معلومات کیں۔

(۳۸۔ح) تواضع کی انتہا یہ تھی کہ منافقین کے لیڈر عبداللہ بن ابیٔ تک کی عیادت فرمائی۔

(۳۸۔خ) جب کسی شخص کی وفات ہو جاتی تو تشریف لے جاتے۔ عالم نزع (عین موت کے وقت کی تکلیف) میں بلایا جاتا تو از خود اطلاع پا کر تشریف لے جاتے تو توحید اور توجہ الی اللہ فرماتے، میت کے لواحقین سے ہمدردی کا اظہار فرماتے، صبر کی نصیحت فرماتے۔ چلاّنے اور آہ و بکا سے منع فرماتے۔ سفید کپڑوں میں اچھا کفن دینے کی تاکید فرماتے اور تجہیز و تکفین میں جلدی کیلئے فرماتے۔ جنازہ اٹھتا تو ساتھ ساتھ چلتے۔ مسلمان امتیوں کے جنازے خود پڑھاتے اور مغفرت کے لئے دعا فرماتے۔ کوئی جنازہ گزرتا تو چاہے وہ غیر مسلم ہی کا ہو کھڑے ہو جاتے۔ (بیٹھے رہنے کی روایت بھی ہے اور بعض لوگوں کے مطابق قیام (کھڑے ہونے کا طریقہ منسوخ ہو گیا تھا۔ ملاحظہ ہو زادالمعارج جلد اول صفحہ ۱۴۵)۔ تلقین فرماتے کہ میت کے گھر والوں کے لئے لوگ کھانا پکوا کر بھجوائیں۔ (کجا آج یہ الٹی رسم مسلط ہے کہ میت والے گھر میں دوسروں کی ضیافت ہوتی ہے) ناپسند تھا کہ باقاعدہ مجلس تعزیت کا سلسلہ ایک رسمی ضابطے کے طور پر کئی روز جاری رہے (غالباً تین دن تک میت کے گھر چولہا نہیں جلنا چاہیئے۔ رشتہ داروں اور محلّہ والوں کو کھانے پینے کا بندوبست کرنا چاہئے۔ (صحیح صورت حال کسی عالم دین سے معلوم فرمائیں)

(۳۸۔د) کوئی مسافر سفر سے واپس آتا اور حاضری دیتا تو اس سے معانقہ فرماتے۔ بعض اوقات پیشانی چوم لیتے، کسی کو سفر کے لئے رخصت فرماتے تو کہتے بھائی ہمیں اپنی دعاؤں میں یاد رکھنا۔

(۳۸۔ڈ) محبت آمیز بے تکلفی میں کبھی کبھی احباب کے ناموں کو مختصر کر کے بھی پکار لیتے۔ جیسے یا اباہریرہ کے بجائے ''اباہر'' حضرت عائشہ صدیقہؓ کو کبھی کبھار ''عائش'' کہہ کر پکارتے۔

(۳۸۔ذ) بچوں سے بہت دلچسپی تھی۔ ان کے سر پر ہاتھ پھیرتے۔ پیار کرتے، دعا فرماتے، ننھے بچے لائے جاتے تو ان کو گود میں لے لیتے۔ ان کو بہلانے کے لئے عجیب سے کلمے فرماتے۔ ''خرقۃ خرقۃ ٹی عین کل لقۃ''۔ ایک بچے کو بوسہ دیتے ہوئے فرمایا: ''انھم

لمن ریحان اللہ۔ یہ بچے تو اللہ کے باغ کے پھول ہیں۔ بچوں کے نام تجویز فرماتے۔ بچوں کو قطار میں کھڑا کر کے انعامی دوڑ لگواتے کہ دیکھیں کون ہمیں پہلے چھو لیتا ہے۔ بچے دوڑتے ہوئے آتے تو کوئی سینہ مبارک پر گرتا تو کوئی پیٹ مبارک پر بچوں سے ہلکا پھلکا مزاح بھی فرماتے۔ سفر سے آرہے ہوتے تو جو بچہ راستے میں ملتا اسے سواری پر بٹھا لیتے۔ بچہ چھوٹا ہوتا تو آگے اور بڑا ہوتا تو پیچھے بٹھاتے۔ فصل کا پھل یا میوہ پہلی بار آتا تو دعائے برکت مانگ کر کم عمر بچے کو عنایت فرماتے۔ آپ ﷺ کے پیش نظر تھا کہ یہی نئی پود آئندہ تحریک اسلامی کی علمبردار ہوگی۔

(۳۸۔س) بڑے بوڑھوں کا احترام فرماتے۔ فتح مکہ کے موقع پر حضرت ابوبکر صدیقؓ اپنے ضعیف العمر والد کو جو بینائی سے بھی محروم ہو چکے تھے، بغیت اسلام کے لئے نبی رحمت کی خدمت میں لائے گئے۔ فرمایا ''انہیں کیوں تکلیف دی، میں خود ان کے پاس چلا جاتا''۔ مروت کی انتہا تھی کہ مدینہ کی ایک عورت جس کی عقل میں کچھ فتور تھا۔ آتی ہے اور کہتی ہے مجھے آپ ﷺ سے کچھ کہنا ہے۔ آپ ﷺ اسے فرماتے ہیں کہ تم چلو میرا انتظار کرو۔ میں ابھی آتا ہوں۔ چنانچہ اس کی بات سنی اور اس کا کام کر کے دیا۔ (المواہب اللدینہ ج۱، ص ۲۹۵)۔ ایسا ہی ایک واقعہ عدی بن حاتم نے دیکھا۔ اور نبی اللہ ﷺ کی مروت کو نبوت کی علامت کے طور پر لیا۔

(۳۸۔ش) میل جول کی زندگی میں آپ ﷺ کے حسن کردار کی تصویر حضرت انسؓ نے خوب کھینچی ہے۔ وہ فرماتے ہیں ''میں دس برس تک نبی مکرم ﷺ کی خدمت میں رہا اور آپ ﷺ نے مجھے کبھی اُف تک نہ کہی۔ کوئی کام جیسا بھی کیا۔ نہیں کہا کہ یہ کیوں کیا، اور کوئی کام نہ کیا تو نہیں کہا یہ کیوں نہیں کیا۔ یہی معاملہ آپ ﷺ کا خادموں اور کنیزوں کے ساتھ رہا۔ آپ ﷺ نے ان میں سے کسی کو نہیں مارا یا ڈانٹا۔ اس کی تصدیق حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں کہ ازدواج مطہرات یا خادموں میں سے نہ کبھی کسی کو مارا نہ کسی سے کوئی ذاتی انتقام لیا۔ بجز اس کے کہ آپ ﷺ اللہ تعالیٰ کے راستے میں جہاد کریں یا قانون الٰہی کے تحت اس کی مقرر کردہ حرمتوں کے تحفظ کے لئے کاروائی کریں۔

(۳۹) محمد عربی ﷺ کی نجی زندگی:

اکثر بڑے لوگ وہ کہلاتے ہیں جو عوامی زندگی یعنی پبلک لائف کے لئے ایک مصنوعی کردار کا چغہ پہنے رکھتے ہیں اور وہ چغہ نجی زندگی میں اتر جاتا ہے۔ گھر سے باہر تو ان کی بڑی آن بان ہوتی ہے اور جب وہ گھر پہنچتے ہیں تو انتہائی پستی میں جا گرتے ہیں۔ باہر سادگی اور تواضع دکھاتے ہیں گھر پلٹے تو عیش و تنعم (ناز و نعمت زندگی بسر کرتے ہیں) اور عیش و آرام میں ڈوب جاتے ہیں۔ ان کی پرائیویٹ (نجی) زندگی اور عوامی (پبلک لائف) زندگی میں زمین آسمان کا فرق و تضاد ہوتا ہے۔

(۹۔ب) اس کے برعکس حضور علیہ السلام کی زندگی کو دیکھئے تو ایک ہی رنگ ملتا ہے۔ گھر میں بھی اور گھر سے باہر بھی۔ آپ ﷺ کی نجی اور عوامی زندگی میں کوئی تضاد نہیں ملتا۔

(۳۹۔پ) حضرت عائشہ صدیقہؓ سے کسی نے دریافت کیا کہ رسول اللہ ﷺ اپنے گھر میں کیا کرتے تھے؟ تو انہوں نے جواب میں فرمایا ''آپ ﷺ آدمیوں میں سے ایک آدمی تھے۔ اپنے کپڑوں کی دیکھ بھال خود ہی کر لیتے۔ بکری کا دودھ خود ہی دوہتے اور اپنی ضرورتیں خود ہی پوری کر لیتے۔ (شمائل ترمذی باب ماجاء فی تواضع رسول اللہ ﷺ)۔ نیز اپنے کپڑوں میں خود ہی پیوند لگا لیتے۔ اپنے جوتے کی مرمت خود فرماتے اور یہ کہ اپنے ڈول کو ٹانکے لگا لیتے، بوجھ اٹھاتے، جانوروں کو چارہ ڈالتے، کوئی خادم ہوتا تو اس کے ساتھ مل کر کام کر دیتے (مثلاً) اسے آٹا پسوا دیتے۔ کبھی اکیلے ہی مشقت کر لیتے۔ (المواہب اللدینہ جلد ا ص ۲۹۳) بازار جانے میں عار نہ تھا۔ بازار سے خود ہی سودا سلف لاتے اور ضرورت کی چیزیں ایک کپڑے میں باندھ کر اٹھا لاتے۔ لوگوں نے یہ بھی دریافت کیا کہ رسول خدا جب گھر میں ہوتے تو کیسا رنگ رہتا؟ حضرت عائشہ صدیقہؓ بتاتی ہیں۔ ''الین الناس بساماً ضاحکا'' سب سے زیادہ نرم خو متبسم، خندہ جبیں اور اس ''لینت'' نرمی و ملائمت کی شان نہ تھی کہ کبھی کسی خادم کو جھڑکا ہو (مواہب اللدینہ ج ا ص ۲۹۳)۔

حق یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے بڑھ کر کوئی بھی اپنے اہل و عیال کے لئے شفیق نہ تھا۔

(مسلم)

(۳۹۔ت) ایک بار حضرت امام حسینؓ کے پوچھنے پر حضرت علیؓ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ گھر میں تشریف لاتے تو اپنا وقت تین طرح کی مصروفیات میں صرف فرماتے۔

(۱) کچھ وقت اللہ تعالیٰ کی عبادت میں صرف ہوتا،

(۲) کچھ وقت اپنے آرام کے لئے، آرام کے وقت میں سے ایک حصہ ملاقاتیوں کیلئے نکالتے جن میں مسجد کی عام مجالس کے علاوہ خصوصی گفتگو کرنے والے احباب یا مہمان آکر شرف ملاقات حاصل کرتے یا کچھ لوگ ضروریات وحاجات لے کر آتے۔ (شمائل ترمذی۔ باب ماجاء فی تواضع رسول اللہ ﷺ) اس طرح دیکھا جائے تو آرام کے لئے بہت ہی کم وقت رہ جاتا تھا۔

ازواج مطہرات کے نان نفقہ اور مختلف ضروریات کا انتظام بھی آپ ﷺ کو ہی کرنا ہوتا پھر ان کی تعلیم وتربیت بھی رسول اللہ ﷺ کے ذمے تھی۔ پھر انہی کے ذریعے طبقہ خواتین کی اصلاح کا کام جاری رہتا۔ عورتیں اپنے مسائل لے کر آتیں اور ازواج مطہرات کی معرفت دریافت فرماتیں۔ اس کے باوجود بھی آپ ﷺ نے گھر کی فضا کو خشک اور بوجھل نہ بننے دیا اور نہ اس میں کوئی مصنوعی انداز زندگی پیدا ہونے دیا۔ اس میں آنسوؤں کی چمک بھی ہوتی اور تبسم کی چمک ولمعانی بھی، محبت بھی کارفرما تھی اور کبھی کبھی رشک کا کھچاؤ بھی پیدا ہوتا۔ پریشانیاں بھی آتیں اور تفریح کے لمحات بھی آتے۔

(۳۹۔ٹ) عمر بھر معمول رہا کہ رات کے دوسرے نصف حصہ کے اوائل میں بیدار ہو کر مسواک اور وضو کے بعد تہجد ادا فرماتے (زاد المعاد) قرآن ٹھہر ٹھہر کر پڑھتے ہوئے بعض اوقات اتنا لمبا قیام فرماتے کہ قدم مبارک متورم ہو جاتے (شمائل ترمذی۔ باب ماجاء فی عبادت رسول اللہ ﷺ) صحابہ کرام نے اس مشقت پر عرض کیا کہ اللہ تعالیٰ نے تو آپ ﷺ کو غفران، معافی، بخشش، مغفرت خاص سے نوازا ہے پھر اس قدر حضور ﷺ جان کیوں گھلاتے ہیں؟ فرمایا ''کیا میں اللہ تعالیٰ کا احسان شناس اور شکر گزار بندہ نہ بنوں۔ (شمائل ترمذی۔ باب ماجاء فی عبادۃ رسول اللہ ﷺ)

(۳۹۔ث) گھر اوراس کے ساز وسامان کے متعلق آپ ﷺ کا نقطہ نظر یہ تھا کہ زندگی اس طرح گزاری جائے جیسے سفر میں مسافر گزارتا ہے۔فرمایامہ میری مثال اس مسافر کی سی ہے جوتھوڑی دیر کے لئے سائے میں آرام کرے، اور پھر اپنی راہ لے۔مراد یہ ہے کہ جو لوگ آخرت کو منتہا بنائیں اور دینوی زندگی کو ادائے فرض یا امتحان گاہ کے طور پر گزاریں اور جنہیں یہاں کسی بڑے نصب العین (آخرت کی کامیابی) کے لئے جدوجہد کرنی ہو، ان کے لئے کیا موقع ہے کہ وہ (اس دنیا میں) اعلیٰ درجے کے مسکن، ٹھکانے بنائیں اوران کو ساز وسامان سے آراستہ کریں اور پھر ان (دستیاب ذرائع) میں مگن رہ کر زندگی گزاریں، اوراس سے لطف اٹھائیں۔چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ آپ ﷺ نے خوداور رفقاء نے نہ اعلیٰ درجے کی عمارتیں بنائیں اور نہ ان میں اسباب جمع کئے اور نہ ان کی زینت وآرائش کی۔ان کے گھر بس بہترین مسافرانہ قیام گاہیں تھیں۔(زادالمعاد)۔ان میں گرمی اور سردی سے بچنے کا اہتمام تھا۔جانوروں کی مداخلت سے بچاؤ کا انتظام تھا، پردہ داری(Privacy) کا بندوبست تھا، اور حفظان صحت کے ضروری پہلو ملحوظ تھے۔نبی آخر ﷺ نے مسجد نبوی کے ساتھ ازواج مطہرات کے لئے چھوٹے چھوٹے کمرے (حجرات) بنوالئے تھے۔بجز صفائی کے اور کسی طرح کی آرائش نہ تھی۔صفائی میں ذوق نبوت یہاں تک تھا کہ صحابہ کرام کو تاکید تھی کہ گھروں کے آنگن صاف رکھو۔(روایت ابن المسیب۔ترمذی) گھر کے ساز وسامان میں چند برتن نہایت سادہ قسم کے مثلاً ایک لکڑی کا پیالہ (بادیہ) تھا۔جس پر لوہے کے پتر لگے تھے اور کھانے پینے میں اس کا بکثرت استعمال ہوتا تھا۔کھانے پینے کا سامان جمع تو کیا ہوتا، روز کا اور وہ بھی کافی مقدار میں میسر نہ ہوتا۔بستر چمڑے کے گدے پر مشتمل تھا۔جس میں کھجور کی چھال بھری ہوتی۔بان کی بنی ہوئی چارپائی رکھتے۔ٹاٹ کا بستر بھی استعمال میں رہا، جو دوہرا کر کے بچھایا جاتا۔ایک بار چوہرا کر کے بچھایا گیا تو صبح (دریافت فرمایا کہ آج کیا خصوصیت تھی کہ مجھے گہری نیند آئی اور تہجد چھوٹ گئی)۔معلوم ہونے پر حکم دیا کہ بستر کو پہلے ہی حال پر رہنے دیا جائے۔زمین پر چٹائی بچھا کر بھی لیٹنے کا معمول تھا۔بعض اوقات کھرّی چارپائی کے نشانات بدن پر دیکھ کر رفقائے خاص حضرت عمرؓ، عبداللہ بن مسعودؓ رو

دیئے۔ (شمائل ترمذی۔ باب ماجاء فی فرائض رسول اللہ ﷺ)

(۳۹۔ج) ذرا حضرت عمرؓ کا چشم دید نقشہ اپنے سامنے لایئے۔ واقعہ ایلا کے زمانے میں انہوں نے حضور انور ﷺ کو اس عالم میں دیکھا کہ آپ ﷺ کھرّی (کھردری چارپائی۔ وہ چارپائی جس پر گدا یا بچھونا نہ ہو) چارپائی پر لیٹے ہیں اور جسم مبارک پر نشان پڑ گئے ہیں۔ اِدھر اُدھر دیکھا تو ایک طرف مٹھی بھر جو پڑے ہوئے ہیں۔ ایک کونے میں کسی جانور کی کھال کیلی سے لٹک رہی ہے۔ یہ منظر دیکھ کر میری آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔ نبی رحمت ﷺ نے رونے کا سبب پوچھا تو عرض کی ''کہ قیصر و کسریٰ تو عیش و عشرت کریں اور آپ ﷺ کا یہ حال رہے''۔ فرمایا ''عمر! کیا تم اس پر خوش نہیں کہ وہ لوگ دنیا لے جائیں اور ہمیں آخرت ملے۔'' (المواہب اللدینہ ج اص ۳۴، صحیح مسلم۔ باب فی الرجل یطق امراۃ، روایت عبداللہ ابن عباس)

(۴۰) نبی کریم ﷺ کا اکل وشرب (کھانا پینا)

آپ ﷺ کا کھانے پینے کا ذوق بہت نفیس تھا۔ گوشت سے خاص رغبت تھی، زیادہ ترجیح دست، گردن اور پیٹھ کے گوشت کے لئے تھی۔ نیز پہلو کی ہڈی بھی پسند فرماتے۔ ثرید (گوشت کے شوربے میں روٹی کے ٹکڑے بھگو کر، مخصوص عربی کھانا تیار کیا جاتا تھا) تناول فرمانا مرغوب تھا۔ پسندیدہ غذاؤں میں شہد، سرکہ، خربوزہ، ککڑی، لوکی، کھچڑی اور مکھن وغیرہ اشیاء شامل تھیں۔ دودھ کے ساتھ کھجور (بہتری مکمل غذا) کا استعمال بھی فرمایا اور مکھن لگا کے کھجور کھانا بھی ذوق میں شامل تھا۔ کھرچن (تہ دیگی) سے بھی انس تھا۔ ککڑی نمک لگا کر اور خربوزہ شکر لگا کر بھی کھاتے۔ مریضوں کی پرہیزی غذا کے طور پر حریرہ کو اچھا سمجھتے اور تجویز بھی فرماتے۔ میٹھا پکوان بھی مرغوب خاص تھا۔ اکثر جو کے ستو بھی استعمال فرماتے۔ ایک مرتبہ بادام کے ستو پیش کئے گئے تو یہ کہہ کر انکار فرمایا کہ ''یہ امراء کی غذا ہے''۔ گھر میں شوربے والا سالن پکتا تو فرماتے کہ ہمسائے کے لئے ذرا زیادہ بنایا جائے۔

(۴۰۔ب) پینے کی چیزوں میں نمبر ایک پر میٹھا پانی تھا (یعنی قدرتی صاف و میٹھا پانی) اور

بطور خاص دو روز کی مسافت سے منگوایا یا دودھ پیتے۔ پانی ملا دودھ (جسے کچی لسی کہا جاتا ہے) اور شہد کا شربت بھی رغبت سے نوش فرماتے۔ غیر نشہ دار نبیذ بھی قرین ذوق تھی۔ مشکیزے یا پتھر کے برتن میں پانی ڈال کر کھجور بھگو کر رکھ دی جاتی اور اسے متواتر دن بھر استعمال فرماتے، لیکن زیادہ دیر تک رکھنے پر چونکہ نشہ آور ہونے کا اندیشہ ہو جاتا لہٰذا پھنکوا دیتے۔ بہ روایت ابو مالک اشعری یہ فرمایا کہ ''میری اُمت میں بعض لوگ شراب پئیں گے اور اس کا نام بدل کر کچھ اور رکھ دیں گے۔ چنانچہ سلاطین مابعد نے نبیذ کے نام سے منشیات کا استعمال کیا اور آج بھی مختلف ناموں سے شراب کا استعمال جاری ہے۔ شراب تو الگ بات ہے ایسی ایسی نشہ آور چیزیں ایجاد اور استعمال ہونے لگی ہیں کہ ہماری اولادوں کو تعلیمی درسگاہوں میں عادی بنایا جا رہا ہے اور مزدوروں کے گھروں تک میں پہنچا دیا گیا ہے۔

(۴۰۔ج) افراد کا الگ الگ بیٹھ کر کھانا ناپسند تھا۔ اکٹھے ہو کر کھانے کی تلقین فرماتے، میز کرسی پر بیٹھ کر کھانے کو اپنی شانِ فقر کے خلاف سمجھتے۔ اسی طرح دسترخوان پر چھوٹی چھوٹی پیالوں اور تشتریوں میں کھانا رکھا جانا بھی خلافِ مزاج تھا۔ سونے چاندی کے برتنوں کو بالکل حرام فرما دیا۔ کانچ، مٹی، تانبے اور لکڑی کے برتنوں کو استعمال میں لاتے رہے۔ دسترخوان پر ہاتھ دھونے کے بعد جوتا اتار کر کھانا کھانے کے لئے بیٹھتے، سیدھے ہاتھ سے کھانا لیتے اور اپنے سامنے سے لیتے۔ برتن کے وسط یعنی بیچ میں ہاتھ نہ ڈالتے۔ ٹیک لگا کر کبھی کھانا نہیں کھایا، دوزانوں یا اکڑوں بیٹھے۔ ہر لقمہ لینے پر بسم اللہ پڑھتے۔ ناپسندیدہ کھانا بغیر عیب نکالے خاموشی سے چھوڑ دیتے۔ زیادہ گرم کھانا نہ کھاتے۔ کبھی کبھار پکا ہوا گوشت چھری سے کاٹ کاٹ کر بھی کھایا۔ مگر یہ پُر تکلف طریقہ مرغوب نہ تھا۔ (روایت عمر بن امیہ۔ بخاری و مسلم۔ نیز بار وایت حضرت عائشہؓ۔ ابوداؤد و بیہقی) کھانا ہمیشہ تین انگلیوں سے لیتے اور ان کو لتھڑنے نہ دیتے۔ کبھی کبھار میوہ بالکل کھڑے ہو کر یا چلتے ہوئے بھی کھا لیا کرتے۔ دو پھل اکٹھے بھی کھائے۔ مثلاً ایک ہاتھ میں خربوزہ لیا اور دوسرے میں کھجور۔ کھجور کی گٹھلی الٹے ہاتھ سے پھینکتے۔ دعوت ضرور قبول فرماتے اور اگر کوئی دوسرا آدمی کسی وجہ سے ساتھ ہو تا تو اسے اس دعوت میں صاحب خانہ کی اجازت سے شریک فرماتے۔ اگر کسی

مہمان کو کھانا کھلاتے تو بار بار اصرار سے فرماتے اچھی طرح بے تکلفی سے کھاؤ۔ کھانے کی مجلس سے بہ تقاضائے مروت سب سے آخر میں اٹھتے۔ دوسرے لوگ پہلے فارغ ہو جاتے تو ان کے ساتھ ہی آپ ﷺ بھی محفل سے اٹھ جاتے۔ کھانے سے فارغ ہو کر ہاتھ ضرور دھوتے۔ دعا فرماتے۔ جس میں اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کے لئے ادائے شکر کے علاوہ طلب رزق اور صاحب خانہ یا میزبان کیلئے برکت کی دعا بھی ہوتی۔ پانی غٹ غٹ کی آواز نکالے بغیر پیتے اور بالعموم تین بار پیالہ منہ سے الگ کر کے سانس لے کر پانی پیتے۔ احباب کو کوئی چیز پلاتے تو خود سب سے آخر میں پیتے اور فرماتے کہ "ساقی آخر میں پیا کرتا ہے"۔ کھانے پینے کی چیزوں میں پھونک مارنا یا ان کو سونگھنا ناپسند فرماتے (شاید اس لئے کہ سانس منہ سے نکلے یا سانس میں نقصان دہ کاربن ڈائی آکسائیڈ ہوتی ہے) سانس میں بو کا ہونا چونکہ خلاف مزاج تھا اس لئے کچی پیاز اور لہسن کا استعمال ہمیشہ ناپسند رہا۔ کھانے پینے کی چیزوں کو ڈھانک کر رکھنے کا حکم تھا۔ کوئی نیا کھانا سامنے آتا تو کھانے سے پہلے اس کا نام معلوم فرماتے۔ زہر خوانی کے واقعہ کے بعد معمول ہو گیا تھا کہ کوئی اجنبی شخص کھانا کھلاتا تو پہلے ایک آدھ لقمہ اسے کھلاتے (شمائل ترمذی۔ ابواب متعلقہ) ذوق کی اس نفاست کے ساتھ ساتھ اکثر اوقات فقر و فاقہ کا عالم درپیش رہا۔ فرمایا "میرا کھانا پینا ایسا ہے جیسے اللہ تعالیٰ کے کسی بندے کا ہونا چاہئے"۔

(۴۱) نبی رحمت ﷺ کی نشست و برخاست:

آپ ﷺ کبھی اکڑوں بیٹھتے، کبھی دونوں ہاتھ زانوؤں کے گرد حلقہ زن کر لیتے اور کبھی ہاتھوں کے بجائے کپڑا (چادر وغیرہ) لپیٹ لیتے، بیٹھے ہوئے ٹیک لگاتے تو بالعموم الٹے ہاتھ پیر۔ فکر یا سوچ کے وقت بیٹھتے ہوئے زمین کو لکڑی سے کریدتے۔ سونے کے لئے بستر پر جاتے تو سیدھے کروٹ سوتے اور دائیں ہاتھ کی ہتھیلی پر داہنا رخسار مبارک رکھ لیتے۔ کبھی چت بھی لیٹتے لیکن پیٹ کے بل اوندھا لیٹنا سخت ناپسند تھا اور اس سے منع فرماتے۔ ایسے تاریک گھر میں سونا پسند نہ تھا جس میں چراغ نہ جلایا جاتا ہو یا چراغ نہ جلایا

گیا ہو۔ کھلی چھت پر جس کی پردے کی دیوار نہ ہو، سونا اچھا نہ سمجھتے، وضو کر کے سونے کی عادت مبارکہ تھی اور سوتے وقت مختلف دعائیں پڑھنے کے علاوہ آخری تین سورتیں، سورہ اخلاص اور معوذتین، پڑھ کر بدن پر دم فرماتے۔ سوتے ہوئے ہلکی آواز سے خراٹے لیتے، رات میں قضائے حاجت کے لئے اٹھتے تو فارغ ہونے کے بعد ہاتھ ضرور دھو لیتے (شمائل ترمذی) سونے کے لئے ایک تہہ بند علیحدہ تھا۔ کرتا اتار کر ٹانگ دیتے۔

(۴۲) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے جذبات کریمانہ:

انسانیت کا کوئی تصور ہم جذبات کو الگ تھلگ رکھ کر نہیں کر سکتے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس میں بھی اور انسانوں کی طرح انسانی جذبات بہترین اسلوب پر کارفرما تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم بہت ہی صاحب احساس ہستی تھے اور خوشی میں خوشی سے اور غم میں غم سے متاثر ہوتے۔

(۴۲۔ب) آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان نام نہاد بڑے لوگوں میں سے نہ تھے جو دنیا جہاں کے غم میں گھلے جاتے ہیں لیکن اپنے گھر والوں کے لئے سنگ دل اور تغافل کیش ثابت ہوتے ہیں۔ باہر کی زندگی ہنگامہ خیز اور گھر کی زندگی پھیکی اور بدمزہ۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ازواج مطہرات کے ساتھ سچی محبت تھی۔ ام المومنین حضرت عائشہؓ کے ساتھ ایک ہی پیالہ میں پانی پیتے۔ انصار مدینہ کی بچیوں کو بلواتے تاکہ وہ بچیاں حضرت عائشہ صدیقہؓ کے ساتھ کھیلیں۔ بات چیت کریں حبشیوں کے ورزشی کرتب اس انداز سے دکھائے کہ حضرت عائشہؓ کی ٹھوڑی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے کندھے پر تھی۔ بار بار پوچھتے "کیا تم سیر ہوگئی ہو"؟ وہ کہتیں ابھی نہیں! دیر تک یہ سلسلہ جاری رہا۔ (المواہب اللدینہ ج ص ۲۹۶)۔ حضرت صفیہؓ کو اونٹ پر سوار کرانے کے لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنا گھٹنا بڑھا دیتے اور اس پر ام المومنین اپنا پیر رکھ کر سوار ہو جاتیں۔ ایک مرتبہ سفر میں ناقہ کا پاؤں پھسلا اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور جنابہ صفیہؓ دونوں گر پڑے۔ حضرت ابوطلحہؓ ساتھ تھے۔ دوڑے ہوئے آئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پہلے خاتون کی طرف توجہ کرو۔ ایک بار ساربان نے اونٹوں کو تیز چلایا۔ تو فرمانے لگے "دیکھو آبگینے ہیں۔ آبگینے

(شیشہ۔کانچ۔الماس) ذرا احتیاط سے"۔(مسلم و بخاری)۔اسی محبت کی وجہ سے شہد نہ کھانے کی قسم کھائی تھی۔حکم ربی ہوا کہ حلال چیز کو حرام نہ کریں۔

(۴۱۔پ) اپنی اولاد اور بچوں کے لئے بھی حضور اکرم ﷺ کے جذبات بڑے گہرے تھے۔حضرت ابراہیم علیہ السلام کو رضاعت (بچوں کو دودھ پلانے کی حالت) کے لئے ایک لوہار کے گھر میں مدینہ منورہ کے بالائی حصے میں رکھا گیا۔ان کے دیکھنے کے لئے خاصا فاصلہ پیدل چل کر تشریف لے جاتے۔گھر میں دھواں بھرا ہوتا مگر وہاں بیٹھتے اور بچے کو گود میں لے کر پیار کرتے (بروایت حضرت انسؓ) ان ہی ابراہیم صاحبزادے کی وفات ہوئی تو صدمے سے آنکھیں ڈبڈبا آئیں۔اسی طرح ایک صاحبزادی کی وفات آپ ﷺ کی موجودگی میں ہوئی، ام ایمن (کنیز) چلا چلا کر رونے لگیں۔حضور اکرم سراپا رحمت ﷺ نے منع فرمایا۔تو وہ کہنے لگیں آپ ﷺ خود بھی تو رو رہے ہیں تو ام ایمن سے فرمایا" ایسا رونا منع نہیں ہے"۔یہ رونا جس رقت کی وجہ سے ہے وہ اللہ تعالیٰ کی ایک رحمت ہے۔اپنی صاحبزادی ام کلثوم کی قبر پر کھڑے ہوئے تو اس وقت بھی آپ ﷺ کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے۔عثمان بن مظعون کی میت کے سامنے بھی آپ ﷺ کی آنکھیں اشکبار تھیں اور ان کی پیشانی پر بوسہ دیا۔(المواہب اللدنیہ ج ا،ص۔۲۹۷)۔اپنے رونے کی کیفیت کو خود بیان فرمایا" آنکھیں اشک آلود ہیں۔دل غم زدہ ہے۔مگر ہم اپنی زبان سے اس کے سوا کچھ نہیں کہتے جو ہمارے رب کو پسند ہے"۔غم کی حالت میں اکثر زبان سے یہ الفاظ ادا فرماتے حسبی اللہ نعم الوکیل۔رونے میں اونچی آواز نہ نکلتی، بلکہ ٹھنڈی سانس لیتے، اور ہانڈی کے ابلنے جیسی آواز سینے مبارک سے نکلتی۔

(۴۲۔ت) یہ دل حساس جب اپنے اللہ تعالیٰ کے حضور میں عرض و نیاز کر رہا ہوتا یا قرآن وردِ زباں ہوتا تو ایسی حالت میں بسا اوقات پلکوں پر موتی چمکنے لگتے۔ایک بار عبداللہ ابن مسعودؓ سے فرمائش کر کے قرآن مجید کی تلاوت سنی۔وہ جب سورۃ النساء کی اس آیت پر پہنچے " فکیف اذا جئنا...... " اس وقت کیا حال ہوگا جب کہ ہم امت میں سے ایک گواہ کو اٹھا کر کھڑا کریں گے اور ان لوگوں پر آپ ﷺ کو گواہ بنا کر لائیں گے تو آنکھوں سے سیل اشک

رواں ہوگیا۔ (المواہب اللدینہ جلد اصفحہ ۲۹۷)

(۴۲۔ٹ) بیٹی حضرت فاطمۃ الزہرہؓ جب اپنے پیارے والد کریم سے ملنے کے لئے آتیں تو اٹھ کر استقبال فرماتے۔ خود تشریف لے جاتے اپنی کہتے اور عظیم بیٹی کی سنتے۔ ان کے صاحبزادوں حضرت امام حسن اور امام حسینؓ سے بہت پیار تھا۔ ان کو گود میں لے لیتے۔ کندھوں پر سوار کرتے ان کے لئے خود گھوڑا بنتے۔ حالت نماز میں بھی ان کو کندھوں پر بیٹھنے دیتے۔ ایک بار اقرع بن حابس نے آپ ﷺ کو جناب حسنؓ کا بوسہ لیتے دیکھا تو تعجب سے کہا کہ میرے تو دس بیٹے ہیں، میں نے کبھی کسی کو پیار نہیں کیا۔ مگر آپ ﷺ تو بوسہ لیتے ہیں۔ جواب میں فرمایا ''جو رحم نہیں کرتا اس پر رحم نہیں کیا جاتا''۔

(۴۲۔ث) یہ سرچشمہ ہے ان جذبات واحسانات، ہمدردی وشفقت کا جو حضور اکرم ﷺ کو ساری انسانیت سے تھی اور خصوصاً اسلامی جماعت کے افراد سے! اس پر حیرت یہ ہوتی ہے کہ اس نزاکت احساس کے ساتھ ساتھ نبی رحمت ﷺ نے مشکلات ومصائب کے مقابلہ میں کس درجہ کے صبر واستقلال کا مظاہرہ کیا۔ (کیا ہم امتیوں سے آج کوئی قرآنی احکامات کی بجا آوری میں ایسے ہی صبر واستقلال والا ہے؟ جواب نفی میں ملے گا)۔

(۴۳) حضور اکرم ﷺ کی عادات مبارکہ:

آپ ﷺ کسی سے کوئی چیز لیتے تو سیدھے ہاتھ سے اور کوئی چیز دینی ہوتی تو سیدھے ہاتھ سے عنایت فرماتے۔ خطوط لکھواتے تو سب سے پہلے بسم اللہ لکھواتے۔ پھر مُرسِل کا نام (بھیجنے والے کا نام) اور اس کے نیچے مرسل الیہ (جس کو بھیجا گیا) کا نام ہوتا۔ اس کے بعد اصل مضمون لکھا جاتا۔ خاتمے پر مہر لگواتے۔

(ب) حضور اکرم ﷺ اوہام (وہم کی جمع) سے پاک تھے، اور شگون نہ لیتے۔ البتہ اشخاص اور مقامات کے اچھے نام پسند فرماتے۔ برے نام پسند نہ تھے۔ سفر میں اقامت کے لئے ایسا ہی مقام منتخب فرماتے جس کے نام اور معنی میں خوشی یا برکت کا مفہوم ہوتا۔ اسی طرح جس شخص کے نام میں لڑائی جھگڑے یا نقصان کا معنی شامل ہوتا اسے کام نہ سونپتے۔

ایسے آدمیوں کو نامزد فرماتے جن کے ناموں میں خوشی یا کامیابی کا مفہوم پایا جاتا۔ بہت سے نام بدل بھی دیئے اور اچھے نام تجویز فرمائے۔

(ج) سواریوں میں گھوڑا بہت پسند فرماتے۔ گھوڑے کے ایال (گردن کے لمبے بال) میں قیامت تک کیلئے خیر و برکت کا اشارہ فرمایا۔ گھوڑے کی آنکھ، منہ، ناک کو اہتمام سے اپنے مبارک ہاتھوں سے صاف فرماتے۔

(د) شور، ہنگامہ اور ہڑ بونگ اچھی نہ لگتی۔ ہر کام میں سکون و وقار اور نظم و ضبط اور ترتیب چاہتے۔ نماز تک کے بارے میں فرمایا ''بھاگم بھاگ نہ آؤ، علیکم بالسلینۃ'' تمہارے لئے سکون و وقار لازم ہے۔ یوم عرفہ کو ہجوم تھا۔ بڑا شور و ہنگامہ تھا۔ لوگوں کو اپنے تازیانے سے (شاید میدان عرفات میں) اشارہ کرتے ہوئے نظم و سکون کا حکم فرمایا اور فرمایا ''فان البر لیس بلا یضاع۔ جلدی مچانے کا نام نیکی نہیں ہے۔ (بخاری و مسلم)

(۴۴) معلم انسانیت کے اخلاق:

حضور پاک ﷺ کی پوری زندگی حسن اخلاق ہی کی تفسیر ہے۔ جس کے متعلق حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں ''کان خلقہ القرآن''۔ حضرت انس بن مالک کا یہ قول بہت ہی جامع ہے کہ ''کان احسن الناس و کان اجود الناس و کان اشجع الناس''۔ (مسلم باب فی شمائل النبی ﷺ) احسن الناس ہونے کی کیفیت یہ تھی کہ کسی کو عمر بھر تکلیف نہیں پہنچائی (ماسوا ان باتوں کے جو حکم الٰہی کے تحت تھیں) اور دوسروں کی زیادتیوں پر کبھی کسی سے انتقام نہیں لیا۔ ہر کسی سے عفو درگزر فرمایا۔ یہاں تک کہ مکہ اور طائف کے بیدادگروں کو معاف فرمادیا۔ اور منافقین واشرار (شر کرنے والوں) سے درگزر فرمایا۔ اجود الناس ہونے کا عالم یہ تھا کہ حضرت جابرؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سے جو کچھ بھی کسی نے مانگا آپ ﷺ نے کبھی نا نہیں کی۔ (مسلم) موجود ہوتو دے دیا ورنہ قرض لے کر ضرورت مند کی ضرورت پوری کی۔ نہیں موجود ہوتو دوسرے وقت آنے کے لئے فرمایا یا

سکوت اختیار کیا۔ اشجع الناس ہونے کے لئے فی الجملہ یہ امر کافی ہے کہ نظریہ حق کو لے کر تن تنہا اٹھے اور زمانے بھر کی مخالفتوں اور مظالم کے مقابلے میں ڈٹے۔ کبھی کسی خطرناک ترین موقع پر بھی خوف یا کمزوری کا مظاہرہ نہ کیا۔ غار ثور ہو یا احد وحنین کے معرکے ہر موقعہ پر یقین محکم کا مظاہرہ فرمایا۔ (محسن انسانیت۔ از نعیم صدیقی)

(۴۵) کیا ہم پیارے آقا ﷺ کے پاکیزہ اعمال کی تقلید کرتے ہیں؟

(الف) یہ تو ہم میں سے ہر مسلمان جانتا ہے کہ ہمارے نبی ﷺ کی حیات طیبہ کا ہر عمل قرآن کی تعبیر وتفسیر ہے اور تعلیم امت کے لئے ہے۔ اور ان صالح اعمال کی تقلید ہر مسلمان کے لئے باعث خیر و برکت اور فائدہ مند ہے۔ آپ ﷺ سر مبارک ڈھانکنے کے لئے عمامہ شریف جسے عرف عام میں پگڑی کہا جاتا ہے، استعمال فرماتے کبھی کبھی ٹوپی کا بھی استعمال فرمایا۔ اس کے دنیاوی اور روحانی فوائد ہیں لیکن آج ہم پگڑی کا استعمال تو دور کی بات ہے ٹوپی تک سر پر رکھنا گوارا نہیں کرتے بلکہ نماز بھی ننگے سر پڑھتے ہیں۔ ہمارے پیارے نبی ﷺ نے ڈھیلا ڈھالا لباس، کرتا قمیض، تہہ بند (لنگی) اور پاجامہ (سراویل) کثرت سے زیب تن فرمایا۔ یہ نہیں کہ گھر میں ڈھیلا ڈھالا لباس اور گھر سے باہر چست لباس، جس میں بدن کے ابھار نظر آتے ہیں۔ محبوب رب اللعالمین نے پہننے کے کپڑوں کا چناؤ بھی فرمایا۔ زیادہ تر سفید لباس، سفید کفن کا کپڑا اور سفید احرام کا کپڑا پسند فرمایا۔ کرتا یا قمیض پہنتے وقت پہلے دائیں آستین پھر بائیں آستین پہنتے اور اتارتے وقت پہلے بائیں اور پھر دائیں آستین اتارتے۔ اسی طرح پاجامے کا دایاں پائنچہ پہلے اور بایاں بعد میں پہنتے اور پاجامہ اتارتے وقت پہننے کے عمل کا الٹ فرماتے۔ اسی طرح جوتے اور موزے کا استعمال فرماتے۔ لیکن ہم آپ ﷺ کے ان اعمال پر کوئی توجہ نہیں دیتے۔ اس پورے عمل پر کوئی پائی پیسہ خرچ نہیں ہوتا صرف عادت بنا کر مسلسل مشق کی ضرورت ہے۔

(۴۵۔ب) نبی آخر ﷺ روزانہ، خصوصاً سوتے وقت آنکھوں میں سرمہ ڈالتے اور سر مبارک میں تیل لگاتے۔ کیا ہم اپنے مکی و مدنی آقا کا یہ عمل دھراتے ہیں؟ نہیں! رات کو سر

میں سرسوں کا تیل لگا کر سر کی مالش کرنے سے گہری نیند آتی ہے اور سونے کے لئے sleeping pills کی ضرورت نہیں پڑتی۔ داڑھی مبارک ایک بالشت کے برابر رکھتے اور داڑھی کا اکرام فرماتے یعنی زیب و زینت فرماتے۔ داڑھی رکھنے یا نہ رکھنے کی اہمیت کا ایک واقعہ درج ذیل ہے۔ داڑھی منڈوں سے آقا ﷺ کی نفرت کا یہ واقعہ ہمیں بہت بڑا سبق دیتا ہے۔

(۴۵۔پ) سگِ ایران خسرو پرویز کے پاس حضرت عبداللہ بن حذافہؓ کے ذریعے سرکار مدینہ ﷺ کا تبلیغی نامہ مبارک پہنچایا گیا تو اس گستاخ نے وہ نامہ مبارک دیکھتے ہی پھاڑ ڈالا اور یمن کے گورنر باذان کو نبی اعظم ﷺ کے خلاف حکم بھیجا...... گورنر یمن باذان نے ایک فوجی دستہ مامور کیا جس کے افسر کا نام خرخسرہ اور دوسرے کا نام بانو یہ تھا۔ یہ دونوں افسران آتش پرست پارسی تھے۔ ان کی داڑھی منڈی ہوئی ور موچھیں، بڑھی ہوئی تھیں کہ سرکار مدینہ کی بارگاہ بے کس پناہ میں پیش کیے گئے۔ ان کے چہروں پر نظر ڈال کر پیارے آقا ﷺ کو تکلیف پہنچی کراہت کے ساتھ فرمایا ''تم پر ہلاکت ہو کہ ایسی صورت بنانے کا تم سے کس نے کہا؟''۔ انہوں نے جواب دیا ''ہمارے رب کسریٰ نے''۔ پیارے آقا ﷺ نے فرمایا ''مگر میرے رب تعالیٰ نے تو مجھے حکم دیا ہے کہ داڑھی بڑھاؤں اور موچھیں کتراؤں'' (تاریخ الخمس وطبری۔ فیضان سنت)۔ یہاں دو باتیں معلوم ہوئیں کہ داڑھی رکھنے کا حکم اللہ تعالیٰ کا ہے اور سرکار عالی وقار ﷺ کی طبیعت مبارکہ کو ان کا داڑھی منڈانے کا یہ فعل انتہائی ناگوار گزرا اور باوجودیکہ رحمۃ اللعالمین ہونے کے فرمایا ''تم پر ہلاکت ہو''۔ خود فیصلہ کیجئے کہ ہم داڑھی منڈوا کر اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے باغیوں میں تو شامل نہیں ہو گئے۔ یہ بات بھی زیر غور رہے کہ جدید تحقیق کے مطابق داڑھی سورج کی الٹراوائلٹ شعاعوں کے مضر اثرات سے پورے جسم کو بچاتی ہے۔ اور جلد کا کینسر نہیں ہونے دیتی۔

(۴۵۔ت) بچہ کسی کا بھی ہو معصوم ہونے کی وجہ سے پیارا لگتا ہے۔ آپ نے ان ہی صفحات میں حضور اکرم ﷺ کے بچوں سے محبت شفقت کے واقعات پڑھے ہوں گے۔ حسنین کریمین اگر حالت نماز میں اپنے نانا جان کے بدن مبارک پر سوار ہو جاتے تو

آپ ﷺ انہیں ڈانٹ ڈپٹ کر بھگانے یا ہٹانے کے بجائے سجدے طول کر دیتے۔
چند عشرے قبل مدینہ کی مقامی انتظامیہ نے مسجد نبوی میں بچوں کا داخلہ اس لئے ممنوع قرار دے دیا کہ یہ بچے مسجد کے قالین خراب کرتے ہیں۔ مائیں بہت پریشان رہنے لگیں کہ بچوں کو کہاں چھوڑیں، تو آقا ﷺ نے مسجد نبوی کے منتظم اعلیٰ کو حکم فرمایا ''اپنے قالین مسجد سے اٹھالو، لیکن بچوں کو ماؤں کے ساتھ مسجد میں آنے دو۔

(۴۵۔ٹ) جب کسی مسلمان کے انتقال کی خبر ملتی تو آپ ﷺ مرحوم کی نماز جنازہ پڑھاتے۔ میت کفن دفن میں شرکت فرماتے۔ آپ ﷺ فرماتے میت والے گھر میں تین دن تک (سوگ کی وجہ سے) چولہا نہ جلے۔ رشتہ دار یا پڑوسی میت والے گھر میں کھانے پینے کا بندوبست کریں۔ آپ ﷺ کے فرمودات کے باوجود آج کل معاملہ بالکل الٹ ہے۔ جس گھر میں فوتگی ہو وہاں سوئم، دسواں اور چالیسواں کے ایصال کیلئے آنے والوں کے لئے کھانا کھلانے کا بندوبست اہل خانہ کو کرنا پڑتا ہے۔ اب تو ایصال ثواب کیلئے قرآن خوانی کے بجائے ایک نئی بدعت نے جنم لیا ہے۔ کسی بھی اجتماعی قومی سانحے کے شکار شہدا کے لئے ایصال ثواب کے طور پر شمعیں جلائی جاتی ہیں۔ کیا شمعوں کی روشنی سے دہشت گردی یا کسی بھی قسم کے ظلم کا شکار ہونے والوں کی ارواح کو واقعی ثواب پہنچتا ہے؟

(۴۵۔ث) آپ ﷺ کا طرز گفتگو، اسلوب بیان، حسن اخلاق، ازواج مطہرات سے حسن سلوک۔ اولاد سے محبت خوشی اور غمی میں آپ ﷺ کے جذبات اور آپ ﷺ کا اکل و شرب (کھانا پینا) سب مثالی تھا۔ زمین کے فرش پر دستر خوان بچھا کر سب کے ساتھ مل جل کر کھانے کے عمل کو پسند فرمایا۔ کرسی میز کا استعمال پسند نہ تھا۔ کھانے سے پہلے بسم اللہ پڑھتے، پانی بیٹھ کر پیتے، تین سانس میں پیتے، فرمایا اگر بھول کر کھڑے ہو کر پانی پی لیا تو الٹی یا قے کر دو۔ یہ سب آپ ﷺ کے پاکیزہ اعمال تھے۔ جو مسلم امہ کے لئے مشعل راہ ہیں۔ معلم انسانیت ﷺ کے اعمال طیبہ کی تقلید کرنے سے بہت سے دینی اور دنیوی فوائد و برکات حاصل ہوتی ہیں۔ ان کی جامع تفصیل کے لئے ایک کتاب درکار ہے۔ یہ بھی یاد رہے کہ آپ ﷺ کے ہر عمل کو آپ ﷺ کی سنت مبارکہ سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ کیا آپ ﷺ

کی سنتوں پر عمل سے مسلم امہ کو کوئی فائدہ ہے۔ آئیے دیکھتے ہیں۔

(۴۶) نقش قدم نبی کے ہیں جنت کے راستے

اللہ سے ملاتے ہیں سنت کے راستے

جی ہاں، بات ہو رہی تھی نبی کریم رؤف الرحیم صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک سنتوں کی یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہر ہر عمل صالح کی۔ ہمارے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ہر عمل، عمل صالح ہے اور ہر صالح عمل آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے۔ چند مثالیں بھی پچھلے اوراق میں پڑھنے والے احباب کی خدمت میں پیش کیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کا ہر پہلو پاکیزہ ہے۔ اور ہر پاکیزہ عمل آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت مبارک ہے۔ انکاح من السنتی۔ نکاح کا انعقاد حضور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت مبارکہ ہے۔ جس سے امتی بہت ساری اخلاقی اور معاشرتی برائیوں سے بچ جاتا ہے اور بہت سارے نیک اعمال کی طرف رغبت ہوتی ہے۔ نبی کریم، اللہ تعالیٰ کے قرآن کریم میں موجود احکامات پر نہ کہ صرف عمل فرماتے بلکہ تلاوت قرآن بھی فرماتے۔ تلاوت قرآن کرنے والوں پر اللہ تعالیٰ کی رحمتوں کا نزول ہوتا ہے۔ تفکرات سے نجات ملتی ہے۔ کمی آتی ہے۔ صلوٰۃ یعنی نماز کی سنت مبارکہ کی بات بھی اسی طرح سے ہے۔ مسجدیں چھوڑ کر (بلا عذر شرعی) گھروں میں نماز پڑھنے والوں سے خطاب کرتے ہوئے سیدنا حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے فرمایا ''مسجد میں باجماعت نماز ادا کرنا رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بتائی ہوئی سنت مبارکہ ہے۔ اور چند احادیث بھی پیش کیں۔ ان احادیث مبارکہ سے سنت مبارکہ کی اہمیت کا اندازہ لگاتے ہیں اور آئیے عہد کرتے ہیں کہ آج سے حضور نبی کریم کی ہر سنت مبارکہ پر عمل کی بھرپور کوشش کریں گے۔

(الف) سب سے بہتر سیرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت ہے۔ (مشکوٰۃ)

(ب) زندگی کے نشیب و فراز میں میری سنت پر عمل کرنا لازم کرلو۔ (مشکوٰۃ۔ دارمی)

(ج) جس نے میری سنت سے روگردانی کی اس کا مجھ سے کوئی تعلق نہیں۔ (مشکوٰۃ)

(د) اگر تم (لوگوں) نے اپنے پیغمبر کی سنت چھوڑ دی تو گمراہ ہو جاؤ گے۔ (مشکوٰۃ)

(س) دین اسلام کے مٹنے کی ابتدا ترک سنت سے ہوگی۔ (دارمی)

(ش) جس نے میرے بعد میری کسی مٹی ہوئی سنت کو زندہ کیا اسے اس (سنت) پر عمل کرنے والے سب لوگوں کے برابر ثواب ملے گا۔ (مشکوٰۃ)

(م) جس نے میری سنت سے محبت کی اس نے مجھ سے محبت کی اور جس نے مجھ سے محبت کی وہ جنت میں میرے ساتھ ہوگا (مشکوٰۃ)

(ن) فسادامت کے وقت جو شخص میری سنت پر عمل کرے گا اسے سو شہیدوں کا ثواب عطا ہوگا۔ (مشکوٰۃ) (فیضان سنت)

(ی) حضور اکرم ﷺ کی مبارک سنتوں پر عمل کرنے والوں کے لئے بشارتیں ہیں۔ ہم اس زمانے یا دور سے گزر رہے ہیں کہ دین کے معاملے میں فتنے ہی فتنے ہیں۔ کوئی صرف قرآن کو مانتا ہے تو کوئی صاحب قرآن کو اہمیت دینے کو تیار نہیں۔ کچھ لوگ احادیث مبارکہ کے منکر ہیں۔ کہیں اہل بیت سے محبت کا دعویٰ کرنے والے نبی کریم ﷺ کے صحابہ کرام کی شان میں گستاخیاں کرتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ اسی طرح ہم دوسرے بہت سارے فتنوں کے دور سے گزر رہے ہیں۔ فسادامت کے اس دور میں حضور نبی کریم ﷺ کے اعمال مبارکہ یعنی سنتوں پر عمل کی شرح کم سے کم تر ہوتی چلی جا رہی ہے۔ لوگ ننگے سر نماز پڑھتے ہیں بغیر داڑھی اور ننگے سر رہ کر غیروں کی شکل بناتے ہیں۔ شادی بیاہ میں ہندوانہ رسومات اور غیر ضروری اخراجات اور اس کے علاوہ اور بہت سارے خلاف شرع کاموں کو اپنائے ہوئے ہیں۔ آقا ﷺ نے فرمایا اگر تم ایسا فتنے اور فساد والا دور پاؤ تو میری سنت پر عمل کر لینا، تمہیں سو شہیدوں کا ثواب عطا کیا جائے گا۔ ہے کوئی جو مکی مدنی سرکا ﷺ کی صرف ایک سنت پر مسلسل عمل کر کے ڈھیروں ثواب کمائے اور اپنے آپ کو جہنم کی آگ سے بچائے۔

(۴۷) قرآنی احکامات کی بجا آوری کے لئے نبی کریم ﷺ کی اطاعت ضروری ہے۔

اطاعت رسول کریم ﷺ کے لئے اللہ تعالیٰ کے چند احکام درج کئے جاتے

ہیں۔

(الف) جس نے رسول کا حکم مانا، بے شک اس نے اللہ تعالیٰ کا حکم مانا۔
(پارہ ۵ رکوع ۸)

(ب) اور نہ کسی مسلمان مرد نہ مسلمان عورت کو (حق) پہنچتا ہے کہ جب اللہ و رسول کچھ حکم فرما دیں تو انہیں اپنے معاملے کا کچھ اختیار ہے۔ (پارہ ۲۲ رکوع ۲)

(ج) تو اے محبوب تمہارے رب کی قسم وہ مسلمان نہ ہونگے جب تک اپنے آپس کے جھگڑے میں تمہیں حاکم نہ بنائیں پھر جو کچھ تم حکم فرما دو اپنے دلوں میں اس سے رکاوٹ نہ پائیں اور جی سے نہ مان لیں (پارہ ۵ رکوع ٦) (ترجمہ کنز الایمان) (فیضان سنت)

(د) حب رسول کریم ﷺ کیلئے اللہ عزوجل کا فرمان ہے۔

قل ان کنتم تحبون اللّٰہ فاتبعونی یحببکم اللّٰہ ویغفر لکم ذنوبکم، واللّٰہ غفور رحیم (آل عمران. ۳۱)

(ترجمہ) اے محبوب آپ فرما دیں کہ لوگو! اگر تم اللہ تعالیٰ کو دوست رکھتے ہو تو میرے فرماں بردار ہو جاؤ، اللہ تعالیٰ تمہیں دوست رکھے گا اور تمہارے گناہ بخش دے گا۔ اور اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے۔ (کنز الایمان) اور حدیث پاک ہے۔

تم میں سے کوئی شخص اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتا جب تک کہ وہ اپنے ماں باپ اولاد اور (دنیا) کے تمام انسانوں سے زیادہ مجھ سے محبت نہ کرے۔ (بخاری۔ مسلم)

پس معلوم ہوا کہ نبی کریم سے محبت اور آپ ﷺ کی فرماں برداری یعنی آپ ﷺ کی سنتوں پر عمل سے ہی ہماری نجات ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو توفیق عطا فرمائے۔

(۴۸) توہین رسالت اور گستاخان رسول ﷺ کا انجام:

گستاخان رسول کریم ﷺ ایک منظم سازش کے تحت ہمارے پیارے نبی محمد عربی ﷺ کی شان میں گستاخیاں کرتے آرہے ہیں۔ توہین رسالت کا یہ سلسلہ بیسویں صدی عیسوی سے برصغیر ہند میں انگریزوں کے دور میں شروع ہوا اور ابھی تک جاری ہے۔

محبان رسول ﷺ نے گستاخان رسول ﷺ کو ہمیشہ ہمیشہ کے لئے جہنم رسید کر کے جاں نثاری کی مثالیں پیش کیں۔قاتہاہ حضرت بل میں نہ جانے کتنی مرتبہ قرآن کریم کو آگ لگا کر جلایا گیا اور بے حرمتی کی گئی۔توہین رسالت اور اسلام کی مقدس ہستیوں کے خلاف یورپ سے مسلسل زہر اگلا جا رہا ہے۔مسلمانان عالم کے دلوں سے حب رسول ﷺ مٹانے کے لئے غیر اقوام مکمل طور پر کمر بستہ ہو چکی ہیں کہ یہ

فاقہ کش جو موت سے ڈرتا نہیں کبھی
روح محمد ﷺ اس کے بدن سے نکال دو
فکر عرب کو دے کر فرنگی تخیلات
اسلام کو حجاز و یمن سے نکال دو

اور اب اس ناپاک مہم نے پاکستان میں بھی قدم جمانا شروع کر دیئے ہیں۔سوشل میڈیا اس گھناؤنی سازش میں بدترین کردار ادا کر رہا ہے۔دنیا کے تمام مسلمانوں بالعموم اور پاکستان کے عوام اور سرکاری اداروں کی بالخصوص یہ ذمہ داری ہے کہ توہین رسالت کی ان منظم سازشوں کو ناکام بنادیں جو آج کل پاکستان میں جاری ہیں۔

اس سلسلے میں اسلام آباد ہائی کورٹ کے جسٹس شوکت عزیز صدیقی نے ایک محب رسول ﷺ کا کردار ادا کیا ہے۔انہوں نے مسلم بادشاہ نور الدین زنگی کی یاد تازہ کر دی اور اکیسویں صدی کے نور الدین زنگی کہلانے مستحق ٹھہرے۔آیئے جسٹس شوکت عزیز صدیقی کی عدالت میں توہین رسالت کے کیس کی دو دن کی عدالتی کاروائی کی روئیداد پڑھتے ہیں۔

(۴۸۔الف) اسلام آباد ہائی کورٹ نے سوشل میڈیا پر گستاخانہ مواد کے معاملے پر وفاقی وزیر داخلہ چوہدری نثار علی کو آج ذاتی حیثیت میں پیش ہونے کا حکم دے دیا۔

اسلام آباد ہائی کورٹ میں سوشل میڈیا پر مقدس ہستیوں کی شان میں گستاخی کے معاملہ سے متعلق کیس کی سماعت ہوئی۔جسٹس شوکت عزیز صدیقی نے ریمارکس دیتے ہوئے کہا کہ مجھے تکنیکی امور میں نہیں پڑنا۔اس حساس معاملے میں پورا سوشل میڈیا بند کرنا پڑے تو کروں

گا۔ بھینسے، گینڈے سب بلاک ہونے چاہئیں۔ اگر بلاک نہیں کر سکتے تو پی۔ ٹی۔ اے کو بند کر دیں۔ اس موقع پر عدالت نے وزیر داخلہ چوہدری نثار علی کو آج ذاتی حیثیت میں طلب کرتے ہوئے کہا کہ وزیر داخلہ عدالت میں پیش ہو کر بتائیں کہ حکومت کی جانب سے اس اہم ایشو (مسئلے) پر اب تک کیا اقدامات اٹھائے گئے ہیں۔ یہ معاملہ بیورو کریسی پر نہیں چھوڑیں گے۔ معاملے میں ملوث عناصر اور جو تماشہ دیکھتے رہے دونوں کے خلاف کاروائی ہوگی۔ اگر گستاخانہ مواد نشر کرنے والوں کے خلاف کاروائی نہ ہوئی تو ملک میں امن وامان کا سنگین مسئلہ کھڑا ہو سکتا ہے۔ جسٹس شوکت عزیز صدیقی نے کہا ہم سوشل میڈیا کے بغیر پہلے بھی زندہ تھے لیکن کسی نے بھی ہماری محبت پر ایسا حملہ نہیں کیا۔ عدالت نے چیئرمین پی ٹی اے کو ہدایت کی کہ وزارت انفارمیشن اینڈ ٹیکنالوجی کے ذمہ داران اس گھناؤنی سازش کے خلاف سخت ایکشن لیں۔ کیس کا حکم لکھواتے ہوئے جسٹس شوکت عزیز صدیقی آبدیدہ ہو گئے اور کہا میرے ماں باپ جان اور نوکری سب اللہ کے رسول ﷺ پر قربان ہو جائیں۔ جسٹس شوکت عزیز صدیقی نے کہا جو بھی لوگ ایسا مواد اپ لوڈ کرتے ہیں میں آج انہیں دہشت گرد قرار دیتا ہوں۔ (روزنامہ نوائے وقت کراچی مورخہ ۸ مارچ ۲۰۱۷ء)

(۴۸۔ب) اور اب دوسرے دن کی عدالتی کاروائی

مقدس ہستیوں کے خلاف توہین آمیز مواد سوشل میڈیا پر نشر کرنے کے کیس کی سماعت اسلام آباد ہائی کورٹ میں ہوئی۔ جسٹس شوکت عزیز صدیقی نے حکم دیا کہ سوشل میڈیا سے تمام گستاخانہ مواد فوراً بلاک کیا جائے۔ گستاخانہ مواد شائع کرنے والوں کے نام ای۔ سی۔ ایل میں ڈالے جائیں۔ چیئرمین پی۔ ٹی۔ اے اسماعیل شاہ سیکریٹری داخلہ عارف خان اور آئی۔ جی اسلام آباد طارق مسعود کیانی توہین آمیز مواد کیس میں عدالت کے سامنے پیش ہوئے۔ جسٹس شوکت عزیز صدیقی نے استفسار کیا کہ اب تک آپ نے اس کیس میں کیا کاروائی کی ہے؟ اب آپ جو بھی ایکشن لیں، اس سے عدالت کو آگاہ کریں۔ معاملہ بہت حساس ہے۔ جلد از جلد حل کیا جائے۔ میں اس کیس کی روزانہ کی بنیاد پر سماعت کروں گا۔

ریمارکس دیتے ہوئے جسٹس شوکت عزیز صدیقی آبدیدہ ہوگئے۔انہوں نے کہا جب سے اس کیس کے متعلق پتہ چلا ہے میں سویا نہیں ہوں۔اگر ہم نے محسن انسانیت کی توہین نہ روکی تو پاکستان میں خانہ جنگی شروع ہو جائے گی۔وفاقی وزیر داخلہ چوہدری نثار علی آنکھوں کے اپریشن کی وجہ سے عدالت میں پیش نہ ہو سکے۔سیکریٹری داخلہ نے کہا مسلمان ہونے کے ناطے ایسا مواد کوئی بھی برداشت نہیں کرسکتا۔جسٹس شوکت عزیز صدیقی نے کہا یہ پاکستان کو مادر پدر آزاد ملک بنانیکی سازش ہے۔جب ریاست اپنی ذمہ داری پوری نہ کرے تو پھر لوگ خود ہی فیصلے کرتے ہیں۔ایسے گستاخانہ پروپیگنڈا میں غیر مسلم قرار دیئے گئے عناصر بھی ملوث ہیں۔جو گناہگار ہیں۔ان کو فوراً کیفر کردار تک پہنچانا ہوگا۔گستاخی کر کے امت کے جذبات سے کھیلا جا رہا ہے۔مذہبی انتہا پسندی سے کہیں زیادہ سیکولر انتہا پسندی ہے۔اگر اسے نہ روکا گیا تو پھر ملک خانہ جنگی کی طرف چلا جائے گا۔عدالت نے ماہرین پر مشتمل تحقیقاتی ٹیم تشکیل دینے کی ہدایت کی۔عدالت نے سیکریٹری داخلہ کو حکم دیا کہ ایسے مواد اور اس کے ذمہ داروں کی نشاندہی کیلئے مشترکہ تحقیقاتی کمیٹی تشکیل دی جائے جس کے تمام شرکا آئین کے مطابق مسلمان ہونے کی شرائط پر پورا اترتے ہوں۔۔

(نوائے وقت کراچی، مورخہ ۹ مارچ ۲۰۱۷ء)

(۴۸۔پ) عدالتی کاروائی کئی روز جاری رہی۔عدالت نے یہ بھی محسوس کیا کہ اظہار رائے کے حوالے سے متعلقہ قانون کو مشتہر کیا جائے۔یہ بات عوام الناس کے علم میں لائی گئی کہ پاکستان کے آئین مجریہ ۱۹۷۳ء کی شق ۱۹ کے تحت ہر شہری کو تقریر اور اظہار خیال کی آزادی کا حق حاصل ہوگا اور پریس کو آزادی ہوگی مگر یہ آزادی اسلام کی عظمت یا پاکستان یا اس کے کسی بھی حصے کی سالمیت یا سلامتی، دفاع، غیر ممالک کے ساتھ دوستانہ تعلقات یا امن عامہ، تہذیب یا اخلاقیات کے مفاد کے پیش نظر توہین عدالت کے کسی جرم (کے ارتکاب) یا اس کی ترغیب سے متعلق قانون کے ذریعے عائد کردہ مناسب پابندیوں کے تابع ہوگی۔ اور یہ بھی بتایا گیا کہ اظہار رائے کے حق پر آئین پاکستان کی مقرر کردہ حدود کو توڑنا پاکستان کے درج ذیل قوانین کے مطابق جرم ہے۔

	تعزیرات پاکستان کی دفعات	سزائیں
(۱)	دفعہ ۱۰۹: اعانت جرم	اعانت جرم کی سزا وہی جو جرم کی سزا
(۲)	دفعہ 124-A: بغاوت	عمر قید اور جرمانہ
(۳)	دفعہ 153-A: مختلف گروہوں کے درمیان منافرت پھیلانا	پانچ سال تک قید اور جرمانہ
(۴)	دفعہ 295-A: مذہبی جذبات مجروح کرنے والے بدخواہی پر مبنی اعمال	دس سال تک قید یا جرمانہ یا دونوں
(۵)	دفعہ 295-B&C قرآن پاک/ نبی پاک ﷺ انبیائے کرام/ مقدس ہستیوں کے خلاف توہین آمیز اور گستاخانہ الفاظ	عمر قید، یا سزائے موت اور جرمانہ
(۶)	دفعہ 298 اور 298A & B مذہبی جذبات مجروح کرنے کی نیت سے مقدس ہستیوں کی توہین و تضحیک	تین سال قید اور جرمانہ یا دونوں
(۷)	دفعہ 500, 501, 502، 504 اور 508 گستاخانہ مواد، انتشار پھیلانا	دو سال/ پانچ سال تک قید
(۸)	دفعہ 11-W انسداد دہشت گردی ایکٹ مجریہ 1997	پانچ سال تک قید اور جرمانہ
(۹)	دفعہ 11 اور 13 سیکورٹی آف پاکستان ایکٹ مجریہ 1952	تین سال تک قید اور جرمانہ یا دونوں
(۱۰)	دیگر قوانین برائے تادیبی کاروائی پر سختی سے عمل درآمد کیا جائے گا۔	متعلقہ سزائیں اور جرمانہ یا دونوں

(روزنامہ نوائے وقت کراچی مورخہ ۱۷ مارچ ۲۰۱۷ء)

(۴۸۔ج) پاکستان ٹیلی کمیونیکشن اتھارٹی (پی۔ٹی۔اے) کوسوشل میڈیا سے گستاخانہ مواداور معلومات کی بندش یقینی بنانے کے لئے ضروری اختیارات دینے کے لئے لاہور ہائی کورٹ نے وفاقی حکومت کو پریوینشن آف الیکٹرانک کرائم ایکٹ Prevention of Electronic Crime Act (پی۔ای۔سی۔اے) میں ترامیم کی ہدایت کردی۔ عدالت نے حکومت کو Pakistan Penal Code کی گستاخی سے متعلق دفعات 295-B اور 295-C کو بھی Cyber Crime Act کی دفعہ ۹ میں شامل کرنے کا حکم دیا۔ پی۔ٹی۔اے کے ڈائریکٹر جنرل نے عدالت کو یقین دہانی کرائی کہ دو ماہ کے دوران اگر متعلقہ ویب سائٹس اور سسٹمز گستاخانہ مواد کو ہٹانے کے لئے کچھ نہیں کرتے تو پی۔ٹی۔اے ساری ویب سائٹس کو بلاک کردے گی۔

(۴۸۔د) گستاخانہ مواد سے متعلق اسلام آباد ہائی کورٹ کا فیصلہ:

سوشل میڈیا پر گستاخانہ مواد کی اشاعت سے متعلق درخواست اسلام آباد ہائی کورٹ نے نمٹادی اور مختصر فیصلہ جاری کرتے ہوئے کہا کہ پی۔ٹی۔اے سوشل میڈیا پر گستاخانہ مواد روکنے کے طریقہ کار بنائے اور ایف۔آئی۔اے کیس کی میرٹ پر تفتیش کرے۔قانون کے مطابق کاروائی جاری رہے گی۔جسٹس شوکت عزیز صدیقی نے کہا کہ عدالت اور کیا کرسکتی ہے۔نشان دہی کردیں تو ملزموں کو خود پکڑ کے لے آتا ہوں۔عدالت کیس کی تفتیش میں مداخلت نہیں کرے گی۔ یہ دروازہ بھی بند ہونا چاہئے کہ لوگ توہین رسالت کا قانون کا غلط فائدہ نہ اٹھائیں۔ڈائریکٹر ایف۔آئی۔اے نے کیس میں پیش رفت رپورٹ جمع کراتے ہوئے عدالت کو بتایا کہ بیرون ملک فرار ہونے والے بلاگرز کو ریڈ وارنٹ کے ذریعے واپس لایا جائے گا۔طارق اسد ایڈووکیٹ نے عدالت کو آگاہ کیا صرف متنازع پیجز کو بلاک کرنا مسئلے کا حل نہیں۔جسٹس شوکت عزیز صدیقی نے استفسار کیا کہ فرض کریں گستاخی کے مرتکب بلاگرز بیرون ملک جاچکے ہوں تو انہیں کس طرح واپس لایا جائے گا؟ جس پر ڈائریکٹر ایف۔آئی۔اے مظہر کاکاخیل کا کہنا تھا کہ جب ہم رحمٰن بھولا کو پاکستان لاسکتے ہیں تو ان کو بھی لایا جاسکتا ہے۔تاہم اس کیلئے ملزموں کا نامزد ہونا ضروری ہے۔ریڈ وارنٹ جاری کرکے ان افراد کو طے شدہ طریقہ کار کے تحت واپس لایا جائے گا۔

اٹارنی جنرل نے عدالت کا آگاہ کیا کہ اس معاملے پر وزیراعظم کو نوٹ بھجوایا جاچکا ہے۔ بی بی سی کے مطابق عدالت نے کہا کہ بیرون ملک چلے جانے والے پانچ بلاگرز کے خلاف ٹھوس شواہد ہیں تو ان کو وطن واپس لانے کے انتظامات کیے جائیں۔ وزارت داخلہ ایک کمیٹی تشکیل دے جو سوشل میڈیا سے گستاخانہ مواد کو مکمل طور پر ہٹانے کے سلسلے میں قدم اٹھائے۔ پی۔ٹی۔اے ایسا جامع اور حساس میکنزم دے گا جس کے تحت گستاخانہ مواد یا صفحات کی نشاندہی ممکن ہوسکے گی تا کہ ان کے خلاف فوری کاروائی کی جاسکے۔ ایک ماہ کے اندر الیکٹرانک جرائم کے انسداد کے قانون میں ترامیم کرکے توہین مذہب اور رسالت کے قوانین شامل کیے جائیں۔ توہین مذہب کا غلط الزام لگانے کے قانونی نتائج کے مسئلے پر بھی حکومت توجہ دے۔ معاملہ کی نزاکت کو سمجھتے ہوئے حکومت ایک ماہ کے دوران حکم نامہ پر عمل درآمد کرائے۔ اس کے علاوہ چیئرمین پی۔ٹی۔اے کو حکم دیا گیا ہے کہ وہ ایک سائنسی میکنزم وضع کریں تا کہ گستاخانہ اور فحش مواد کے بارے میں آگہی پھیلائی جائے۔ وزارت داخلہ کو بھی حکم دیا گیا ہے کہ وہ ان غیر سرکاری اداروں کی نشاندہی کر کے قانون کے مطابق کاروائی کرے گی جن کا ایجنڈا ملکی یا غیر ملکی فنڈنگ سے پاکستان میں توہین مذہب اور فحاشی پھیلانا ہے۔ (روزنامہ نوائے وقت کراچی مورخہ یکم اپریل ۲۰۱۷)

(۴۸۔ی) سوشل میڈیا کی فتنہ انگیزیاں اور حرمت رسول ﷺ

سوشل میڈیا پر کافی عرصے سے ایک بے لگام اور مادر پدر آزاد ماحول پر پرورش پا رہا ہے جس میں انسان کی تضحیک کا پہلو نمایاں ہے۔ لوگوں کی پگڑیاں اچھالنا ایک عام سی روش بنتی جارہی ہے۔ اس بات سے انکار نہیں ہے کہ اس میں اچھے اور برے دونوں عناصر شامل ہیں مگر اچھائی اور سچائی کا پہلو کچھ ماند پڑتا جارہا ہے۔ جب سے کچھ منفی سوچ کے حامل عناصر نے اپنے مذموم مقاصد کے حصول کے لئے سوشل میڈیا کو استعمال کرنا شروع کیا تو پھر ایک طوفان بدتمیزی اور بدتہذیبی کا نہ ختم ہونے والا سلسلہ شروع ہوا۔ کچھ عرصے سے سوشل میڈیا پر ایسا تشہیری مواد اپ لوڈ کیا جارہا تھا جو ناموس رسالت کو مسلسل چیلنج کررہا تھا۔ اس کا نشانہ ہماری اسلامی اقدار ہیں۔ اس میڈیا نے دین اور دنیا سے بیزاری کا راستہ دکھایا یہ تمام تر تماشا حکومت کے قائم کردہ ادارے کی نگرانی میں ڈھٹائی کے ساتھ جاری اور ساری

ہے اس ادارہ کا اختیار صرف اور صرف الیکٹرونک میڈیا پر چلتا ہے۔ جہاں آئے دن کوئی نہ کوئی ٹی وی چینل اس کے زیر عتاب ہوتا ہے۔ ہماری بدقسمتی اور بدنصیبی ہے کہ اب سوشل میڈیا پر بھی ہمارا بس نہیں چلتا کہ اسے لگام دیں کیونکہ اس کی لگامیں تو کسی اور ہاتھ میں ہیں۔ سوشل میڈیا پر کسی کی جرات نہیں کہ کسی کے ایشور بھگوان اور کرائسس کو ہدف تنقید بنائے اور اب جب کہ ناموس رسالت پر بات آئی ہے تو تمام انسانی حقوق کے علمبرداروں کو گویا کہ سانپ سونگھ گیا ہے دراصل ان لوگوں میں منافقین کی تعداد زیادہ ہے وہ کیونکر حرمت رسول ﷺ کا پاس رکھیں گے۔ سچ پوچھئے تو صرف ایک مومن مسلمان جس کا قلب عشق مصطفیٰ سے سرشار ہے وہ ہی حرمت رسول کا سچا اور پکا پاسبان ہے۔ ناموس رسالت پر حکومت وقت اور عدالت عالیہ کی ایمان افروز بروقت کاروائی نے عاشقان رسول کو سکون قلبی عطا کیا ہے اور ہمارے علمائے کرام نے ناموس رسالت پر پرامن ریلیوں کا انعقاد کر کے اپنا دینی اور ملی احتجاج رقم کرایا ہے جو مثال آفرین ہے اور عزت مآب جناب محترم جسٹس شوکت عزیز صدیقی نے ایمان افروز کاروائی عمل میں لاتے ہوئے اس بات کا عہد کیا ہے کہ ناموس رسالت کے مرتکب بدبختوں کو جب تک کیفر کردار تک نہیں پہنچا دیا جاتا اعلیٰ عدالت کا یہ بینچ تب تک سکون اور چین نہیں لے گا۔ حسب سابق ایف آئی اے نے مجرمین کی عدم نشان دہی پر معذرت کا اظہار کیا تو محترم جسٹس صاحب نے عسکری خفیہ ادارے کی مدد لی اور مجرموں کی جلد از جلد گرفتاری کے لئے احکامات جاری کئے ہیں۔ کچھ بیمار ذہن جو اپنے کو روشن خیال سمجھتے ہیں ان کا کہنا ہے کہ جسٹس شوکت عزیز صدیقی دوران سماعت جذباتی ہو گئے تھے۔ راقم الحروف ان بیمار ذہن اور غیر سنجیدہ لوگوں سے پوچھنا چاہتا ہے کہ کوئی شخص اپنے دین اور اپنے رہبر آقا محمد ﷺ کی ناموس رسالت پر اپنے جذبات کا اظہار نہیں کرتا تو وہ بہت بڑا منافق ہے۔ ہمارے زوال پذیر معاشرے میں منافقوں کی کوئی کمی نہیں ہے۔ عدالت روزانہ کی بنیاد پر سماعت کر رہی ہے۔ سوشل میڈیا پر جو شان رسالت پر گستاخانہ مواد اپ لوڈ کر دیا گیا تھا جس کا بروقت نوٹس جناب محترم جسٹس شوکت عزیز صدیقی نے لیا اور ایسی تمام ویب سائٹ بند کرنے اور سارا متنازعہ مواد وزیر اعظم کو بھجوانے کا حکم صادر کیا۔ محترم جسٹس صاحب بڑی عرق ریزی سے قانونی باریکیوں کو سامنے رکھتے ہوئے اصل مجرمین تک پہنچنے کی کوشش کر رہے ہیں تاکہ گستاخانہ مواد اپ لوڈ کرنے والے

مجرمین تک جلد سے جلد رسائی مل سکے اس سلسلے میں خفیہ عسکری ادارے کے تعاون سے ایف آئی اے نے کچھ گرفتاریاں کی ہیں تاکہ دیگر مجرمین تک جلد سے جلد پہنچا جاسکے یہ بھی خیال رکھنا ہوگا کوئی بے گناہ اس کی زد میں نہ آئے کیونکہ روز حشر ہمیں بھی جواب دینا ہے۔ انہوں نے یہ ریمارکس بھی دیئے کسی بے گناہ فرد کے خلاف توہین رسالت کا مقدمہ بنانا بھی اتنا ہی جرم ہے، جس قدر جرم میرے آقا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اہانت کا ہے اس لئے جناب محترم جسٹس صاحب اپنے تمام تر اختیارات اور قانونی دائرہ کار میں رہتے ہوئے اس کیس کی سماعت نہایت متانت اور خوش اسلوبی سے انجام دے رہے ہیں۔

(اقبال پرویز خان۔ روزنامہ نوائے وقت، کراچی۔ ۲۸/مارچ ۲۰۱۷ء)

(۴۸۔س) گستاخانہ مواد: مسلم ممالک معاملہ عرب لیگ، اور او۔آئی۔سی اور اقوام متحدہ میں اٹھائیں گے۔ دنیا مذہب کی بے حرمتی کو بھی دہشت گردی تسلیم کرے۔ (چوہدری نثار علی) مسلم ممالک نے گستاخانہ مواد کا معاملہ او۔آئی۔سی، عرب لیگ اور اقوام متحدہ میں اٹھانے پر اتفاق کیا ہے۔ سفیروں کے اجلاس میں پیش کردہ حکمت عملی پر اصولی اتفاق کیا گیا۔ وزیر داخلہ چوہدری نثار علی کی زیر صدارت مسلم ممالک کے سفیروں کا اجلاس ہوا۔ آذر بائیجان، بوسینیا، قازقستان، لبنان، مالدیپ، قطر، صومالیہ، تاجکستان، ترکی کے سفیروں نے شرکت کی۔ سوشل میڈیا پر گستاخانہ مواد کے حوالے سے ایک نکاتی ایجنڈے پر غور کیا گیا۔ اعلامیہ کے مطابق مقدس ہستیوں کے خلاف پروپیگنڈا کا مؤثر جواب دینے پر غور کیا گیا۔ مسلم امہ ناموس رسالت ﷺ کے تحفظ کے لئے متحد ہے۔ وزارت خارجہ گستاخانہ مواد روکنے کے لئے اسٹریٹیجی بنائے گی۔ اسٹریٹیجی پیپر تمام مسلم ممالک کے حوالے کیا جائے گا۔ مسلم سفیر اپنی حکومتوں سے رابطہ کرکے رائے حاصل کریں گے۔ مسلم ممالک کی آراء پر مشتمل حکمت عملی طے کی جائے گی۔ عرب لیگ، او۔آئی۔سی کے سیکریٹری جنرل کو ریفرنسز (حوالے) بھجوانے کا بھی فیصلہ کیا گیا ہے۔ ریفرنسز میں گستاخانہ مواد کا معاملہ اٹھایا جائے گا۔ مسلم ممالک سے آراء ملنے کے بعد معاملہ اقوام متحدہ میں بھی اٹھایا جائے گا۔ مسلم ممالک کی عدالتوں میں جنگ لڑنے کا جائزہ لیا جائے گا۔ (روزنامہ نوائے وقت کراچی مورخہ ۲۵ مارچ ۲۰۱۷ء)

''ذکر رسول ﷺ کے قارئین کرام دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ تمام مسلم ممالک کو تحفظ ناموس

رسالت ﷺ کے اہم ترین معاملے میں متحد ہو کر جدوجہد کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔
آمین۔

(۴۹۔الف) ایک اہم پیغام

ناموس رسالت کے منافی کسی قسم کے مواد کی انٹرنیٹ پر نشر و اشاعت، پاکستان کے متعلقہ قوانین کے تحت قابل سزا جرم ہے۔ ایسے مواد کو پھیلانے کی بجائے اس کی شکایت Info@pta.gov.pk پر بھیجیں اور خود قانون کو ہاتھ میں نہ لیں۔ آپ کی شکایت پر مناسب قانونی کاروائی عمل میں لائی جائے گی۔

Sender:

+923002697861

Sent. 18.05.2017

06.54:30 pm.

۴۹۔ب قرآنی حقائق

(۱) قرآن پاک میں (۳۰) سپارے ہیں۔
(۲) قرآن پاک میں (۱۴) سجدے ہیں۔
(۳) قرآن پاک میں (۷) منزلیں ہیں۔
(۴) قرآن پاک میں (۱۱۴) سورتیں ہیں۔
(۵) قرآن پاک میں (۸۶) سورتیں مکی ہیں۔
(۶) قرآن پاک میں (۲۸) سورتیں مدنی ہیں۔
(۷) قرآن پاک میں (۵۴۰) رکوع ہیں۔
(۸) قرآن پاک میں (۶۶۶۶) آیات ہیں۔
(۹) قرآن پاک میں (۳۲۳۷۶۰) حروف ہیں۔
(۱۰) قرآن پاک میں (۵۳۲۴۳) زبر ہیں۔
(۱۱) قرآن پاک میں (۳۹۵۸۲) زیر ہیں۔

(۱۲) • قرآن پاک میں (۸۸۰۴) پیش ہیں۔

(۱۳) قرآن پاک میں (۱۷۷۱) مد ہیں۔

(۱۴) قرآن پاک میں (۱۲۴۳) شد ہیں۔

(۱۵) قرآن پاک میں (۱۰۵۶۸۱) نقطے ہیں۔

(۱۶) قرآن پاک میں (۴۸۸۷۲) الف ہیں۔

(۱۷) قرآن پاک میں (۱۱۲۲۸) با ہیں۔

(۱۸) قرآن پاک میں (۱۱۹۹) تا ہیں۔

(۱۹) قرآن پاک میں (۱۱۷۶) ثا ہیں۔

(۲۰) قرآن پاک میں (۳۲۷۳) جیم ہیں۔

(۲۱) قرآن پاک میں (۹۷۳) حا ہیں۔

(۲۲) قرآن پاک میں (۲۴۱۶) خا ہیں۔

(۲۳) قرآن پاک میں (۵۶۴۲) دال ہیں۔

(۲۴) قرآن پاک میں (۴۶۹۷) ذال ہیں۔

(۲۵) قرآن پاک میں (۱۱۷۹۳) را ہیں

(۲۶) قرآن پاک میں (۱۵۹۰) زا ہیں۔

(۲۷) قرآن پاک میں (۵۸۹۱) سین ہیں۔

(۲۸) قرآن پاک میں (۲۲۵۳) شین ہیں۔

(۲۹) قرآن پاک میں (۲۰۱۳) ص ہیں۔

(۳۰) قرآن پاک میں (۱۶۰۷) ض ہیں۔

(۳۱) قرآن پاک میں (۱۲۷۴) طا ہیں۔

(۳۲) قرآن پاک میں (۸۴۲) ظا ہیں۔

(۳۳) قرآن پاک میں (۹۲۲۰۰) عین ہیں۔

(۳۴) قرآن پاک میں (۲۲۰۸) غین ہیں۔

(۳۵) قرآن پاک میں (۸۴۹۹) فا ہیں۔

)

(۳۷) قرآن پاک میں ([illegible]) [illegible] ہیں۔

(۳۸) قرآن پاک میں (۳۴۳۲) ل ہیں۔

(۳۹) قرآن پاک میں (۲۶۵۳۵) میم ہیں۔

(۴۰) قرآن پاک میں (۲۶۵۶۰) نون ہیں۔

(۴۱) قرآن پاک میں (۲۵۵۶) و ہیں۔

(۴۲) قرآن پاک میں (۱۹۰۷) ہ ہیں۔

(۴۳) قرآن پاک میں (۴۱۱۵) ء (ہمزہ) ہیں۔

(۴۴) قرآن پاک میں (۲۵۹۱۹) یا (ے) ہیں۔

(بشکریہ محمد آصف رضا)

۵۰۔ مآخذ

(۱) قرآن کریم

(۲) محسن انسانیت از نعیم صدیقی

(۳) الشفاء از قاضی عیاضؒ

(۴) فیضان سنت از مولانا محمد الیاس عطاری

(۵) روز نامہ نوائے وقت کراچی۔ مختلف اشاعتیں

(۶) درود شریف۔ دولت خوشنودی از سید محمد ابو طاہر گیلانی نقشبندی عمیمیؒ

ذکرِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم

مولف: محمد یامین